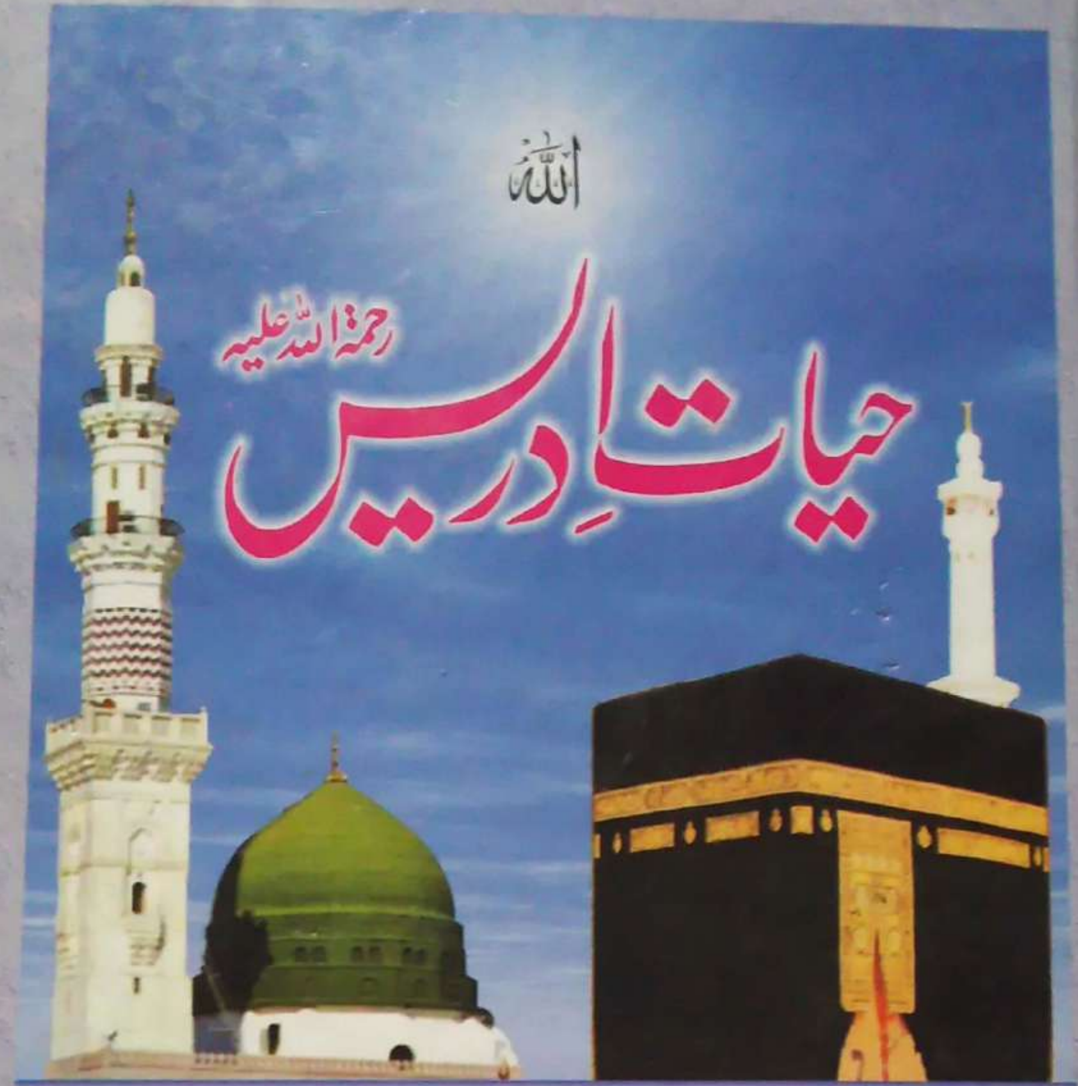


حیاتِ ادریس رحمۃ اللہ علیہ

سوانح حیات

تاج العارفین قطب زماں شیخ المشائخ حضرت مولانا

الحافظ القاری پیر جی محمد ادریس انصاری نور اللہ مرقدہ



☆☆☆ مؤلف ☆☆☆

فقیر شوکت علی نقشبندی غفوری

خادم خاص وخلیفہ مجاز حضرت پیر جی نور اللہ مرقدہ

حسب الارشاد

حضرت صاحبزادہ

حافظ محمد معاذ انصاری مدظلہ العالی

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْس
لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ

حیات ادریس

سوانح حیات

تاج العارفین محبوب المشائخ قطب الاقطاب مرشدِ کامل حضرت مولانا
الحافظ القاری **پیر جی محمد ادریس الانصاری** نور اللہ مرقدہ
نقشبندی مجددی غفوری

محبوب خلیفہ مجاز قطب العالم شیخ الاسلام
حضرت مولانا عبد الغفور العباسی المدنی نور اللہ مرقدہ

☆☆ مولف ☆☆

فقیر شوکت علی نقشبندی غفوری
خادم خاص وخلیفہ مجاز حضرت پیر جی نور اللہ مرقدہ
خانقاہ فیض ادریس برلب نہر مین روڈ محلہ فیصل آباد، صادق آباد ضلع رحیم یار خان

نام کتاب ...... حیات ادریس

مئولف ...... حضرت پیر جی حافظ شوکت علی نقشبندی مجددی غفوری مدظلہ

ترتیب تزئین ...... ایم۔اے بیگ نقشبندی عفی عنہ

ٹائیٹل، کمپوزنگ ترتیب...... محسن الیاس، احمد خلیل ۱۰ اہسپتال روڈ انارکلی لاہور

کمپیوٹر کمپوزنگ ...... محمد صدیق ممتاز

نفیس کمپوزرز عدالت روڈ صادق آباد فون:70400

تعداد ...... 1000 (ایک ہزار)

اشاعت ...... بار اوّل (اکتوبر ۲۰۰۱ء)

قیمت ...... -/150 روپے

مطبع ...... کریم اسلم پرنٹرز، ۱۰ اہسپتال روڈ انارکلی لاہور

ناشر ...... شعبہ نشر اشاعت " خانقاہ فیض ادریس "

☆☆☆ ملنے کا پتہ ☆☆☆

خانقاہ فیض ادریس محلّہ فیصل آباد صادق آباد

پوسٹ کوڈ نمبر 64350 (پاکستان) فون:76853

....

جان محمد چوہدری ریٹائرڈ پٹواری اڈہ ملکہ ہانس

پاکپتن روڈ ملکہ ہانس۔

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

☆☆☆☆☆

نتیجہ فکر پیر جی حضرت مولانا محمد ادریس انصاری صاحب نقشبندی

مجددی غفوری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا عبد الغفور العباسی مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حیُّ   یا قیُّوم

مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

ہوا و حرص والا دِل بدل دے   مرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے   کرم فرما خدایا، دل بدل دے

گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں   بدل دے میرا رستہ دل بدل دے

یہ کیسا دل ہے سینے میں الٰہی   نہ زندہ ہے نہ مردہ دل بدل دے

سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں   مزا آجائے مولا دل بدل دے

عطا فرما مسلسل یاد اپنی   خدایا فضل فرما دل بدل دے

ترا ہو جاؤں اتنی آرزو ہے   بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے

پڑا ہوں تیرے در پر دل شکستہ   رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے

مری فریاد سن لے میرے مولا   بنا لے اپنا بندہ دل بدل دے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

پیش لفظ

الحمد اللّٰہ و کفیٰ و سلامُ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ۔

امابعد: غالباً ۷۹-۱۹۷۸ء کی بات ہے کہ راقم الحروف کو قرآن پاک حفظ کے دوران زبان میں لکنت پیدا ہوگئی۔ استاد المکرّم حضرت قاری خدا بخش صاحب مدظلہ کو عرض کی کہ حضرت لکنت کی وجہ سے قرآن پاک پڑھنا مشکل ہو رہا ہے۔ مزید آگے پڑھنے سے معذوری ظاہر کی۔ استاد بڑے شفیق تھے۔ راقم کو تسلی و تشفی دے کر قرآن پاک آگے پڑھنا شروع کروادیا۔ اسی اثناء میں وظیفہ کیلئے خانقاہ قادریہ دین پور شریف جنید وقت حضرت مولانا میاں عبدالہادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ حضرت کی پُرکشش شخصیت کو دیکھ کر اپنے استاد سے عرض کی کہ یہ حضرات کیا ہیں۔ استاد صاحب نے فرمایا کہ یہ اللہ والے ہوتے ہیں۔ طبیعت میں بڑی بے چینی اور پریشانی رہی۔ کیونکہ ہمارے غریب خانہ کے قریب والی مسجد میں ایسے حضرات آتے تھے۔ جو اپنے بیانات میں مشرک اور بدعتی پیروں کا رد کرتے تھے۔ اور سب سے بڑا دکھ یہ ہے کہ وہ کبھی بھی صالحین کا تذکرہ نہ کرتے۔ اسلئے بزرگوں نے فرمایا کہ جیسی صحبت میں بیٹھو گے۔ ویسا ہی رنگ چڑھ جائے گا۔ ان حضرات کے بیانات اور صحبت میں بیٹھ کر طبیعت میں پیر کے نام سے نفرت پیدا ہوگئی۔ دین پور شریف سے صادق آباد واپسی ہوئی اور پھر ہر وقت حضرت مولانا میاں عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ کا پُرکشش اور پُرانوار

چہرہ آنکھوں کے سامنے رہنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد جمعتہ المبارک تھا۔ جمعہ کے دن صبح صادق آباد سے دین پور شریف حضرت کی خدمت میں حاضری کیلئے روانہ ہوا۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ قبرستان ہوآ ؤ۔ (دین پور شریف کے قبرستان میں بڑی اہم شخصیات مدفون ہیں) جن میں امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا لعل حسین اختر رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمتہ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ بہت شخصیات یہاں مدفون ہیں) مزارات کی حاضری کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا الحمداللہ جمعہ کی نماز تک خدمت اقدس میں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نماز جمعہ ادا کی اور حضرت دین پوری سے اجازت لی۔ نماز عصر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کی اقتداء میں مخزن العلوم میں ادا کی اور پھر صادق آباد واپسی ہوگئی۔ حضرت دین پوری کی زیارت کے بعد الحمداللہ۔ اللہ والوں کی محبت دل میں بیٹھ گئی اور پھر اکثر نماز جمعتہ المبارک دین پور شریف میں ہی ادا ہونے لگی۔ اور یہ معمول کافی عرصہ چلتا رہا اسی دوران حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ ہمارے حضرت شیخ مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور کافی دیر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف فرماتے رہے (راقم الحروف کے والد محترم حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔) اس کے بعد حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس اور ختم خواجگان میں حاضر ہوتا رہا۔ بیانات سنیں اور پھر رفتہ رفتہ الحمد اللہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف طبیعت کا میلان بڑھتا گیا اور آپکی محبت دل میں گھر کر گئی رمضان المبارک میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مسجد رئیس محمد غازی میں

ستائیس رمضان المبارک کو بیان فرمایا۔ بیان کے بعد فرمایا کہ جس نے اللہ اللہ سیکھنی ہو۔ تو وہ آجائے تا کہ میں اسے سلسلہ میں داخل کروں۔لوگ زیادہ تھے اس لئے آپ نے اپنی پگڑی مبارک پھیلا دی۔ راقم نے بھی پگڑی مبارک پکڑ لی۔حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے بیعت کے الفاظ کہلوائے بیعت کے بعد قلبی ذکر لینے کیلئے راقم حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو فرمایا کہ اوہو۔ حافظ جی آپ بھی آگئے بہت اچھا کیا۔

الحمد اللہ اس فقیر کو اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ جیسے کامل اور مکمل مرشد کے دامن سے وابستگی نصیب فرمائی مالک کائنات نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی محبت دل میں اتنی پیدا فرمادی۔کہ آپکی زیارت کے بغیر چین نہیں ملتا تھا۔ پھر الحمد اللہ سفر وحضر میں آپکی معیت نصیب رہی۔ آپکے بیانات میں اللہ تعالی کی معرفت پر مبنی ارشادات کی بارش ہوتی تھی۔ آپکے بیان میں اللہ تعالیٰ نے ایسی چاشنی رکھی تھی کہ بیان سننے کے بعد اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی۔ دنیا سے دل اُچاٹ اور آخرت کی طرف راغب ہو جاتا اسی دوران حضرت مولانا رشید احمد گنگوھی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات (معارف گنگوھی) دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ معارف گنگوھی پڑھنے کے بعد دل میں یہ بات پیدا ھوئی کہ کیوں نہ اپنے شیخ کے ارشادات لکھے جائیں۔لیکن اپنی کم علمی کا ہر وقت احساس رہتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بزرگوں کے ملفوظات پڑھنے کی توفیق ہوئی۔کہ اللہ والوں کے ملفوظات اور احتیاط سے جمع کیے ہوئے واقعات سالکین کو کیا فائدہ دیتے ہیں۔حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان نظر سے گزرا۔ سید الطائفہ حضرت جنیدی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔کہ فتنے اور ظلمت کے دور میں ایمان کی حفاظت کیلئے کون سانسخہ اکسیر ہے؟ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا (اولیاء اللہ

کی صحبت اختیار کرنا) پوچھا گیا۔ کہ جب اولیاء اللہ کی صحبت بھی میسر نہ ہو تو پھر کیا کرنا چاہیے؟ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر اولیاء اللہ کے احوال واقوال پڑھتے رہنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے لشکر ہیں۔ ہر دور اور ہر زمانے بٔس پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ حکایات اور ملفوظات مریدوں یعنی طالبین حق کو کیا نفع پہنچاتی ہیں۔ جواب میں فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ کُلًّا نَّقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۝ یعنی پیغمبروں کے قصے اور واقعات ہم آپ سے بیان کرتے اور انکے حالات سے آپ کو آگاہ کرتے ہیں۔ تاکہ اس کے ساتھ تمہارے دل کو ثبات (پختگی اور مستقل مزاجی) ہو اور قوت میں اضافہ ہو۔ جب تم پر بوجھ ہو اور رنج پہنچے۔ تو انکے واقعات اور انکے حالات کو سن لو اور تم سوچو اور جانو کہ جب اس طرح کے بوجھ اور تکلیفیں ان کو پہنچیں۔ اور ان لوگوں نے صبر کیا اور توکل و اعتماد انکے پیش نظر رہا تو اس صورت میں اثبات وعزم و صبر پر آپکے دل میں اضافہ ہوگا۔ اس طرح اللہ کے نیک بندوں کی باتوں اور بزرگوں کی حکایات اور ان کے حالات سننے سے مریدوں یعنی طالبین کے دلوں کی تربیت ہوتی ہے۔

الحمد اللہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں ارشادات کو جمع کیا۔ اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں ارشادات کے بارے عرض کیا۔ تو حضرت جی نے فرمایا کہ مجھے سنا لینا۔ کوشش کے باوجود ارشادات سنا نہ سکا ایک مرتبہ

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی میری زندگی میں تو ایک کتاب لکھ لیں اس سے تجھے کتاب لکھنی آ جائے گی۔ لیکن میں نے سستی سے کام لیا اسی دوران حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ اس دار الفناء سے دار بقاء کی طرف تشریف لے گئے۔ اس کے بعد ارشادات کو پڑھتا اور افسوس کرتا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال فرما جانے کے بعد اس فکر میں تھا کہ جماعت غفوریہ کا کوئی اہل علم حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح حیات یا ملفوظات چھپوا دیں۔ لیکن ہر طرف سے مایوسی نظر آئی۔ ارشادات کو چھپوانے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ سوچتا تھا کہ مجھ جیسا بے علم کم ہمت انسان اور اس مرد قلندر کی شخصیت پر کچھ لکھنا۔ پہاڑ نظر آتا تھا۔ لیکن ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا رہتا۔ واقعی جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو مردوں سے زندوں کا کام لے لیتے ہیں۔

مسودہ کے بارے اپنے مخلص ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ تو انہوں نے اس عاجز کی ہمت بڑھاتے ہوئے۔ فرمایا کہ انشاء اللہ گرمیوں کی چھٹیوں میں یہ کام کریں گے اس فقیر کے انتہائی قابل قدر مخلص دوست (جنہوں نے اپنا نام ظاہر کرنے سے معذرت کی ہے) اور عزیز القدر الطاف حسین سلمہ اور برادر مکرم مولانا محمد افضال صاحب (فاضل جامعہ امدادیہ فیصل آباد) نے مسودہ کو صاف اور خوش خط لکھنے میں اس فقیر کی مدد کی اور چیدہ چیدہ حصہ برادر طریقت حضرت مولانا محمد آصف لغاری صاحب مدظلہ کو بھی تصحیح کیلئے دیتا رہا۔ مولانا نے بھی بڑی محنت کے ساتھ تصحیح فرمائی اور کئی مقامات پر نظر ثانی کیلئے فرمایا۔ الحمد اللہ اس طرح سے یہ مختصر سوانح حیات اور ملفوظات کتابی شکل میں سامنے آئی۔ یہ کتاب تقریباً اس فقیر کی یادداشتوں پر مشتمل ہے کیونکہ اس فقیر کو اللہ

تعالیٰ نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت سفر و حضر میں نصیب فرمائی۔

معزز قارئین سے عاجزانہ التماس ہے کہ اگر کسی جگہ میری کم علمی سے غلطی رہ گئی ہو۔ تو غلطی میری طرف منسوب فرمانویں میرے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات عالیہ ان اغلاط سے مبرّا تھی۔ اگر کہیں غلطی نظر آئے تو بخیال (الانسان مرکب من الخطاء و انسیان)انسان غلطی اور بھول چوک کا مرکب ہے اسے درگزر فرما کر اس غلطی کی پردہ پوشی کریں۔ راقم الحروف کو یقین ہے کہ کتاب میں کسی طرح کی اغلاط اور فنی اسقام موجود ہیں جن کی نشاندہی کا کام معزز قارئین سے متوقع ہے۔ تا کہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جا سکے۔ آخر میں یہ فقیر اپنے معاونین جو اس کتاب کی چھپوائی کا ذریعہ بنے۔ حضرت مولانا محمد افضال صاحب، عزیز القدر الطاف حسین، برادرم منظور حسین طاہر، برادر طریقت مولانا محمد آصف لغاری صاحب اور اپنے انتہائی قابل قدر مخلص دوست جنہوں نے اپنا قیمتی وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے صبح و شام انتھک محنت کر کے اس کتاب کی ترتیب اور تزئین کا ذریعہ بنے اور جن حضرات نے جس طریقہ سے بھی حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی اس سعی کو قبول فرماتے ہوئے۔ دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائیں۔ ہر آفت ہر پریشانی سے محفوظ فرمائے۔ دونوں جہانوں کی راحتیں عطا فرمائے اور اسکے ساتھ ہی برادر طریقت میاں عتیق الرحمٰن صاحب کیلئے بھی دعا گو ہوں کہ یہ اس کتاب حیات ادریس کی چھپوائی کا ذریعہ بنے۔ اللہ تعالیٰ انکے والد مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ انکے رزق میں مزید برکت عطا فرمائے۔

اس کتاب سے مستفید ہونے والے حضرات کی خدمت میں التماس

ہے کہ اس فقیر کے مرشد حضرت مولانا محمد ادریس انصاری، نور اللہ مرقدہ کے درجات بلندی کیلئے دُعا کرتے رہیں۔ اس فقیر کے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ یہ فقیر بھی دعاؤں کا طالب ہے ہر طرح سے کمزور اور عاجز ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور اس فقیر کو بھی اولیاء اکرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ اور ان کا ساتھ قیامت کے دن نصیب فرمائے۔ ہر غم کی لغزشوں سے درگزر فرمائے اپنی محبت اور مغفرت مجھے اور اس فقیر کے متعلقین کو نصیب فرمائے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی
احب الصالحین و لست منہم
لعل اللہ یرز قنی صلاح

فقط والسلام

یکم رجب المرجب ۱۴۲۲ھ ۱۹ ستمبر ۲۰۰۱ء

محتاج دُعا: فقیر شوکت علی عفی عنہ
خانقاہ فیض ادریس
محلّہ فیصل آباد صادق آباد
ضلع رحیم یار خان فون نمبر: 76853

☆☆☆☆☆☆

تحدیث نعمت کے طور پر

خواب کتاب حیات ادریس کے مسودہ کی تیاری کیلئے خانقاہ فیض ادریس سے نکل کر شاپنگ سنٹر میں میاں عتیق الرحمٰن صاحب کی دکان کی بالائی منزل پر کتاب کا کام شروع کیا تو کچھ دنوں کے بعد برادر طریقت جناب محمد عرفان بٹ صاحب سلمہ نے خواب سنایا۔

کہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ جہاں آپ سوانح حیات لکھ رہے ہیں اس مقام پر مع جماعت تشریف لائے اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حافظ جی آپ نے بہت اچھا کیا اب میں بولتا ہوں آپ لکھیں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ بولتے رہے اور آپ لکھتے رہے۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

محمد عرفان بٹ

خواب ایک مرتبہ خانقاہ فیض ادریس میں کتاب حیات ادریس کی تصحیح کے دوران رات کو آرام کرنے کی نیت سے جامع مسجد الفتح جو کہ حافظ جی شوکت علی صاحب دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی ہے میں سویا ہوا تھا۔ کہ خواب میں دیکھا کہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ فیض ادریس میں اندر تشریف لائے میں اور حضرت پیر جی شوکت علی صاحب دامت برکاتہم کتاب کی غلطیوں کو درست کرنے میں مصروف تھے کہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے اور گویا ہوئے کہ ابھی کتنی دیر اور لگاؤ گے اس کتاب کو شائع کرنے میں؟ میں نے عرض کی کہ حضرت جی بس اب کام ختم ہونے والا ہے تھوڑا سا کام رہ گیا ہے تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد الفتح میں محراب کی دائیں جانب پہلی صف میں بیٹھ کر کتاب حیات ادریس کے باب ابتدائی حالات کا مطالعہ فرمایا اسکے بعد آنکھ کھل گئی۔

قاری محمد افضال

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ابتدائی حالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

قطب الارشاد حضرت مولانا محمد ادریس انصاری نور اللہ مرقدہ

ابتدائی حالات

اسم گرامی: آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی محمد ادریس انصاری تھا۔

لقب: آپ رحمتہ اللہ علیہ کا لقب پیر جی تھا۔ کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد اوّل بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمتہ اللہ علیہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بچپن میں "پیر جی" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

آباؤ اجداد: آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد محترم کا نام حضرت الحاج انیس احمد انصاری رحمتہ اللہ علیہ اور جدّ امجد کا نام حافظ نہال احمد رحمتہ اللہ علیہ تھا۔

ولادت باسعادت: آپ رحمتہ اللہ علیہ ١٩١٦ء میں انبیہٹہ پیرزادگان ضلع سہارن پور (یوپی) بھارت میں پیدا ہوئے۔

حلیہ مبارک: حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حسن عطا فرمایا تھا آپکے چہرہ میں اتنی کشش اور زبان میں اتنی مٹھاس تھی کہ اگر کوئی شخص ایک مرتبہ آپکی مجلس میں آتا۔ تو پھر وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ آپکی پیشانی کشادہ، آنکھیں روشن،

سُتواں ناک، ہونٹ مبارک گلابی اور پتلے تھے۔ سرخ وسفید رنگت، درمیانہ قد، مضبوط جسم، سینہ مبارک کشادہ بارُعب اور پرانوار چہرہ " وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ " کا مصداق تھا۔ سر مبارک پر بال نہیں رکھتے تھے۔ سفید لباس، سر پر سفید پگڑی، چہرہ انور پر سفید ڈاڑھی مبارک اور سنہری چشمہ۔ غرضیکہ ایک مرتبہ دیکھنے والا بار بار دیکھتا تھا اور جی نہیں بھرتا تھا۔

سلسلہ نسب: آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت امام ناصرالدین جالندھری کے واسطے سے شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبداللہ انصاری ہروی رحمتہ اللہ علیہ اور میزبان رسول ﷺ حضرت سیدّنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انصار مدینہ سے جاملتا ہے۔ اگرچہ اس خانوادہ میں مشاہر علماء ومشائخ وقضاۃ پیدا ہوئے ہیں۔ مگر حال میں حضرت مولانا خلیل احمد رحمتہ اللہ علیہ شارع ابوداؤد (بذل المجھود) مہاجر مدنی خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ ہوئے ہیں جن سے حضرت مولانا محمد ادریس انصاری نوراللہ مرقدہ کی قرابت قرینہ ہے اور اسی قرابت کی وجہ سے حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ انصاری رحمتہ اللہ علیہ کو پیر جی کہا کرتے تھے کیونکہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہار نپوری رحمتہ اللہ علیہ مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے شیخ سلوک تھے۔

تحصیل علم: آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دینی علوم سے وابستگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اپنے ہی وطن انبیہٹہ پیرزادگان میں تقریباً ۱۳ سال کی عمر میں اُستاد جناب حافظ مشیت اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے قرآن پاک حفظ کرلیا تھا۔ پھر شوقِ تعلیم اور اپنے والد

محترم کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی تعلیم کیلئے مظاہر العلوم سہارن پور تشریف لے گئے۔ اور ابتدائی کتابیں اُردو، فارسی ایک سال تک مظاہر العلوم میں پڑھتے رہے۔

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی کے استاد حضرت مولانا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ اور اُردو، حساب کے اُستاد بابو ولی محمد صاحب بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ایک سال کیلئے مظاہر العلوم میں داخلہ لیکر یہ کتابیں پڑھیں گلزار و بستان، تیسر المبتدی، مصدر فیوض، اوجز السیر، فارسی کی پہلی کتاب آمدنامہ، تعلیم الدین، حمد باری، املاء، حساب، پہاڑے، بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین چلے گئے وہاں پر کریما، میزان منشعب، نحومیر، نفحۃ الیمن، قصیدہ بردہ شریف حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرح مائۃ عامل، ہدایۃ النحو قدوری، حافظ مقبول حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے اور کافیہ، ہدایہ وغیرہ مولانا الحاج احتشام الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

۱۳۵۰ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ مظاہر العلوم میں دوبارہ داخل ہوئے اور کافیہ، قدوری بحث فعل، نفحۃ الیمن، قال اقول، ایساغوجی، مرقات کی جماعت میں داخلہ لیا۔

۱۳۵۱ھ میں شرح جامی، کنز الدقائق، جزری، شرح تہذیب، اصول الشاشی

۱۳۵۲ھ میں مختصر المعانی، شرح وقایہ، نور الانوار، قطبی، میر قطبی۔

۱۳۵۳ھ میں جلالین شریف، مقامات، سبعہ معلقہ، ہدایہ اولین۔

۱۳۵۴ھ میں مشکوۃ شریف، ہدایہ ثالث، دیوان متنبّی، دیوان حماسہ، نخبۃ الفکر۔ سلم العلوم پڑھی۔

۱۳۵۵ھ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دوَرہ حدیث شریف پڑھا جس میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اساتذہ یہ تھے۔ بخاری شریف جلد اوّل اور ابوداؤد شریف از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے بخاری شریف جلد ثانی از حضرت مولانا عبداللطیف رحمتہ اللہ علیہ۔

ترمذی شریف ابن ماجہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کاملپوری، مسلم، نسائی اور طحاوی شریف از حضرت مولانا منظور احمد خان رحمتہ اللہ علیہ، نسائی شریف کا کچھ حصہ حضرت مولانا اسعد اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے بھی پڑھا۔ ان حضرات کے علاوہ مولانا الحاج قاری سعید احمد رحمتہ اللہ علیہ علامہ صدیق احمد کشمیری رحمتہ اللہ علیہ، مولانا محمد زکریا قدوسی رحمتہ اللہ علیہ، مولانا ظہور الحق رحمتہ اللہ علیہ، مولانا عبدالشکور کیمبل پوری رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اساتذہ میں ہیں۔

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے رفقاء: دوَرہ حدیث میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خصوصی رفقاء یہ تھے۔ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ، مولانا محمد حامد بخاری رحمتہ اللہ علیہ، مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی رحمتہ اللہ علیہ، مولانا خواجہ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ، سہارن پوری، مولانا مظہر الدین بلگرامی رحمتہ اللہ علیہ صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مولانا حافظ حکیم سعید احمد ابن حکیم خلیل احمد دیوبندی رحمتہ اللہ علیہ مولانا حافظ ولی اللہ پسر رحمت اللہ صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ۔

اساتذہ کی شفقت: حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اساتذہ کی شفقت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ انہوں نے میرے ساتھ بے پناہ شفقت ومحبت کا معاملہ کیا خصوصاً حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ادریس میں تجھے یوسف جیسا ہی سمجھتا ہوں یعنی مجھے تجھ سے یوسف جیسی ہی محبت ہے۔ حضرت نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ میری کتابوں کا بستہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ہی ہوا کرتا تھا۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک میں آنے جانے سے مجھے کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی الماری میں مٹھائی اور بادام وغیرہ ہوتے تھے۔ جو میں حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بغیر پوچھے کھالیا کرتا تھا۔ طالب علمی کے زمانے کے بعد جب شعور آیا تو ایک دفعہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت میں آپ کی الماری میں سے بادام وغیرہ کھالیا کرتا تھا۔ مجھے معاف کر دیں۔ جس پر حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

مطالعہ کا شوق: حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے مطالعہ کے شوق کے بارے میں ذکر فرماتے تھے کہ جب میں مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھا کرتا تھا۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عصر سے مغرب تک مدرسہ کے تمام طلباء پر کھیلنا لازمی مقرر کر رکھا تھا۔ لیکن میں ان کے ساتھ کھیلنے نہیں جایا کرتا تھا بلکہ اس دوران اپنی کتابوں کا مطالعہ جاری رکھتا۔ ایک دن حضرت مولانا محمد الیاس دھلوی رحمۃ اللہ علیہ اچانک کمروں کا دورہ کرتے ہوئے میرے کمرے میں آ گئے اور فرمانے لگے تم یہاں

کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے عرض کی کہ حضرت مطالعہ کررہا ہوں، حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے تم سب پر عصر کے بعد کھیلنے کو لازم کر رکھا ہے پھر تم کیوں نہیں گئے، کان پکڑلو۔ میں نے عرض کی کہ حضرت آئندہ چلا جایا کروں گا۔ فرمایا جب آئندہ جاؤ گے تو کان نہیں پکڑوائیں گے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے مطالعہ کا اتنا شوق تھا کہ رات کو جب نیند کا غلبہ ہوتا تھا تو میں آنکھوں پر بام لگالیا کرتا تھا۔

مظاہر العلوم میں تربیت طلباء کا اہتمام

تعلیم کے علاوہ مدرسہ مظاہر العلوم میں تربیت طلباء کا بھی اہتمام تھا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ طالب علموں کو آسائش وآرام کا خوگر نہ بنایا جائے بلکہ ان کی زندگی مشقت اور محنت کی خوگر ہو۔ چنانچہ تمام مدرسے میں کسی طالب علم کیلئے چارپائی نہیں ہوتی تھی۔ آگ جلانے کیلئے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لانا۔ خود ہی روٹیاں پکانا اور سالن تیار کرنا، مصالحہ پیسنا، استادوں اور مہمانوں کیلئے استنجے کے ڈھیلے لانا بھی طالب علموں کے فرائض میں شامل تھا۔ ہفتے میں ایک بار ہر جماعت کی باری آتی اور نقشے کے مطابق جماعت اپنے اپنے کام سرانجام دیتی۔ خصوصیت سے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولانا محمد الیاس دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد یوسف رحمتہ اللہ علیہ بھی جماعت کے ساتھ کام کرتے تھے۔ حالانکہ وہ کھانا اپنے گھر سے کھاتے تھے۔ اس کے علاوہ طالب علموں کیلئے بعد نماز عصر فٹ بال کے کھیل کا بھی اہتمام تھا۔

علمی قابلیت کی ایک نادر مثال

مظاہر العلوم سے دورہ حدیث کرنے کے بعد دستار بندی کے موقع پر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی دو دفعہ دستار بندی کی گئی۔ ایک آپ رحمتہ اللہ علیہ کی علمی لیاقت اور قابلیت کی بناء پر اور دوسری زہد اور تقویٰ کی بناء پر اس بات کا پورے سہارن پور میں چرچا ہوا۔ مظاہر العلوم کی دستار بندی کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی طالب علم کی دو دفع دستار بندی کی گئی۔

تدریس

فراغت کے بعد مدرسہ "زینتہ العلوم" قصاب پورہ دہلی میں درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھائیں۔ اسی دوران علم طب کی تحصیل حکیم امتیاز الدین دہلوی قریشی سے مدرسہ طبیہ میں ہوئی۔ ساتھ ہی تصنیف کا کام جاری رہا۔ ایک سال پٹیالہ میں امام اور پھر پندار طبیہ کالج میں پروفیسر معالجات بھی رہے۔

جسمانی ریاضت

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو بچپن ہی سے تیراکی کا بہت شوق تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں دریائے گنگا۔(جو کہ ہندوستان میں ہے) پانی کے مخالف بہاؤ پر عبور کر لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ لاہور میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کو آپکے مرید شیخ خالد صاحب اپنی فیکٹری میں لے گئے۔ فیکٹری میں ایک بہت بڑا سوئمنگ پول بنایا ہوا تھا۔ جسے دیکھ کر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ بھئی اس میں کون تیرتا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم دوست احباب عصر کے بعد یہاں جمع ہوتے ہیں عصر سے مغرب تک تیراکی کرتے ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چلو آج ہم بھی آپ کے ساتھ تیراکی کریں گے وہ سب حیران ہو کر کہنے لگے کہ حضرت آپ تیراکی جانتے ہیں۔ اس پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دریائے گنگا میں اپنی تیراکی کی مشق کے متعلق بتایا اور عصر کے بعد اس سوئمنگ پول میں تیراکی بھی کی۔ سب کے سب حیران اور خوفزدہ ہوئے کہ پانی کی گہرائی بہت ہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کا تقاضا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ ڈوب جائیں سوئمنگ پول میں سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اردگرد رہے تھوڑی دیر بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ باہر آ گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس دن بڑے خوشگوار موڈ میں تھے اچھے اچھے لطیفے اور قصے سناتے رہے۔

ادبی وشعری ذوق

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ادیب تو تھے ہی، اس کے ساتھ ساتھ شعر گوئی کا بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شوق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ حمدیہ اشعار کا مجموعہ اور مناجات تحریر فرمائی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیان میں مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کے علاوہ عربی اور اُردو کے اشعار برموقع پڑھا کرتے تھے۔ اشعار کو یاد کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں روزانہ ایک شعر لکھتا تھا اور پھر اسے یاد کر لیتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف شعراء کے سینکڑوں اشعار یاد تھے۔ قصیدہ بردہ شریف کے اشعار اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے ترنم سے پڑھا کرتے تھے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہجرت پاکستان

اتباع سنت نبوی ﷺ میں

تقسیم ہندوستان کے بعد جب مسلمانوں کی عظیم مملکت خدادادوجود میں آئی تو حضرت پیر جی مولانا محمد ادریس انصاری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی اتباع سنت میں پاکستان ہجرت فرمائی اور اس مسلم مملکت کو اپنا گھر تصور فرمایا اور ۱۹۴۸ء میں کراچی تشریف لائے۔ کراچی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دینی اور علمی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے ایک ماہانہ دینی رسالہ "آفتاب نبوت" جاری کیا۔ جسکو عوام الناس کے علاوہ علماء کے حلقے میں بھی پذیرائی حاصل ہوئی کافی عرصے تک اس رسالے کی نشر واشاعت ہوتی رہی۔

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی صادق آباد آمد

کراچی میں قیام کے دوران ہی اہل صادق آباد نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو صادق آباد آنے کی دعوت دی۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ صادق آباد تشریف لائے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بیان سے اہل صادق آباد بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو صادق آباد میں رہنے پر مجبور کیا آپ رحمتہ اللہ علیہ کو جامع مسجد تحصیل والی صادق آباد میں بطور خطیب و امام پیشکش کی گئی۔ جسکو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے قبول فرماتے ہوئے بڑے احسن طریقے سے نبھایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا جمعہ کا بیان سننے کیلئے جمعہ کی آمد کا لوگوں کو انتظار رہوا کرتا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا پُر تاثیر اور پر کیف بیان سننے کیلئے صادق آباد کے لوگوں کے علاوہ دیگر دیہاتوں اور رحیم یار خان کے لوگ بھی زوال سے پہلے ہی جامع مسجد میں پہنچ جاتے تھے مسجد میں رش کی وجہ سے تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔

تحصیل جامع مسجد صادق آباد سے علیحدگی

وعظ وارشاد کا سلسلہ جاری رہا۔اسی دوران کچھ ناعاقبت اندیش لوگوں اور حاسدوں کی جلن بھڑک اٹھی انہوں نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف ریشہ دوانیوں کا آغاز کر دیا۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا تقویٰ اور علمی تبحر، غیرت مندی اور عزت نفس ضرب المثل تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جامع مسجد میں جمعہ کا بیان نہ کرنے کا جب اعلان کیا تو لوگوں میں ایک کہرام مچ گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے شر کو ختم کرنے کیلئے جمعہ کی خطابت وامامت سے علیحدگی اختیار کر لی۔

رہائش گاہ میں درس وتدریس کا سلسلہ

جامع مسجد تحصیل والی سے علیحدگی کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی رہائش گاہ (عقب ریل بازار) بالائی منزل میں درس قرآن وحدیث کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ جگہ بھی لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔ کچھ عرصے بعد چند فوجی افسران (جو کہ جامع مسجد میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا درس سننے جایا کرتے تھے) نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو فوجی چھاؤنی والی مسجد میں جمعہ پڑھانے کی دعوت دی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اُن کے بھر پور اصرار پر دعوت وتبلیغ کا سلسلہ دوبارہ فوجی چھاؤنی والی مسجد سے شروع کیا۔ جس سے لوگوں کا غم، حزن وملال اور مایوسی چھٹ گئی اور ان میں خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی۔ لوگوں کا جمعتہ المبارک کے دن حضرت مولانا پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان سننے کا اشتیاق مزید بڑھ گیا اور انکی تعداد میں اضافہ ہوا۔ایک دفعہ پھر مخالفین نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف اپنی سازشوں کو تیز کر دیا اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ پر کانگرسی ہونے کا الزام لگا کر فوجی حکام کو بھڑکانے میں کامیاب ہو گئے۔ دعوت وتبلیغ کا سلسلہ ایک بار پھر منقطع ہوا۔



جامع مسجد تحصیل والی
(صادق آباد)
حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ
نے امانت خطابت کا سلسلہ
اس جامع مسجد تحصیل والی
صادق آباد سے شروع فرمایا۔



اس فوجی چھاؤنی والی مسجد میں بھی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ نے کچھ عرصہ دعوت و تبلیغ کا کام کیا۔

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ
نے سلسلہ نقشبندیہ کا کام اس
جامع مسجد رئیس محمد غازی
(صادق آباد)
سے شروع کیا۔
یہ آپ کی پہلی خانقاہ تھی۔



مسجد رئیس محمد غازی میں امامت وخطابت

صادق آباد کے بڑے زمیندار رئیس محمد غازی مرحوم کی صادق آباد اسٹیشن کے سامنے ایک سرائے تھی۔ جس میں مسافر حضرات آ کر ٹھہرتے تھے اور مسافروں کیلئے اس میں لنگر کا بھی انتظام تھا۔ اور سرائے میں ایک چھوٹی مسجد بھی تھی ساتھیوں کے مشورے سے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسجد میں نماز پڑھانی شروع کی۔ رئیس محمد غازی مرحوم کو جب پتہ چلا تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد کی توسیع کیلئے مزید جگہ دینے کی پیشکش کی جسے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرماتے ہوئے مسجد کی توسیع کا کام شروع فرمایا۔ اس مرتبہ پھر حاسدوں نے اپنی سازشوں کو تیز کر دیا اور رئیس محمد غازی مرحوم کے پاس جا پہنچے اور کہا کہ مولانا محمد ادریس انصاری تو گستاخ رسول ہیں آپ انہیں مسجد سے ہٹا دیں۔ رئیس محمد غازی مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے بہت ذہانت اور اچھے بُرے کی پہچان کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ رئیس محمد غازی مرحوم نے ان لوگوں کی بات سن کر سخت لہجے میں اپنی مادری زبان سرائیکی میں جواب دیا۔

شہر والو! تساں تے ڈاہڈا ارمان ہے جے تُساں نماز وی مولوی دے پچھوں پڑھدو تے ہوں کوں گستاخ وی آ دو۔ میں مولانا محمد ادریس دی بابت ایمان رکھیندا ہاں جے کے مولانا جنگل دے وچ بہہ رہن تاں اتھیں وی لوکاں دا ہجوم لگ ویسی میکوں ایجھا ماہنو آن ڈیو۔ جیہڑا دین دا کم کار وی پورا کرے تے میں کنوں تنخواہ تے پگھار دا مطالبہ ہی ناں کرے۔ یہ سن کر پھر وہ لوگ اپنا سا منہ لے کر واپس چلے آئے۔

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا صبر

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں اس سرائے والی مسجد (موجودہ مسجد رئیس محمد غازی) میں آیا تو اس سرائے کے قریب ایک حجام کا چھوٹا سا کھوکھا تھا۔ حجام اذان دے دیا کرتا تھا اور میں آ کر نماز پڑھا دیتا۔ شروع شروع میں ہم صرف دو آدمی ہوا کرتے تھے۔ میں ایک مرتبہ مسجد میں نماز کے وقت کچھ دیر سے پہنچا تو اس حجام نے بڑے سخت لہجے میں مجھے کہا۔ (او مولوی گھر بیٹھے رہتے ہو جلدی آیا کرو) اس کے ایسا کہنے پر طبیعت پر بڑا بوجھ ہوا۔ لیکن اللہ رب العزت نے فوراً میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ دین کا کام کرنے کی وجہ سے اس حجام نے مجھے ایسا کہا ہے اگر میں دین کا کام نہ کرتا تو اس کی کیا مجال تھی کہ یہ مجھے ایسا کہتا۔ یہی تو ایک آدمی ہے اگر میں نے اسے کچھ کہہ دیا تو یہ یہاں سے چلا جائے گا اور میں اکیلا رہ جاؤں گا۔ تو میں نے اسے کہا کہ انشاءاللہ آئندہ وقت پر آیا کروں گا۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے صبر کا نتیجہ ہے کہ آج یہ مسجد رئیس محمد غازی صادق آباد کی تمام مساجد کی نسبت نمازیوں سے زیادہ آباد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ان اللّٰہ مع الصابرین (بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

الحمدللہ اس فقیر کو بھی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم سے اس مسجد میں اٹھارہ سال تک امامت کا شرف حاصل رہا۔

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی خودداری

اللہ رب العزت نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے سینے میں خودداری کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ عصر کی نماز پڑھا کر اپنے دولت خانے پر تشریف لے گئے (جو عقب ریل بازار میں واقع ہے) یہ فقیر بھی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ دولت خانے پر حاضر ہوا تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا (آؤ حافظ جی چائے پی لو) کیونکہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا عصر کے بعد چائے پینے کا معمول تھا یہ فقیر بیٹھک میں بیٹھ گیا کہ اچانک ٹیلی فون آیا۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے رسیور اُٹھایا تو وہ فون صادق آباد کے علاقے (جمالدین والی) کے بہت بڑے زمیندار مخدوم الملک حضرت غلام میراں شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا تھا (جو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے) مخدوم صاحب نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں لندن سے آپکے لئے پوستین لایا ہوں آپ کسی خادم کو بھیج کر یہ پوستین منگوالیں۔ تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے مخدوم صاحب سے فرمایا کہ (میرے پاس خادم کہاں ہیں جو پوستین لندن سے "جمالدین والی" آ سکتی ہے وہ "جمالدین والی" سے صادق آباد نہیں آ سکتی؟ مخدوم صاحب نے اپنی سرائیکی زبان میں عرض کرتے ہوئے ٹیلی فون بند کیا کہ (سائیں میں صادق آباد امداں پیاں) مخدوم صاحب مغرب کے قریب قریب حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے دولت خانے پر پہنچ گئے اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو پوستین پیش کرتے ہوئے اپنی مادری زبان سرائیکی میں عرض کیا کہ (جناب پیر تاں میں بہوں ڈٹھے پر آپ جیا خوددار پیر نہیں ڈٹھا)

جناب پیر تو میں نے بہت دیکھے ہیں مگر آپ جیسا خوددار پیر نہیں دیکھا اور ساتھ یہ عرض کیا کہ میں آپ کا پیر بھائی ہوں آپ کبھی میرے ہاں "جمال دین والی" تشریف لے آیا کریں تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے پیارے انداز میں مخدوم صاحب کو فرمایا کہ (مخدوم صاحب آپ واقعی میرے پیر بھائی ہیں لیکن میں آپ کے پاس اس لئے نہیں آتا کہ میں آپکے پاس پیر بھائی کے ناطے سے آؤں گا لوگ یہ سمجھیں گے کہ مولوی ادریس دُنیا کیلئے گیا میں لوگوں کو بدگمانی میں کیوں ڈالوں اس پر مخدوم صاحب خاموش ہو گئے۔

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی دینی اور ملّی غیرت

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری رسالہ، بینات میں لکھتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنے ایک چھوٹے بھائی سے جو کہ کراچی کی مشہور روحانی شخصیت شمار ہوتے ہیں، محض اس کے ابداع فی الدین کی وجہ سے قطع تعلق کر رکھا تھا، اور ان کی کسی شادی بیاہ اور دوسری تقریبات میں شامل نہیں ہوتے البتہ کبھی سر راہ ملاقات ہو جاتی تو سلام دعا ہو جاتی۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس کا تذکرہ بھی انہوں نے کبھی کسی سے نہیں فرمایا کہ کہیں نمود و نمائش نہ ہو جائے، مجھے اس کا علم تب ہوا جب ایک بار وہ صاحب جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں آئے اور انہوں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ اگر چہ میری لائن دوسری ہے۔ مگر میں بھی نسلاً دیوبندی ہوں۔ حضرت مولانا محمد ادریس انصاری مدظلہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ مگر وہ مجھ سے قطع تعلق کیئے ہوئے ہیں، وہ مجھ سے نہ ملتے ہیں اور نہ میرے گھر آتے ہیں اور میرے ہاں کسی تقریب میں شامل نہیں ہوتے اور نہ ہی مجھے اپنی کسی تقریب میں شریک کرتے ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ تو صراط مستقیم سے ہٹ گیا ہے اور تیرے اعتقادات و نظریات جو ہوں گے سو ہوں

گے۔ مگر تیرے اعمال خلاف سنت ہیں لہٰذا تمہارا ہمارا جوڑ نہیں بیٹھتا۔

یہ ایمان کا وہ "عروۃ الوثقی" جسے حضور ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا

یا ابا ذر ای عری الایمان اوثق ۔ قال اللّٰہ و رسولہ اعلم۔

قال الموالاۃ فی اللّٰہ والحب فی اللّٰہ و البغض فی اللّٰہ۔

ترجمہ: اے ابوذر ایمان کے حلقوں میں سے کون سا حلقہ زیادہ مضبوط ہے؟ عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کیلئے دوستی رکھنا، اسی کیلئے محبت وعداوت رکھنا"

بلاشبہ ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی محبوبیت خاصہ کے اعزاز سے نوازتے اور قبولیت عامہ کے منصب پر سرفراز فرماتے ہیں، یہی وہ حضرات ہیں جو انسانوں کے دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بحیثیت شیخ الحدیث

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی علمی قابلیت کو دیکھتے ہوئے خطیب امت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمتہ اللہ علیہ بنفس نفیس آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے مدرسے ٹنڈو اللہ یار میں بحیثیت شیخ الحدیث متعین کرنے کیلئے صادق آباد تشریف لائے لیکن حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں دینی کام کرنے کو ترجیح دی۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے انکی پیش کش یہ فرما کر قبول نہ کی کہ اس وقت جامع مسجد رئیس غازی کی تعمیر جاری ہے اور اگر میں آپ کے ساتھ جاؤں گا تو یہ تعمیر رُک جائے گی۔

جامعہ اشرفیہ سکھر

اس کے بعد ایسی ہی ایک پیشکش تمام سہولتوں کے ساتھ جامعہ اشرفیہ سکھر کے مہتمم صاحب نے کی لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دین کو دنیا پر ترجیح دی اور اپنے دینی اور علمی کام کو جاری رکھا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے اتنی بڑی پیشکش اور اتنے بڑے شہر میں زندگی گزارنے کو چھوٹے شہر پر کیوں ترجیح دی تو فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ چلا جاؤں لیکن خواب میں ایک بزرگ نے مجھے قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ پڑھ کر سنائی۔

بلدة طيبة و رب غفور

خواب دیکھنے سے پہلے میرے ارادے میں تزلزل تھا وہ ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے استقامت دی۔

بیعت و ارادت

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میری پہلی بیعت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (بانی تبلیغی جماعت) سے تھی۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کا واقعہ اس طرح ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ رمضان شریف کا مہینہ تھا حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آخری عشرہ کا اعتکاف کیئے ہوئے تھے میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط مجھے اور ایک خط حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا میرے خط میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نے لکھا کہ تو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوجا میں نے خط پڑھا اور خاموش رہا اچانک ایک دن حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے صبح کی نماز کے بعد اپنے معتکف میں بلایا۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ بھائی انیس کا خط آیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ جی حضرت میرے پاس بھی آیا ہے حضرت والد صاحب نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو لکھا کہ مولوی ادریس کو بیعت فرمالیں۔ پھر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ آ لے بیعت ہوجا۔ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے دین کا بہت کام لے گا۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے خود بلا کر بیعت کیا۔

دوسری بیعت

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا خلیل احمد محدث سہارن پوری مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ، کے خلیفہ مجاز اور حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے معتمد خاص الحاج حضرت مولانا حافظ سید فخر الدین صاحب پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ سے طریقت میں تجدید بیعت کی۔ کچھ عرصہ بعد پاکستان بن گیا اور میں پاکستان چلا آیا۔ اس دوران کچھ عرصہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ ملکی حالات کی وجہ سے پھر دوبارہ رابطہ نہ ہوسکا۔ حافظ فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے درمیان جو خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا اُن میں سے کچھ خطوط برکت کے واسطے اس کتاب میں نقل کر رہا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

عزیزم! السلام علیکم ورحمتہ اللہ

عنایت نامہ کاشف حالات ہوا۔ مولوی الیاس صاحب کے بچہ کا سانحہ بموجب رنج ہوا انّا للہ وانّا الیہ راجعون ٥ اللہ پاک نعم البدل عطا فرماویں۔ بچی غالباً شفایاب ہوگئی ہوگی۔ خدا کرے صحت نامہ میسر ہو مدتوں کے بعد آپ کے حالات راہ راست آنے لگے الحمدللّٰہ علی احسانہٖ۔ اللہ پاک بھٹکنے سے محفوظ فرما کر ترقیات نصیب فرماویں۔ آمین کام میں لگے رہو گے تو انشاءاللہ جلد سب کچھ نصیب گا۔ پیرزادگی کا مزاج مانع راہ رہا ہے۔ انتشار کی وجہ صحت کی خرابی معلوم ہوتی ہے اسکی طرف توجہ کریں۔

فقط والسلام

از بندہ فخر الدین از دہلی

۱۲۷ کتوبر ۱۹۵۱ء

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

عزیزم محترم! السلام علیکم ورحمتہ اللہ

شکر ہے بخیریت ہوں۔ مولانا یوسف صاحب سلمہ (اس سے مراد رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ہیں) کا قصد سکھر کا ضرور ہے اور میرا ارادہ نہ جانے کا ہے مگر سب کے اصرار نے تذبذب کر دیا ہے دیکھئے کیا مقدر ہے۔ آپ کا عنایت نامہ اُمید افزا ہے۔ کام میں استقلال اور سعی ضروری ہے قدم اُٹھانے سے منزل طے ہوتی ہے۔ تسبیحات کی تعداد یوں رکھیے۔ درود و استغفار پانچ پانچ، کلمہ سوئم تین غیر اوقات میں بار بار متوجہ ہونا اور پاس انفاس میں مشغول ہونا چاہیے۔ غفلت میں کوئی وقت نہ گزرے۔

فقط والسلام

بندہ فخر الدین دہلی

۳۱ مارچ ۱۹۵۲ء

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

مکرما السلام علیکم ورحمتہ اللہ

بحمد اللہ بخیریت ہوں۔ عنایت نامہ موجب مسرت ہوا۔ اللہ پاک استقامت اور ترقیات دارین نصیب فرماویں۔ ذاکرین کے واسطے ذکر کا التزام اور جو یادِ شیخ ہو اس میں مشغولی کو بڑھا کر غیر منقطع کرنا اپنا اصل کام ہے۔ ذکر اور یاد داشت کی برکت سے واردات و کیفیات خود بخود ظہور پذیر ہونے لگتی ہیں۔ ان کیلئے مراقبے تجویز کرنے کی ضرورت نہیں۔ مشائخ جو کراتے ہیں وہ پیدا شدہ حالات یا قریب ظہور کو تقویت دینے یا غیر مطلوب کیفیات کو مسدود کرنے کو کراتے ہیں۔ کیفیات کا سلسلہ ہر شخص کا عموماً مختلف ہوتا ہے۔ یعنی راہ سلوک طبائع کے لحاظ سے بھی کچھ نہ کچھ مختلف ہوتی ہے۔ لہٰذا سنی سنائی باتوں یا مطالعہ کتب کی وجہ سے مراقبے تجویز کر لینا ممکن ہے کہ غلط بھی ہوں ذاکر کو دوران ذکر اللہ و حاضری، اللہ و ناظری، پھر اللہ معی، کا دھیان کرنا چاہیے۔ جب یاد پیدا ہو جائے یعنی قلب ذکر کا خوگر ہو جائے تو مراقب رہنا چاہیے کہ کسی وقت اور کسی حال میں قلب ذکر اور یاد سے غافل نہ ہو۔ پھر واردات اور کیفیات خود بخود بدلا سدلا کریں گے۔ ہر نو وارد کا شکر کے ساتھ استقبال اور تواضع کے ساتھ مدارات فرماتے رہو۔ گھر میں سلام اور بچوں کو دعا کہدیں۔ میاں شمو کہاں ہیں۔

فقط والسلام

المرسل بندہ فخر الدین دہلی

۲۴ فروری ۱۹۵۳ء

تیسری بیعت

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کے بعد بیعت کے سلسلہ میں مختلف خانقاہوں کا چکر لگاتا رہا۔ سندھ میں خانقاہ امروٹ شریف ہالیجی شریف بھی گیا لیکن اطمینان قلب نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا غالباً ۱۹۵۷ء میں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں کے ایک بڑے زمیندار حاجی محمد مراد ماچھی نے مدینے میں جا کر صادق آباد آنے کی دعوت دی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دعوت کو قبول کرنے کے بعد پاکستان آئے تو صادق آباد بھی تشریف لائے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ چناب ایکسپریس سے صادق آباد اسٹیشن پر اُترے اور فجر کی نماز ادا کرنے کیلئے مسجد رئیس محمد غازی صادق آباد تشریف لائے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد میں اچانک پا کر حیرانگی کا اظہار کیا اور اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی فجر کی نماز پڑھوائی۔ نماز فجر کے بعد آپ پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے درس قرآن دیا تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا محققانہ درس سنا تو بہت متاثر ہوئے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ متعدد بار مدینہ منورہ سے صادق آباد تشریف لاتے رہے اور سلسلہ بیعت بھی جاری رہا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں لوگوں کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرواتا تھا۔ لیکن خود نہیں ہوتا تھا۔ اچانک ایک دن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی ادریس کیا تم بیعت نہیں ہو گے؟ تو میں نے عرض کی کہ حضرت بیعت کر لیں۔ تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بیعت کیا۔ بیعت کے بعد مجھے ایسا اطمینان قلب نصیب ہوا کہ جس کی تاثیر میں آج تک نہیں بھولا اور اس پر

میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ جس نے مجھے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے شیخ کامل سے بیعت ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ بیعت سے پہلے ہندوستانی لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے پاجامہ، کُرتا اور سر پر ٹوپی پہنا کرتے تھے لیکن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کے بعد شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسا عربی لباس سر پر پگڑی اور ہاتھ میں عصاء کو معمول بنایا اپنا لباس، اپنی چال ڈھال، سب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسا بنالیا۔

واقعہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کیلئے کراچی گیا حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے کمرہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ جب میں کمرہ میں داخل ہوا۔ تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں بھی تو کہوں کہ مولانا عبدالغفور کہاں سے آ گئے۔ مولوی ادریس تم نے تو اپنا سارا نقشہ مولانا عبدالغفور جیسا بنالیا۔

واقعہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ صادق آباد آمد پر حاجی فتح محمد مرحوم کی کوٹھی (ریلوے روڈ) پر قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے واپس تشریف لیجانے پر شیخ مدنی کی محبت کی وجہ سے میں حاجی فتح محمد مرحوم کی کوٹھی کو دیکھ کر آیا کرتا تھا کہ میرے شیخ یہاں تشریف فرما تھے۔

حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے محبت

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کے بعد میرا حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے تعلق بڑھتا گیا۔ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کراچی اور ملک کے دیگر مقامات پر جہاں تشریف لے جاتے وہاں مجھ سے بیان کرواتے۔ ایک مرتبہ کراچی میں حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے کسی نے حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضرت آپ مولوی ادریس کو بیان کرنے کیلئے کھڑا کر دیتے ہیں۔ لوگ آپ کو سننے آتے ہیں اس پر حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ مولوی ادریس وہی کہتا ہے جو میں کہتا ہوں اور اُسی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ جس طرف میں لوگوں کو بلاتا ہوں۔

تکمیل سلوک

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سلسلہ نقشبندیہ کا سلوک یعنی اسباق نقشبندیہ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے خطوط کے ذریعے مکمل کئے۔ ایک سبق کے بارے حالات حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ لکھ دیتا تھا اور حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ خط میں دوسرے سبق کی اجازت فرما دیتے تھے۔ اسباق اور خطوط کی تفصیل حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب یادگار خطوط میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جن میں سے کچھ خطوط درج ذیل ہیں۔

مکتوبات قطب العالم مرشدنا وسیدنا شیخ العرب والعجم

شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالغفور العباسی المدنی نوراللہ مرقدہ

بنام

حضرت پیر جی مولانا محمد ادریس انصاری نوراللہ مرقدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

محبی ومخلصی مولانا محمد ادریس صاحب دام اقبالہ وزید عرفانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از مزید دُعا وسلام وسلامتی طرفین جناب کو معلوم ہو کہ جناب کے متعدد گرامی نامے اس فقیر کو موصول ہو کر باعث مزید دُعا سرور ہوتے رہے۔ حالانکہ مولوی جواد صاحب کی علالت مناسک حج کی ادائیگی اور کثرت حجاج کے باعث جناب کو جواب نہیں دیا جاسکا۔ لیکن فقیر جناب کیلئے برابر دُعائیں کرتا ہے اور جملہ مقامات مقدسہ میں جناب کو اور جماعت کو اپنی دعاؤں میں یاد کیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے اور آپ کے درجات بلند فرمائے (آمین) جناب نے اپنے ایک محبت نامہ میں لطائف کی وجہ تسمیہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ لطائف جمع لطیفہ کی ہے اور لطیفہ لطافت سے ہے اور لطافت ضد ہے کثافت کی اور ان لطائف کو لطائف اس لئے کہتے ہیں کہ قبل تعلق اس ہیکل انسانی سے یہ لطیف تھے اور ان میں کثافت نہیں تھی۔ لیکن ہیکل انسانی

سے تعلق کے بعد احتراق مادہ سے ان میں ظلمت اور کثافت آ گئی لیکن ذکر اور صحبت کی برکت سے ان کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور ان میں پھر لطافت آ جاتی ہے اس لئے ان کو لطائف کہتے ہیں۔ واللہ اعلم جناب نے اگلے سبق کی اجازت مانگی ہے تو جناب کو فقیر کی طرف سے اگلے سبق کی اجازت ہے۔ یہاں برخوردار عبدالحق عبدالرحمٰن لطف اللہ عبدالوہاب مولوی جواد حشمت علی جناب کو سلام لکھاتے ہیں۔ جناب رئیس غازی صاحب اور ان کے صاحبزادہ اور مخدوم الملک صاحب حاجی مراد صاحب، حاجی جندوڈا صاحب، شیخ عبدالعزیز صاحب، محمد اسلم لمہ والا جناب کی اہلیہ صاحبہ عزیزم معاذ سلمہ، محمد سعد، محمد سعید اور ہمشیرگان جناب کے والد صاحب، محمد الیاس صاحب، قیام الدین صاحب، محمد طفیل صاحب، محمد صادق صاحب ہدایت اللہ امیر الدین صاحب، عبدالواحد صاحب، چھبو صاحب، محمد بخش صاحب، بشیر احمد صاحب، فضل الدین صاحب محمد شفیع صاحب اور دیگر افراد جماعت کو فقیر کا بہت بہت دُعا سلام کہہ دیں۔ فقیر سب کیلئے دُعا گو ہے۔ آپ کیلئے بدست رئیس غازی صاحب میں نے ایک مستعمل جبہ بھیجا ہے جو اُمید ہے کہ ٹھیک ہوگا۔ اور سید عبداللہ شاہ صاحب کی معرفت کچھ کھجوریں بھیجی ہیں جو کُل جماعت کیلئے ہیں۔ جنہوں نے گھی اس عاجز کو بھیجا ہے اور حاجی مراد، حاجی جان محمد اور حاجی فتح محمد کو خصوصی حصہ دیا جاوے۔

دُعا گو!

عبدالغفور عباسی غفرلہ

۱۵ جون ۱۹۶۲ء

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

مورخہ یکم ربیع الاوّل ۱۳۸۲ھ

بمطابق ۲۳ جولائی ۱۹۶۳ء

محبی و مخلصی جناب المحترم مولانا مولوی محمد ادریس انصاری دام اقبالہ و زید عرفانہ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

بعد از مزید دُعا و سلام وسلامتی طرفین کے جناب کو معلوم ہو کہ یہ مسکین تادم تحریر ہذا مع جملہ متعلقین کے ہر طرح خیریت وعافیت سے ہوں۔ امید ہے آپ بھی اسی طرح مع جملہ متعلقین کے ہر طرح خیریت وعافیت سے ہوں گے۔ جناب کا محبت نامہ بہت دن گزر گئے آیا تھا۔ مگر ان ایام میں میری طبیعت کچھ علیل تھی۔ اس لئے جواب نہ دے سکا۔ مگر دعاؤں میں فراموش نہیں کیا۔ جناب کیلئے اور جناب کے متعلقین کیلئے اور دیگر جملہ منتسبین کیلئے دُعا جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو عزت دارین نصیب فرماوے اور مرضیات حق کی توفیق نصیب فرماوے۔ ہمارا چھوٹا بچہ برخوردار عبدالرحمٰن کو موسم حج میں اپنڈی سائٹس کی تکلیف ہوئی تھی۔ اور اتفاق سے اس وقت ڈاکٹر امیرالدین صاحب لاہور والے موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ ایسا مرض ہے کہ بغیر آپریشن کے نہیں جاتا ہے اور کہا کہ اگر ان کو لاہور میرے پاس بھیج دیا جائے۔ تو میں خود انشاءاللہ اس کا آپریشن کروں گا اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔ میرا ارادہ تھا اگر یہ آپریشن حکومت سعودی میں ہو جائے تو بہتر رہے گا۔ مگر عبدالرحمٰن کو یہاں پر پورا اطمینان نہیں ہے اس لئے ان کو عنقریب پاکستان بھیجوں گا۔ باقی مولوی جواد صاحب کو ساڑھے چار مہینے کے

بعد ہسپتال سے نکالا ہے اور گھر پر لائے ہیں۔ ان کو پہلے سے کچھ بہتری ہے۔ مگر کمزور بہت ہے۔ آپ لوگ ان کے حق میں دُعا کریں کہ خداوند تعالیٰ ان کو کلی شفاء عطا فرماوے۔ باقی سب خیریت ہے۔ جناب شاہ صاحب کا تبلیغی دورہ غالباً پورا ہوا ہوگا۔ اور کراچی واپس آئے ہوں گے اور بندگان خدا نے فیض حاصل کیا ہوگا۔ اُمید ہے کہ تمام جماعت خوش وخرم ہوگی اور ذکر وفکر میں سرگرم ہوں گے۔ اور اس فقیر کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد کرتے ہوں گے۔ آپ نے استفسار فرمایا ہے کہ کمالات رسالت کی مراقبہ میں لفظ ہیت وحدانی کا کیا مطلب ہے۔ ہیئت وحدانی عبارت مجموعہ لطائف عالم امر اور عالم خلق سے بعد تصفیہ اور تزکیہ کے یعنی جب لطائف عالم امر اور عالم خلق کا تصفیہ اور تزکیہ کیا جاتا ہے تو اس کے بعد طالب کو ایک خاص کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ اس کو ہیئت وحدانی سے تعبیر کرتا ہے۔ اس کا مثال ہے ایک معجون کا کہ جس کے اجزاء کو الگ الگ کوٹا جاتا ہے پھر الگ الگ چھانا جاتا ہے۔ پھر عسل میں ملادیتے ہیں تو اس سے ایک ہیئت وحدانی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح سے اس کو سمجھو۔ پھر آپ نے استفسار کیا ہے کہ صفات ثبوتیہ سے مراد کیا ہے تو صفات ثبوتیہ عبارت ہے۔ ان صفات ثمانیہ سے جن کا تفصیل علم عقائد میں مذکور ہے وہ کیا ہے علم، قدرت، ارادت حیات، سمع (بصر)، کلام، تکوین چونکہ یہ صفات ثابت ہے۔ذات حق کیلئے ازلاً و ابداً اس لئے ان کو صفات ثبوتیہ کہتے ہیں اور صفات سلبیہ پانچ ہیں۔ قدم بقاء۔ قیام بذاتہ، مخالفت مع الحوادث، وحدانیت ان کو صفات سلبیہ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ ان کے مفہوم میں سلب غیر ماخوذ ہے۔ مثلاً قدم صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تو یہ نفی کرے گا۔ حدوث کا یعنی اللہ تعالیٰ قدیم ہے حادث نہیں ہے بقاء اللہ تعالیٰ کا صفت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ باقی ہے فانی نہیں ہے۔

قیام بذاتہ صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یعنی اللہ تعالیٰ قائم بالغیر نہیں ہے مخالفت مع الحوادث صفت ہے اللہ تعالیٰ کی یعنی مشابہت بالحوادث نہیں رکھتا ہے، واحدانیت صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یعنی اس کا شریک نہیں ہے نہ ذات میں نہ صفات میں شئون ذاتیہ عبارت ہے۔ صفات اعتباریہ سے جو ذات اور صفات کے درمیان میں ہوتا ہے۔ مثلاً ذات حق موصوف ہے ساتھ علم کے تو ذات حق کی اس اتصاف سے ایک عالمیت پیدا ہوتی ہے جس کو صفت اعتباری کہا جاتا ہے۔ یہ ذات اور صفت کے درمیان میں ہوتا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ شئون عبارت ہے۔ ذات اور صفات کی درمیانی حالت سے اور اردو میں بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت اور شان عالمیت کو دیکھئے۔ عالم امر وہ ہے جو امر کن سے پیدا ہوا اور عالم خلق وہ ہے جو بتدریج پیدا ہوا۔ لطائف عالم امر چونکہ امر کن سے پیدا ہوئے اس لئے ان کو عالم امر کہتے ہیں۔ اور لطائف عالم خلق چونکہ بتدریج پیدا ہوئی اس لئے ان کو عالم خلق کہتے ہیں۔ (واللہ اعلم و علمه اتم) باقی تمام احباب و متعلقین کو دُعا سلام کہنا، ہماری طرف سے تمام جماعت کو دُعا سلام کہہ دینا۔ خصوصا مولانا حامد اللہ صاحب، حاجی محمد مراد صاحب، حاجی جان محمد صاحب، حاجی فتح محمد صاحب، اگر ان سے ملاقات ہو تو ان صاحبان کو میری طرف سے دُعا سلام کہہ دیجئے گا۔ شیخ عبدالواحد صاحب، حاجی فضل الدین صاحب، محمد شفیع صاحب، شیخ منظور احمد صاحب، شیخ برات اللہ صاحب، محمد طفیل صاحب، محمد اشرف صاحب، بشیر احمد صاحب، محمد صادق صاحب، حافظ نزاکت حسین صاحب وغیرہ وغیرہ جن کے نام مجھے یاد نہیں

ہیں۔ خصوصاً و عموماً تمام اہل حلقہ کو اور جو ختم شریف میں حاضر ہوتے ہیں سب کو دعا سلام کہہ دینا۔ دیگر اپنے والد صاحب اور آپ کے گھر میں اور صاحبزادگان صاحبان سب کی خدمت میں اس عاجز کی طرف سے دعا سلام عرض کر دینا۔ میں سب کیلئے دُعا گو ہوں۔ اور سب سے طالب دُعا ہوں شیخ اسلم، نبی بخش، میر عالم لغاری صاحب، مخدوم صاحب، رئیس غازی صاحب وغیرہ سے اگر ملاقات ہو تو دُعا سلام کہہ دینا۔ میں سب کیلئے دُعائیں کرتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو استقامت نصیب فرماوے۔ اور ذکر حق فکر حق کی توفیق عطا فرماوے۔ ان حضرات کی طرف سے مجھے کوئی خط وغیرہ نہیں آیا ہے۔ یہاں سے برخوردار عبدالحق، عبدالرحمٰن، محمد لطف اللہ عبدالوہاب، مولوی جواد سب دُعا و سلام عرض کرتے ہیں۔

فقط والسلام

خیر الختام از کمترین درویشان بلکہ خاک پائے ایشان

دُعا گو!

عبدالغفور العباسی از مدینہ منورہ، زاداللہ نورھا و شرفہا

نیز محمد تیلی صاحب کو میرا سلام کہہ دینا اس کیلئے بھی

دعا جاری ہے اللہ تعالیٰ اس کی تنگی دور فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم

المدینہ منورہ، سعودی عرب ۱۳/۱۱/۱۳۸۵ھ

محبی و مخلصی جناب مولانا محمد ادریس صاحب دام اقبالہ، وزید عرفانہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بعد از مزید دُعا وسلام کے معلوم ہو کہ آپ کا محبت نامہ موصول ہوا پڑھ کر حالات سے آگاہی ہوئی شکر ہے کہ آپ ہر طرح سے بعافیت ہیں۔ الحمدللہ یہ عاجز بھی بفضلہٖ تعالیٰ بالکل خیریت سے ہے اور مدینہ منورہ میں آپ سب مخلصین کیلئے خلوص دل سے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ باقی جناب نے جو حالات لکھے ہیں قابل شکر ہے اللہ مزید ترقی نصیب فرماوے، باقی جس نفی کے ساتھ نفی اثبات اور اسم ذات کا جو ذکر آپ کرتے ہیں بہت اچھا ہے اگر آپ کو اس میں فائدہ معلوم ہوتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے باقی سب خیریت ہے۔ تمام احباب و پرسان حال کو دُعا سلام کہنا۔ خصوصاً جناب حاجی جندوڈا صاحب، رئیس غازی صاحب وغیرہ وغیرہ تمام جماعت صادق آباد کو نام بنام دُعا سلام کہنا، میں سب کیلئے دعا گو ہوں اور سب سے طالب دعا ہوں، یہاں سے عبدالحق، عبدالرحمٰن، محمد لطف اللہ دعا سلام لکھاتے ہیں۔ فقط والسلام

دُعا گو عبدالغفور العباسی غفرلہ

از مدینہ منورۃ ۔ باب المجیدی

☆☆☆☆☆☆

محبی و مخلصی جناب مولانا محمد ادریس انصاری صاحب دام اقبالہ وزید عرفانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از مزید دعا وسلام وسلامتی طرفین جناب کو معلوم ہو کہ جناب کا محبت نامہ موصول ہوا۔ جناب کی خیریت اور حالات معلوم ہوئے۔ جناب کی حالت الحمدللہ قابل شکر ہے۔ جناب کوئی تشویش نہ فرمائیں۔ اتباع سنت ذکر اللہ اور رابطہ شیخ کی دولت جس سالک طریق کو حاصل ہو وہ کامیاب ہے۔ جو امور اختیاری ہیں ان کو تو بہر حال ہمت کر کے اختیار کرنا ہی ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں جو امور غیر اختیاری ہیں ان کے درپے نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ جب اور جسکو مناسب ہوتا ہے عطا فرمادیتے ہیں اور جس کو نہ عطا ہو وہ قابل مواخذہ نہیں۔ ذکر و فکر سالک کا اساس ہے اس سے رابطہ شیخ جو عبارت ہے محبت شیخ سے قوی ہوتا ہے اور اتباع سنت طبیعت پر گراں نہیں رہتا بلکہ طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے جتنے کی توفیق ہو جائے اسکا شکر ادا کرنے سے زیادہ کی توفیق حاصل ہوتی ہے کوتاہی ہو جانے پر از سر نو توبہ کر کے عزم و ہمت سے کام لے اور یہ جدوجہد آخر تک جاری رہتی ہے۔

اندریں رہ مئی تراش و می خراش
تا دم آخر دم فارغ مباش

کام محض حق تعالیٰ کے فضل سے بنے گا عمل سے نہیں عمل تو محض حق تعالیٰ کی فرماں برداری اور شکر گزاری کیلئے ہے۔ رفتہ رفتہ سالک کی نظر میں جامعیت اور عمل میں توازن پیدا ہو جاتا ہے جس سے جمعیت قلب کی دولت نصیب ہوتی ہے جو قلب کی حیات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمعیت قلب کی دولت سے نوازے اور تفرقہ قلب سے محفوظ رکھے۔

آمین!

یہ عاجز برابر جناب کیلئے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ جناب کو دارین کی کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین۔اپنے گھر میں بچوں سے اور جملہ اہل جماعت سے اس عاجز کا بہت بہت دعا سلام کہہ دیں یہاں سے برخوردار عبدالحق، عبدالرحمٰن، عبدالوہاب، لطف اللہ، حشمت علی سب جناب کو سلام لکھاتے ہیں۔

دُعا گو

عبدالغفور العباسی غفرلہ

از بروز دوشبینہ مدینہ منورہ

☆☆☆☆☆☆

اجازت وخلافت

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر عشق و محبت تھی کہ اپنی چال ڈھال اور لباس حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرز پر اختیار فرمایا اسی محنت اور محبت کا ثمرہ تھا کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سلوک نقشبندیہ مکمل کر چکے۔ تو تکمیل سلوک کے بعد ۲۹ رجب ۱۳۸۶ھ غفوری مسجد سولجر بازار کراچی میں حضرت مولانا محمد عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی دستار بندی کی اور سند خلافت ان تاریخی الفاظ میں عطا فرمائی کہ (میں نے بہت سے علماء کو دیکھا لیکن جو صفت مولوی ادریس میں دیکھی وہ کسی میں نہیں دیکھی وہ یہ ہے کہ یہ دنیادار نہیں ہے) اور یہ صفت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پسندیدہ صفت ہے اور یہ وہی کہتا ہے جو میں کہتا ہوں اور فرمایا کہ سنو جو اس سے محبت کرتا ہے وہ دراصل مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو اس سے عداوت رکھتا ہے وہ مجھ سے عداوت رکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے اور اس کی بیعت میری بیعت ہے۔

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شمائل وخصائل

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی جاذبِ نظر شخصیت کو ذکر اللہ کے انوارات نے گویا کوثر و تسنیم سے دھویا تھا۔اور ہر کام میں اتباع سنت نے اسکو نکھار بخشا۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت پر پڑنے والی ہر نظر ایک درس حیات ثابت ہوتی تھی آپ رحمتہ اللہ علیہ منشور کی طرح ایسی پہلو دار شخصیت کے حامل تھے۔کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جاتا اس میں قوس قزح کی مانند سب رنگ سمٹتے نظر آتے تھے۔ذیل میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے شمائل و خصائل کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

لباس

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بڑا نفیس اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے تھے اور رنگوں میں سفید رنگ زیادہ محبوب تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ساری عمر سفید لباس اور سفید پگڑی استعمال فرمائی۔ سنت کے مطابق گھٹنوں سے نیچے کرتا اور ٹخنوں سے اُوپر شلوار رکھتے تھے۔ ہمیشہ دائیں کندھے پر رومال ہوتا اور ہاتھ میں عصاء کی پابندی فرماتے اور انگریزی جوتوں سے ہمیشہ نفرت کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے لباس سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نفاست طبعی جھلکتی تھی۔صاف اور عمدہ لباس کے بارے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو نعمت دیتا ہے تو اس کا اظہار بھی چاہتا ہے۔جب اچھا لباس اور اچھا کھانے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے دی ہے تو اگر انسان نہ اچھا کھائے اور نہ اچھا پہنے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے۔ کیونکہ اچھا لباس بھی انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہے اور اسکی پہچان ہے۔

واقعہ

(راقم) ایک مرتبہ راقم الحروف حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اسلام آباد سے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور سفر کر رہا تھا تو دوران سفر جہاز کی پچھلی جانب سے ایک شخص حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور سلام عرض کر کے پوچھنے لگا کہ حضرت آپ کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے ہے۔ تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الحمد للہ میرا تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیسے پہچانا تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے آپ کے لباس کی وجہ سے پہچانا کہ سوائے سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں کے کوئی اور ایسا عمدہ لباس نہیں پہنتا۔

سنتِ عمامہ شریف

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کے بعد ہمیشہ سر مبارک پر عمامہ باندھا کرتے تھے۔ اور پھر سفر و حضر میں کبھی اسکو ترک نہ فرمایا۔ فرائض کے علاوہ نوافل میں بھی عمامہ کا اہتمام فرماتے تھے۔ عمامہ کے نیچے سفید ٹوپی پہننے کا معمول تھا۔ آئینہ دیکھے بغیر اس خوبصورتی سے عمامہ باندھتے تھے کہ جیسے سر پر تاج رکھا ہوا ہے۔

(راقم) تمام حضرات نقشبند نے عمامہ کی سنت کو مضبوطی سے تھاما اور الحمد للہ آج تک یہ سنت مبارک ان حضرات کے ہاں جاری ہے۔

واقعہ

ہمارے پردادا پیر حضرت مولانا محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ مسکین پوری ایک مرتبہ سلسلہ کی تبلیغ کیلئے دیوبند تشریف لے گئے۔ جب ظہر کی نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں تشریف لائے تو نماز کی امامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم دارالعلوم دیوبند و خلیفہ ارشد مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمائی۔ دوران امامت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر عمامہ نہ تھا۔ نماز کے بعد حضرت مولانا فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے قاری صاحب سے فرمایا کہ مولانا اتنے بڑے دارالعلوم میں امامت اور عمامہ کی سنت کا ترک نہایت افسوس ناک ہے۔ اس بات کا حضرت قاری صاحب پر ایسا اثر ہوا کہ آپ نے اعلان کر دیا کہ آئندہ جو بھی نماز پڑھائے تو وہ عمامہ کے ساتھ پڑھائے۔ اس سلسلے میں قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عمامہ منبر پر مستقل طور پر رکھوا دیا تاکہ جو بھی امامت کرائے وہ اعمامہ پہن کر کرائے۔

مہمان نوازی

مہمان نوازی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف میں سے ایک امتیازی وصف تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستر خوان کی وسعت کو دیکھ کر گمان ہوتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حاتم وقت ہیں روسائے وقت اور عمائدین شہر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ درج ذیل فرمان نبوی ﷺ ہر وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر رہتا تھا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللّٰه عنه ث قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ کَانَ یُوْمِنْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمُ ضَیْفَهُ (مشکوۃ ص ۳۶۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے۔ (مظاہر حق)

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف میں ہر خاص و عام کا خوب اکرام کیا جاتا تھا دسترخوان بچھا کر کھانا کھلایا جاتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بنفس نفیس دسترخوان پر موجود رہ کر حاضرین کو کھانے کے مسنون طریقہ کی تعلیم دیتے یا سلف صالحین کے واقعات سنا کر تربیت فرماتے۔ خانقاہ کی تعمیر سے پہلے تک خانقاہ شریف کیلئے مستقل کوئی طباخ نہیں رکھا گیا تھا البتہ یہ خدمت اہل خانہ نے اپنے ذمے لی ہوئی تھی۔ مہمانوں کا سلسلہ دن رات چلتا رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد اوّل بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان پر (ترلقمہ کھاؤ اور دین کے کام بھی خوب کرو) عمل کرتے ہوئے مہمانوں کیلئے پرتکلف انواع واقسام کے کھانے پکواتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عام عادت مبارکہ تھی کہ لوگوں کو گھر بلاتے اور کھانا کھلاتے اور پرُتکلف چائے پلاتے تھے اس طرح عیدالفطر کے موقع پر جاننے والوں اور نہ جاننے والوں کو نماز عید کے بعد گھر مدعو فرماتے اور پرتکلف کھانا کھلاتے جس کا اہتمام حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادگان کرتے تھے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا دسترخوان اتنا پرُانوار ہوتا تھا اور اس کے اثرات اسقدر ہوتے تھے کہ اس کھانے سے جسم

کو جو طاقت حاصل ہوتی، اُس سے نیک عمل اور ذکر کرنے کی توفیق حاصل ہوتی تھی۔ اسی طرح عید قربان کے موقع پر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کچا گوشت دینے سے احتراز کرتے تھے اور پکا کر دینے کو ترجیح دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے اُستاد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ معمول تھا کہ وہ کچا گوشت اس لئے تقسیم نہیں کرتے تھے کہ شاید بعض لوگوں کے ہاں اس کے پکانے کا انتظام نہ ہو۔

هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا۔

ترجمہ: نعمت والوں کو ان کی نعمتیں مبارک ہوں۔

سخاوت

وہ مرکزی نقطہ جس کے گرد قرآنی مضامین اپنے مختلف پیرایوں اور متعدد اسالیب بیان میں گردش کر رہے ہیں یہ ہے کہ انسان اس دار فانی اور دار آخرت کی حقیقت کو خوب اچھی طرح سے اپنے ذہن میں بٹھا سکے اور دونوں کا موازنہ کر سکے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ ایک طرف تو دنیا اور مال دنیا کی بے ثباتی اور اس کا انسان کے حق میں فتنہ و آزمائش ہونا پورے شواہد اور دلائل کے ساتھ بیان فرماتے ہیں دوسری طرف لوگوں کو اپنے بھائیوں کے ساتھ فیاضانہ سلوک پر اکساتے، ان کی مدد اور ان کی کار براری کے لئے ترغیب دیتے ہیں۔

نیز اس کام کو اپنی خوشنودی کا ایک بہت بڑا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

ترجمہ: اور خرچ کرو کچھ اس سے جو ہم نے تمہیں دیا اس سے پہلے کہ پہنچے تم میں سے کسی کو موت تب کہے اے رب! کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں سے۔

اسی آیت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی ساری زندگی گزری۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی سخاوت قابل رشک تھی۔ رمضان المبارک میں بانسبت دوسرے مہینوں کے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی سخاوت عروج پر ہوتی۔ رمضان المبارک میں گھر سے اللہ والوں کیلئے افطاری کا انتظام کرواتے اور اپنے حسب منشاء افطاری تیار کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اسی طرح عید الاضحیٰ کے موقع پر اسیران قید و بند کو دیگیں پکوا کر بھیجا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ قیدیوں کو کھلانا بھی اللہ رب العزت کو خوش کرنا ہے۔ قیدی مزیدار اور بھنا ہوا گوشت اور بریانی کھا کر پوچھتے کہ یہ پُر انوار اور مزیدار کھانا کس نے بھیجا ہے تو تقسیم کرنے والا کہتا کہ حضرت والا کے ہاں سے آیا ہے۔ تو وہ کہتے کہ سائیں، مولوی نہیں فرشتہ ہے۔ ہم نے پہلا پیر اور مولوی دیکھا جو قیدیوں کو اتنا عمدہ اور شاندار کھانا کھلاتا ہے لوگوں کی ایک بڑی تعداد حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی ضیافت سے لطف اندوز ہوتی تھی۔ آنے والوں میں سے کسی کو نقدی کے طور پر دیتے اور کسی کو کپڑے عنایت فرماتے رہتے تھے۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کسی کے ہاں مدعو ہوتے تو اس کے ہاں کچھ نہ کچھ ضرور لے جاتے یا اہل خانہ کے بچوں کو نقدی دے دیا کرتے تھے۔ حرمین شریفین تشریف لے جاتے تو وہاں بھی خوب خیرات کیا کرتے تھے۔ روضہ مبارک ﷺ پر حاضری دینے سے قبل غرباء میں کچھ صدقہ دیا کرتے۔ اپنے متعلقین کو بھی اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے ادب اور اخلاق کو حضرت مولانا محمد ادریس انصاری رحمتہ اللہ علیہ بڑی

اہمیت دیتے تھے۔ اور ہر جگہ اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے کہ کسی بزرگ یا عالم کی زیارت کیلئے جایا کرو تو خالی ہاتھ نہ جایا کرو بلکہ کچھ ہدیہ لے جایا کرو۔

اتباع سنت

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اتباع سنت پر بڑا زور دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کا تانا بانا اتباع سنت ہے۔ اپنے ہر کام میں اتباع سنت کا بڑا خیال رکھتے وضو فرماتے ہوئے تمام اعضاء کو دائیں طرف سے دھونے کا اہتمام فرماتے۔ایک دفعہ سالکین کو اتباع سنت کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ بازار سے سودا خریدتے وقت تین جگہ سے نرخ کا معلوم کرنا سنت ہے اپنی چال ڈھال، لباس، سونا، لیٹنا بات کرنے اور لین دین میں بھی کوشش کے ساتھ سنت کا اہتمام فرماتے لباس کو دائیں طرف سے پہننا اور بائیں طرف سے نکالنا یہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا۔

واقعہ

ایک مرتبہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بوجہ علالت دو ماہ کیلئے مری تشریف لے گئے تو راقم الحروف کو بھی ساتھ مری لے گئے۔ ایک دفعہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ غسل فرما کر تہبند باندھے ہوئے باہر تشریف لائے تو لوگ کافی تعداد میں آپ کی زیارت اور ملاقات کیلئے موجود تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ چارپائی پر پاؤں نیچے لٹکا کر بیٹھ گئے اور لوگوں سے گفتگو میں مشغول ہو گئے اسی دوران راقم الحروف حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو شلوار بجائے دائیں پاؤں کے بائیں پاؤں سے پہنانے لگا تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ

نے اپنا بایاں پاؤں فوراً پیچھے ہٹالیا اور دایاں پاؤں راقم کو مارتے ہوئے فرمایا کہ ابھی تک تمہیں یہ پتہ نہیں چلا کہ کپڑے کو دائیں طرف سے پہنایا جاتا ہے یا بائیں طرف سے۔ چلنے میں بھی سنت کا خیال رکھتے۔ چلتے ہوئے ایسے چلتے کہ جیسے اُوپر سے نیچے اُتر رہے ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اتباع سنت کا اس قدر غلبہ تھا کہ ہر چھوٹے بڑے عمل میں سنت نبوی ﷺ کو پیش نظر رکھتے تھے۔ طہارت میں، وضو میں، کنگھی کرتے وقت حتیٰ کہ جوتا پہننے میں بھی سنت کا خیال رکھتے۔

طہارت

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے اور سالکین کو ہمیشہ باوضو رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔ ظاہر اور باطن کی طہارت پر بڑا زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ انسان کا ظاہر اور باطن دونوں رزائل سے پاک ہونے چاہیں۔ سفر کے دوران اپنا لوٹا ساتھ رکھتے تا کہ استنجا اور وضو اپنے برتن سے ہو۔ کیونکہ گاڑیوں وغیرہ میں لوٹے صاف نہیں ہوتے استنجا کے بعد فوراً وضو فرمانے کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا۔ اور اگر وقت اجازت دیتا تو دو رکعت نفل تحیۃ الوضو ادا فرماتے۔

تقویٰ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ حلال روزی کے حصول کی بہت تاکید فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حرام روزی سے دل میں ظلمت پیدا ہوتی ہے اور حلال روزی سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور اس سے عبادت میں لذت آتی ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ اکثر مجالس میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ

میرے شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ معدہ ایک حوض کی مانند ہے اگر اس میں حلال ڈالو گے تو نیکی کی طرف رغبت ہوگی اور اگر اس میں حرام ڈالو گے تو گناہوں کی طرف رغبت ہوگی جیسا ڈالو گے ویسا نکلے گا۔

واقعہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے جب خانقاہ شریف بنانے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو ہمارے ایک پیر بھائی نے دو کنال جگہ دینے کا وعدہ فرمالیا۔ اسی دوران صادق آباد شہر کے ایک امیر آدمی نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضرت خانقاہ کیلئے دو کنال جگہ تھوڑی ہے۔ شہر کے قریب میری جگہ ہے جس سے میں آپ کو ایک ایکڑ زمین کا دیتا ہوں۔ آپ وہاں خانقاہ تعمیر کریں۔ وہ اپنی گاڑی میں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ جگہ دکھانے کیلئے لے گیا۔ راقم الحروف بھی ساتھ تھا حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے جگہ دیکھی اور واپسی پر وہ شخص ہمیں مسجد میں چھوڑ کر چلا گیا تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ حافظ جی اس کی جگہ کے بارے میں دو باتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کا ذریعہ معاش ٹھیک نہیں دوسرا یہ چوہدری آدمی ہے ہر وقت خانقاہ میں اس کا عمل دخل رہے گا اور مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوگا۔ ہمیں یہ تھوڑی جگہ ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو انشاء اللہ اور جگہ مل جائے گی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے رب کی رضا کیلئے سود والی لعنت پر کھل کر بیان فرماتے اور اکثر فیکٹری والوں سے اسی پر کھل کر بات کرتے اور انہیں سود کے نقصانات کے بارے بڑی دل سوزی سے آگاہ فرماتے۔ الحمدللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محنت کا نتیجہ تھا کہ اکثر فیکٹری مالکان نے سودی کاروبار سے توبہ کی۔

فوٹوگرافی سے نفرت

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فوٹوگرافی پر سخت تنبیہ فرماتے۔ فوٹو کھینچنے اور کھینچوانے کو سختی سے منع فرماتے اگر کوئی نکاح پڑھانے کی درخواست کرتا تو نکاح پڑھانے سے پہلے اُن سے عہد لیتے تھے کہ کبھی فوٹو نہیں کھینچو گے۔ اگر تصویر بنانی ہے تو کسی اور کو نکاح پڑھوانے کیلئے لے جاؤ۔ ہمیں شوق نہیں ہے۔

عشقِ الٰہی

عشقِ الٰہی کا آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بڑا غلبہ تھا۔ اکثر اللہ تعالیٰ کی تعریف اور محبت میں بیان فرماتے ہوئے اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

اللہ سب کا ایک ہے اور اللہ کا کوئی ایک
لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں جا کر دیکھ

☆☆☆☆☆☆

ذاکر ہوں جس وقت مذکور بھی ہوں
طالب ہوں جس وقت مطلوب بھی ہوں

☆☆☆☆☆☆

اک ہوک سی دل میں اُٹھتی ہے
اک درد سا دل میں ہوتا ہے
ہم رات کو اُٹھ کر روتے ہیں
جب سارا عالم سوتا ہے
اُس رات کے تیسرے پہرے میں اک رحمت بٹتی ہوتی ہے
جو جاگت ہے سو پاوت ہے جو سووت ہے وہ کھووت ہے

حضرت رحمتہ اللہ علیہ اپنے بیان میں مثنوی شریف کے اشعار اور حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار ترنم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی محبت ہی کی وجہ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت پر ایک مستقل کتاب "یاد دوست" کے نام سے لکھی جو الحمد للہ خاص و عام میں مقبول ہوئی۔

عشق رسول ﷺ

جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے کوئی مدینہ پاک کا ذکر کرتا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ پر ایک عجیب و غریب کیفیت طاری ہو جاتی۔ محبت کی وجہ سے آنکھوں میں پانی بھر آتا اور بار بار یہ شعر پڑھتے

کیے جا کیے جا مدینے کی باتیں
یہی ہیں یہی میرے جینے کی باتیں

راقم الحروف عرض کرتا ہے مدینہ پاک کی حاضری کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے وقت ریاض الجنہ ہی سے اپنی نظروں کو جھکا دیتے۔ جب تک روضہ مبارک پر حاضر رہتے۔ نظروں کو اوپر نہ اُٹھاتے فرمایا کرتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کی جالیوں کو کیا دیکھتے ہو۔ ہمارے اکابر کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے روضہ اقدس میں حیات ہیں اور جب روضہ اقدس پر درود وسلام پڑھا جائے تو خود سنتے ہیں۔ اس لئے حاضری کے وقت نظروں کو نیچے رکھو۔ اپنے گناہوں کو یاد کرتے ہوئے عاجزی اور شرمندگی کے عالم میں حاضری دو اور کہو کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے شرمندہ ہوں۔ جب حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ مکۃ المکرّمہ میں مطاف کے اندر بیٹھے ہوتے تو لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے کیلئے آتے اور عرض کرتے کہ حضرت ہم

مدینہ پاک جارہے ہیں تو جن حضرات کے چہرہ پر ڈاڑھی نہ ہوتی، آپ رحمتہ اللہ علیہ بڑی حکمت اور محبت و پیار سے اُنکو ڈاڑھی کی تلقین فرماتے تھے کہ حاضری کے وقت جب نبی کریم ﷺ ہمیں دیکھیں تو آپ ﷺ کو ہمارے اس فعل سے کوئی دکھ نہ پہنچے۔ اکثر لوگ وعدہ کرتے تو فرماتے انشاءاللہ ڈاڑھی رکھنے سے بڑے انوارات آئیں گے۔

عشق قرآن پاک

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو قرآن پاک سے والہانہ عشق تھا۔ مسجد رئیس غازی میں غالباً دو مرتبہ آپ نے درس قرآن دیا۔ اور ایک درس قرآن تقریباً دس سال میں پایہ تکمیل تک پہنچتا تھا۔ ایک ایک آیت مبارکہ کی تفسیر پر کئی کئی دن لگ جاتے تھے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں درس قرآن کا عجیب سماں ہوتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید تو مثل گلاب جامن کے ہے۔ کہ گلاب جامن جس طرف سے بھی کھاؤ میٹھی ہی میٹھی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قران پاک کو جہاں سے بھی تلاوت کرو۔ اسکی مٹھاس وحلاوت میں فرق نہیں آتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ بہت اچھے قاری تھے۔ صبح کی نماز میں اکثر سورہ دہر اور سورۃ محمد کی تلاوت بڑی دلسوزی سے کرتے تھے۔ قرآن پاک کو ٹھہر ٹھہر کر اور خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ سورۃ فاتحہ کی ہر آیت پر توقف فرمایا کرتے تھے۔ ایک سانس میں پوری فاتحہ یا دو سانس میں پڑھنے سے احتراز کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ روزانہ ایک پارہ نوافل تہجد اور ایک پارہ نوافل اوابین میں تلاوت فرماتے۔

تربیت السالکین

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سالکین کے حالات پر بڑی گہری نظر رکھتے وقتاً فوقتاً سالکین سے ذکر اور سلسلہ کے اسباق کے بارے معلومات کرتے اور بڑی دل سوزی کے ساتھ سالکین کو ذکر کی طرف توجہ دلاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ آجکل پیری مریدی بھی دوکانداری بن کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ یہ تصوف والی لائن دین اسلام کا جوہر ہے اور ارشاد فرماتے کہ سالک کی جب تک ڈانٹ ڈپٹ نہ ہو اصلاح نہیں ہوتی۔ اگر مرید پیر کی ڈانٹ ڈپٹ کو برداشت کرتا رہا تو انشاء اللہ کامیاب ہو جائے گا۔ نہیں تو اگر ساری عمر بھی پیر کے پاس رہا تو ناکام ہی رہے گا۔ پیر کو چاہیے کہ اصلاح کی نیت سے مرید کے ہر فعل پر پوری نظر رکھے۔ مداہنت سے کام نہ لے۔ مداہنت اور روک ٹوک نہ کرنے سے پیری مریدی تو چمک جائے گی۔ لیکن اصلاح والا معاملہ کمزور رہے گا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اگر کوئی خلاف ادب کام کرتا تو اسے اسی وقت بڑے حکیمانہ انداز میں تنبیہ فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہو سکتا ہے کہ مجھے مجلس کے بعد یہ بات یاد نہ رہے۔ غلط کام دیکھ کر میں چپ نہیں رہ سکتا۔ البتہ کوئی بات علیحدگی میں کرنے والی ہوتی تو علیحدگی میں اصلاح فرماتے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں، سالکین کا مسجد رئیس غازی میں بڑا ہجوم رہتا تھا۔ اور سالکین کو ہدایت فرماتے کہ چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات اور چار ہزار مرتبہ تہلیل لسانی (یعنی کلمہ طیبہ کا ورد) کا معمول بناؤ۔ اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرماتے کہ شام کو میں نے آپ لوگوں سے پوچھنا ہے کہ ذکر کتنا کیا۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تقریباً اٹھارہ بیس سال رہنے کی سعادت نصیب ہوئی اور الحمدللہ رمضان المبارک کے اعتکاف کی بھی توفیق نصیب ہوتی رہی۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں اعتکاف کی کیفیت تو لفظوں میں بیان نہیں ہوسکتی۔ البتہ حال ایسا ہوتا تھا کہ ہم اس دنیا میں نہیں ہیں بلکہ جنت میں ہیں۔ دس دن اعتکاف کے ایسے گزرتے تھے کہ دنیا کا خیال تک دل پر نہیں آتا تھا۔ جب عید الفطر کا چاند نظر آجاتا تو سالکین بجائے عید کی خوشی کے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے گلے مل کر رویا کرتے تھے۔ سالکین کو کم بولنے اور ہمیشہ باوضو رہنے کی تلقین فرمایا کرتے۔ خاص کر اپنے معاملات میں، معاشرت میں، لباس میں، چال ڈھال میں، گفتگو میں، سونے میں جاگنے میں، حتیٰ کہ ہر حال میں سنت نبوی ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین فرماتے تھے سالکین کی ہمت بڑھاتے ہوئے تحدیث نعمت کے طور پر اپنا حال بیان فرماتے کہ میں جب سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوا ہوں۔ سلسلہ کی ابتدائی تین تسبیحات آج تک سفر و حضر میں مجھ سے نہیں چھوٹیں۔

کیفیت مراقبہ

مسجد رئیس غازی کے زمانہ میں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو راقم الحروف دیکھتا تھا کہ نماز مغرب اور معمولات سے فارغ ہوکر عشاء کی نماز تک مراقبہ فرماتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد مجلس ذکر اللہ منعقد فرماتے اور اجتماعی مراقبہ ہوتا۔ آپ کا معمول تھا کہ اجتماعی مراقبہ میں لوگوں کو حلقہ بنا کر بیٹھنے کی تلقین فرماتے۔ ذکر کے حلقہ کے بارے میں دلیل کے طور پر حدیث پاک ارشاد فرماتے

وَعَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ۝ (رَوَاہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم بہشت کے سبزہ زاروں سے گزرا کرو تو خوب چرلیا کرو صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ سبزہ زار کیا ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت کے سبزہ زار ذکر کے حلقے ہیں آپ پیر جی رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ میں اکثر عربی، فارسی اور اردو کے اشعار ترنم کے ساتھ پڑھنے اور اپنے بزرگوں کے طریقہ پرعمل کرتے ہوئے تسبیح بڑے زوردار طریقے سے کھٹکھٹاتے سالکین کو مراقبہ زیادہ کرنے پر زور دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ مراقبہ ہی سے ترقی ہوگی مراقبہ کے وقت ایسی کیفیت ہوتی تھی جیسے بارش کی ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی ہو۔

مراقبہ میں اکثر یہ اشعار ترنم سے پڑھتے تھے

مومنا ذکر خدا بسیار گو
تابیابی درد و عالم آبرو

☆☆☆☆☆☆

ذکر کن ذکر تاتراجان است
پاکی دل ز ذکر رحمٰن است

☆☆☆☆☆☆

عام را نہ بود بجز ذکر زباں
ذکر خاصاں باشد از دل بے گماں

☆☆☆☆☆☆

ذکر خاص الخاص ذکر سر بود
آنکہ ذاکر نیست او خاسر بود

☆☆☆☆☆☆

نیم آمدہ درکوئے تو
شیأ للہ از جمال روئے تو

☆☆☆☆☆☆

دست بکشا جانب زنبیل ما
آخریں بردست و بر باز روئے تو

☆☆☆☆☆☆

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی
بندگی آمد لباس زندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

کبھی کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی نصیحت کے اشعار پڑھا کرتے تھے۔

نصیحت

عزیز و دوستو یارو یہ دنیا دار فانی ہے
دل اپنا مت لگاؤ تم لحد میں جا بنانی ہے
تم آئے بندگی کرنے پھنسے لذات دنیا میں
ہوئی اندھی عقل تیری تیری کیسی جوانی ہے
گناہوں میں نہ کر برباد عمر اپنی تو کر توبہ
کہاں ہیں باپ دادا سب کہ تو جن کی نشانی ہے
نہ کر بل اپنی دولت پر نہ طاقت پر نہ حشمت پر
کہ اس دنیا کی ہراک چیز تجھ کو چھوڑ جانی ہے
تو کر نیکی نمازیں پڑھ خدا کو یاد کر ہر دم
کہ آخر میں تیری ہر نیکی تیرے کام آنی ہے
نہ ہو شیطان کے تابع نہ بے فرمان رب کا ہو
نبی کے در کا خادم بن مراد اچھی جو پانی ہے
شریعت کی غلامی کر گناہوں سے تو بچ یارا
بری حالت ہو ظالم چور کی جو مرد زانی ہے
تو روزی کھا حلال اپنی سراپا نور تقویٰ بن
کہ تقویٰ میں ترقی ہے یہ نعمت جاودانی ہے

☆☆☆☆☆☆

کیفیت دُعا

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اپنے اکثر بیانات میں اور خصوصی مجالس میں دُعا کی اہمیت پر بڑا زور دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ دُعا مومن کا ہتھیار ہے۔ سالکین کو تلقین فرماتے کہ ذکر بھی کثرت سے کرو اور اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دُعا بھی کرتے رہو۔ اور بعض اوقات خاموشی سے دُعا کیا کرو۔ انشاءاللہ دُعا میں بڑا دل لگے گا کہ دُعا قلب کا فعل ہے نہ کہ زبان کا۔ خانقاہ شریف کے ساتھیوں کو کام کرتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے کہ دُعائیں کروائی نہیں جاتیں بلکہ دُعائیں لی جاتی ہیں۔ انسان کو تو اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہیے اور دُعا کی قبولیت میں جلدی نہ کرے۔ دُعا کو اللہ تعالیٰ ضرور قبول کرتے ہیں اس پر ارشاد فرمایا کہ قبول ہونے کے تین طریقے ہیں۔

۱۔ یا وہ دُعا جو مانگی ہے دنیا میں ہی پوری ہو جاتی ہے۔

۲۔ یا اُس دعا کی وجہ سے مصائب ہٹا دیئے جاتے ہیں۔

۳۔ یہ بھی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس دُعا کے بدلے اتنا اجر دیں گے کہ انسان تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں میری کوئی دُعا قبول نہ ہوتی۔ یعنی مجھے اپنی ہر دُعا کا بدلہ آخرت میں ملتا۔ کیونکہ دُعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں نہ مانگنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا کے بارے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ والدہ صاحبہ اکثر نماز تہجد کے وقت یہ شعر بڑی دلسوزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پڑھا کرتیں تھیں۔

ہر گھڑی دینے کو تو تیار ہے
جو نہ مانگے اُس سے تو بیزار ہے

حدیث پاک میں دعا کے بارے آقائے دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ ۔ (مشکوۃ ۱۹۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ سے نہ مانگے اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر انسانوں سے مانگو گے تو ذلت اُٹھاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ سے مانگو گے تو عزت پاؤ گے۔

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ غفوریہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کے یہ اشعار بار بار پڑھتے تو زاروقطار آنکھوں سے آنسو جاری رہتے۔

الٰہی غرق دریائے گناہم
تو میدانی و خود ہستی گواہم
گناہ بے عدد را بار بستم
ہزاراں بار توبہ ہا شکستم

حفظ مراتب

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی مجالس میں حفظ مراتب کا بہت لحاظ فرماتے تھے علمائے کرام وحفاظ کرام کو اپنے دائیں بائیں بٹھاتے تھے اگر خلفائے کرام میں سے کوئی مجلس میں پیچھے ہی بیٹھ جاتا تو پاس بلا لیتے متوسلین میں سے اگر کوئی شخص علماء وصلحاء کا تذکرہ کرتے ہوئے آداب والقاب کا خیال نہ رکھتا تو سخت ناراض ہوتے آپ رحمتہ اللہ علیہ

علماء وصلحاء کا بہت احترام فرماتے تھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ اگر یہ لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سینہ مبارک پر پاؤں رکھ کر گزر جائیں تو بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ رنجیدہ نہ ہوں آپ رحمتہ اللہ علیہ موقع بہ موقع مریدین کے دلوں میں علمائے حق کا مقام اجاگر کرتے رہتے تھے۔

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنْزِلُوْ النَّاسَ مَنَازِ لَهُمْ (مشکوۃ ص ۴۲۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کے ساتھ ان کے مراتب کے لحاظ سے پیش آؤ۔ (مظاہر حق)

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے قول وفعل سے حفظ مراتب کا عملی نمونہ پیش فرما کر سالکین کے دلوں میں "مَنْ لَّمْ يُوْقِّرْ كَبِيْرَ نَا فَلَيْسَ مِنَّا" (جو ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں) کا اُصول ایسے کندہ فرماتے کہ وہ النقش کالحجر ثابت ہوتا۔

محافظت وضو

حضوراکرم ﷺ کا ارشادگرامی ہے ۔ عَنْ ثَوْبَانَ رضى الله عنهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُ ضُوءِ اِلَّا مُوْمِنُ۔ (مشکوۃ ص ۳۹)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضوراکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے۔ (مظاہر حق)

اس حدیث کے ذیل میں صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں کہ "وضو کی حفاظت تو مومن ہی کا خاصہ ہے اسلئے کہ وہ مومن کامل جس کا قلب ودماغ توجہ الی اللہ کی شعاعوں سے ہر وقت منور رہتا ہے۔ وہ اپنے قلب وبدن دونوں کے ساتھ یعنی ظاہراً اور باطناً ہر وقت

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ بارگاہ الوہیت میں حاضری بغیر ظاہرو باطن کی صفائی و پاکیزگی اور بدون طہارت کے ادب کے منافی چیز ہے اور شان عبودیت کے خلاف بھی ہے۔ اس لئے مومن وضو کی حفاظت کرتا ہے۔ مندرجہ بالا فرمان کی روشنی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت پر نظر ڈالی جائے تو دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔ محافظت وضو پر اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو ایسا ملکہ عطا کیا تھا کہ عقل دنگ رہ جاتی تھی۔ تقریباً بیاسی برس کی عمر میں بیماری کے باوجود ہر وقت باوضو رہنا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت ہی کہی جاسکتی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ قبلہ رُخ ہو کر وضو فرماتے اور مسواک کا بڑا ہی اہتمام فرماتے تھے۔ سالکین کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔

تشہیر سے نفرت

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ شہرت سے بڑی نفرت فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ گمنامی کی زندگی میں عافیت ہے۔ کبھی بھی اپنا بیان بذات خود اخبار والوں کو نہیں دیا۔ اگر کسی نے اخبار میں بیان دے دیا۔ معلوم ہونے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے۔

ایک مرتبہ راقم الحروف نے خانقاہ غفوریہ کے ساتھ ادریسیہ لکھوادیا تو فرمانے لگے کہ حافظ جی کیا لکھوا لائے ہو۔ خانقاہ غفوریہ ہی رہنے دو۔ اور آگے والے الفاظ (یعنی ادریسیہ) ختم کروادو۔ سالانہ اجتماع میں خانقاہ غفوریہ کے مین گیٹ پر راقم الحروف نے خانقاہ غفوریہ نقشبندیہ کا بورڈ لگوادیا تو فرمایا کہ حافظ جی تشہیر اچھی نہیں ہے ہم نے تو ساری عمر چھپ کر گزار دی اب تم کس کام میں پڑ گئے ہو۔

انداز بیان

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بیان کا عجیب ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپکی زباں شیریں تھی۔ اوراپنے بیان میں کثرت سے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف اور حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے پندنامہ اور عربی کے اشعار ترنم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا پورا بیان شعروں کی وجہ سے ایسا ہوتا تھا جیسا کہ دھاگہ میں موتی پرو دیئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشکل سے مشکل الفاظ کو بڑے آسان انداز میں سمجھانے کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔

آپ کا انداز بیان جمالی ہوتا تھا۔ بیان کے دوران چہرہ مبارک پر ہلکی سی مسکراہٹ رہتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ سامعین پر مقرر کے الفاظ سے زیادہ لہجہ کا اثر پڑتا ہے۔ دوران بیان آپ قرآن پاک کی آیات مبارکہ اور حدیث پاک دلیل کے طور پر بڑی روانی سے پیش فرماتے۔

واقعہ

مری کے حضرت مولانا محمد حسین صاحب المنتظم خطیب جامع مسجد ختم نبوت نے ایک مرتبہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے متاثر ہو کر (راقم الحروف کو اپنی پشتو زبان کے لہجہ میں فرمایا) کہ حافظ جی حضرت صاحب عجیب بیان کرتا ہے۔ قرآن کی تفسیر جو ہم بیان کرتا ہے وہی حضرت صاحب بیان کرتا ہے۔ جو حدیث حضرت صاحب پڑھتا ہے وہی حدیث ہم پڑھتا ہے۔ لیکن حضرت صاحب جو تشریح فرماتا ہے ہم اس پر حیران ہوتا ہے۔ ہم تو ایسا بیان نہیں کرسکتا۔

آپکے بیان میں اکثر لوگ زاروقطار رویا کرتے تھے ایسا حال ہوتا تھا جیسا کہ دنیا کی محبت دل سے نکل رہی ہو اور آخرت کی طرف رغبت ہو رہی ہو۔ بیان سننے کے بعد ہر آدمی کے اندر شریعت پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا تھا۔

الحمدللہ آپکے بیان اور صحبت سے بہت سارے لوگوں کی زندگی کے رُخ بدل گئے۔ لوگوں کی زندگی میں انقلاب آ گیا بڑے بڑے علماء اور جدید تعلیم یافتہ حضرات آپ کے بیان سے متاثر ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو جاتے۔

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

معمولات لیل و نہار

آپ کی زندگی کا جتنا قریب اور جتنا تفصیل سے مطالعہ کیا جائے اتنا ہی زیادہ یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ آپ فنافی الرّسول ﷺ تھے۔ ہر مجلس اور ہر موقع پر آپ سنت رسول ﷺ کی اتباع فرماتے تھے۔ آپ کا شمار اُن نابغہ عصر ہستیوں میں ہوتا تھا۔ جنہوں نے ہر کام کو عبادت بنالیا ہو۔ جن کی زندگی کے دن اعمال صالحہ سے مزین ہوں اور جن کی زندگی کی راتیں ان کے دنوں کی مانند ہوں۔ آپ کے معمولات لیل و نہار زندگی کے مختلف ادوار میں مختلف رہے ہیں۔ ذیل میں آخری عمر کے معمولات درج کئے جاتے ہیں۔

اجمالی خاکہ

نماز تہجد ادا کرنا۔ نماز تہجد کے بعد چائے پینا۔ درود پاک واستغفار کی تسبیحات پڑھنا۔ قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور بعض تفاسیر کا دیکھنا۔ حزب الاعظم کا پڑھنا۔ سر پر تیل لگوانا، چائے بسکٹ کا ہلکا ناشتہ کرنا۔ سنت فجر ادا کرنا، نماز فجر ادا کرنا، قرآن پاک کا درس دینا، اجتماعی مجلس ذکر و مراقبہ کروانا، نماز اشراق پڑھنا، چہل قدمی کرنا، ناشتہ کرنا، مسجد و مدرسہ کے تعمیراتی کام کی دیکھ بھال کرنا، نماز چاشت ادا کرنا، ڈاک کا کام کرنا، دوپہر کا کھانا تناول فرمانا، نماز ظہر ادا کرنا، سنت قیلولہ، سالکین طریقت کے ساتھ نشست، نماز عصر ادا کرنا، نماز مغرب ادا کرنا، اوّابین کے نوافل ادا کرنا سالکین کے ساتھ نشست، نماز عشاء، ختم خواجگان، رات کا کھانا تناول فرمانا، انفرادی معمولات اور نیند کرنا۔

تفصیلی بیان

آپ کے معمولات کا ترتیب وار تفصیلی تذکرہ درج ذیل ہے۔

نماز تہجد

اللہ رب العزت نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو معمولات میں بڑی استقامت عطا فرمائی تھی جو کام ایک مرتبہ شروع فرما لیتے اس کو پھر کبھی نہ چھوڑتے اپنی جماعت کو بھی فرمایا کرتے تھے کہ عمل بے شک تھوڑا ہو۔ لیکن تسلسل کے ساتھ ہو تو وہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مقبول ہے بہ نسبت اس عمل کے کہ کبھی کرے اور کبھی چھوڑ دے۔ راقم الحروف کو الحمد اللہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت اکثر سفر و حضر میں نصیب رہی۔ آپکی کبھی سفر و حضر میں تہجد کی نماز قضا ہوتے نہیں دیکھی۔ تہجد کی نماز آپ بڑی پابندی سے پڑھتے۔ اور کبھی ناغہ نہ فرماتے مجاہدہ اور مسلسل تبلیغی اسفار کی وجہ سے آپ پر بیماریوں کے بڑے شدید حملے تھے۔ تبلیغی اسفار کے دوران لوگوں کا رات دن ہجوم رہتا۔ بیانات کا سلسلہ مسلسل چلتا رہتا تھا۔ رات کو تقریباً روزانہ بارہ یا ساڑھے بارہ بجے سونا ہوتا تھا۔ لیکن تہجد کے وقت آپ پھر بیدار ہو جاتے۔ پھر سارا دن آرام کا وقت نہیں ملتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی ہمت و قوت سے نوازا تھا۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ صحبت میں یہی چیزیں مرید کو ہمت اور استقلال سکھاتی ہیں اگر طلب صادق ہو تو اللہ کے بندوں کی صحبت میں رہ کر انسان ایسا مقام پا جاتا ہے کہ انسان ہی نہیں بلکہ آسمان کے فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

نماز تہجد کے بعد چائے

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا تہجد کے وقت چائے پینے کا معمول تھا فرمایا کرتے تھے کہ چائے سے پیٹ نہیں بھرا جاتا بلکہ چائے ایک ذوقی چیز ہے طبعی نفاست کی وجہ سے برتن خشک استعمال فرماتے تھے۔ اگر برتن تازہ دُھلا ہوا ہوتا۔ تو طبیعت پر فوراً گرانی ہو جاتی۔ چائے کے ساتھ ایک انڈا فرائی یا شہد استعمال فرماتے۔ خانقاہ غفوریہ تشریف لیجانے سے پہلے گھر پر تہجد کی نماز کے بعد کی چائے اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا بنا کر پیش کیا کرتی تھیں۔ رمضان المبارک میں اعتکاف کے بعد آپ کچھ دنوں کیلئے مسجد رئیس محمد غازی ہی میں قیام فرماتے۔ اس دوران صبح کی چائے راقم الحروف کے ذمہ ہوتی (خانقاہ غفوریہ تشریف لے جانے کے بعد وصال تک آپ نے مستقل طور پر خانقاہ غفوریہ ہی میں قیام فرمایا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ خانقاہ شریف ہی میرا گھر ہے) خانقاہ غفوریہ میں تہجد کے وقت کی چائے آپ پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم میاں حاجی عتیق الرحمٰن صاحب کے ذمہ ہوتی۔ حاجی میاں عتیق الرحمٰن صاحب نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے خانقاہ غفوریہ میں ایک حجرہ بنا رکھا تھا۔ میاں عتیق الرحمٰن صاحب ایک رات گھر جاتے اور ایک رات خانقاہ غفوریہ میں گزارتے تھے۔

نماز تہجد کے بعد معمولات

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا نماز تہجد اور چائے سے فارغ ہو کر درود پاک واستغفار کی تسبیحات پڑھنے کا معمول تھا۔ قرآن پاک کی نہایت اچھے انداز اور سوز کے ساتھ تلاوت فرماتے اور مختلف تفاسیر کا مطالعہ کرتے اور پھر فجر کی اذان تک مراقبہ فرماتے۔ فجر کی اذان کے بعد تازہ وضو فرما کر فجر کی نماز کیلئے تیاری فرماتے۔

سنت فجر

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ غفوریہ میں مستقل قیام سے پہلے سنت فجر گھر میں ادا فرماتے خانقاہ غفوریہ میں قیام کے بعد سنت فجر اپنے حجرہ مبارک میں پڑھتے۔

نماز فجر ادا کرنا

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فجر کی نماز ہمیشہ روشنی میں پڑھتے تھے۔

فرمایا کرتے تھے کہ اُجالا میں پڑھنا زیادہ ثواب ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ

(ترمذی ص ۲۲ جلد نمبر ۱، مشکوٰۃ ص ۶۱)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ صبح کی نماز اسفار میں ادا کرو۔ کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

جب تک صحت نے اجازت دی نماز فجر اور باقی نمازیں بہ نفس نفیس خود پڑھاتے۔ فجر کی نماز میں بمطابق سنت لمبی قرآت فرماتے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بہت اچھے قاری تھے۔ قرآن کی ایسے اچھے انداز اور قرأت میں تلاوت فرماتے کہ نمازیوں کا یہ حال ہوتا کہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ قرآن پاک پڑھتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔

قرآن پاک کا درس

مسجد رئیس محمد غازی اور صحت کے زمانے میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فجر کی نماز کے بعد قرآن پاک کا درس دیتے اور لوگوں کو مسائل عام فہم زبان میں سمجھاتے اور یہ درس قرآن اشراق تک چلتا تھا۔ خانقاہ غفوریہ تشریف لیجانے کے بعد فجر کی نماز کے متصل ختم خواجگان اور حیات صوفیہ کا درس دیتے اور اللہ والوں کو تصوف کے اہم نکات کے بارے آ گاہ فرماتے۔

نماز اشراق

نماز اشراق کی آپ چار رکعتیں ادا فرماتے تھے نماز اشراق کے بعد نمازیوں کو درِ دولت پر ناشتے کی دعوت دیتے۔ اکثر دس بارہ اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ لوگ ہو جاتے تھے۔ امّاں جان رحمتہ اللہ علیہا بڑا پُر تکلف ناشتہ تیار فرماتیں ناشتہ میں پراٹھا، انڈہ فرائی سالن اچار اور چائے بھی شامل ہوتی تھی۔ آپ بھی لوگوں کے ساتھ ناشتہ فرماتے۔

سر پر تیل لگانا

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ ناریل کا تیل استعمال فرماتے تھے زیتون کا تیل بھی اکثر اوقات استعمال فرمالیا کرتے عموماً سر پر تیل لگانے کی خدمت راقم الحروف انجام دیتا بلکہ اعتکاف کے دنوں میں یہ خدمت راقم الحروف کے ہی ذمہ تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ تیل لگوانے کے دوران مراقبہ یا ذکر میں مشغول رہتے تھے۔

چہل قدمی

نماز اشراق کے بعد حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا معمول سیر کرنے کا تھا اکیلئے اور کبھی جماعت کے ساتھ سیر کو جایا کرتے اور سیر کے دوران ساتھ جانے والے سالکین سے سلسلہ کے اسباق کے متعلق گفتگو فرماتے اور کبھی کبھی دلچسپ واقعات سناتے اور ساتھیوں سے خوش طبعی بھی فرماتے تھے۔

واقعہ

ایک مرتبہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نہر کے کنارے سیر فرما رہے تھے کہ ایک درخت ٹوٹ کر نہر میں گرا ہوا تھا اور درخت کی ٹہنیاں سبز تھیں باریک باریک کونپلیں نکل رہی تھیں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ درخت کے قریب کھڑے ہو کر جماعت کے ساتھیوں سے پوچھنے لگے کہ درخت ٹوٹ کر گرا ہوا ہے لیکن یہ سبز کیوں ہے؟ ساتھی تو خاموش رہے پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق جڑ سے ہے تب ہی تو یہ سبز ہے پھر ارشاد فرمایا کہ اسی کو نسبت کہتے ہیں۔

ناشتہ

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سیر سے واپسی کے بعد تازہ وضو کرتے اور تحیۃ الوضو کے نفل ادا فرماتے پھر ہلکا پھلکا ناشتہ کر کے کچھ دیر کیلئے آرام فرماتے۔

تعمیراتی کام کی دیکھ بھال

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ آرام فرمانے کے بعد تعمیراتی کام کی دیکھ بھال کرتے۔ کام کرنے والے لوگوں سے کام کی تفصیل معلوم کر کے انہیں مزید ہدایات ارشاد فرماتے۔

نماز چاشت

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ چاشت کے نوافل ادا فرماتے جس کی پابندی آپ رحمتہ اللہ علیہ سفر و حضر میں بھی فرماتے اور سالکین کو فرمایا کرتے تھے کہ سالک کو رخصت پر عمل نہیں کرنا چاہیے بلکہ عزیمت پر عمل کرنا چاہیے تاکہ سالک ترقی کرے چاشت کی نماز کے بعد باہر سے آئے ہوئے مہمانوں اور مقامی حضرات سے ملاقات فرماتے۔

ڈاک کا کام

آپ کا حلقہ ارادت چونکہ عرب و عجم تک پھیلا ہوا تھا لہٰذا کثرت سے طالبینؒ کے خطوط کا موصول ہونا امر واقعی تھا۔ آپ ایک ایک خط کو خود پڑھتے کبھی کبھار عینکؒ استعمال فرماتے۔ کبھی کبھی تربیت کے پیش نظر خدّام میں سے کسی کو فرماتے کہ خط کا جواب لکھیں پھر وہ جواب خود پڑھتے اور لکھنے والے کی تصحیح فرماتے۔

دوپہر کا کھانا

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ ڈاک کے کام سے فارغ ہو کر دوپہر کا کھانا تناول فرماتے آپ رحمتہ اللہ علیہ کھانے میں اکثر چھوٹا گوشت اور مرغی کا استعمال کرتے جبکہ سبزیوں میں سب سے زیادہ کدو پسند فرماتے تھے اور کھانے میں ٹماٹر اور کھیرے کا سلاد اکثر استعمال کرتے اور شوربہ والا سالن پسند فرماتے۔

نماز ظہر

دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نماز ظہر ادا فرماتے تھے۔

سنت قیلولہ

ظہر کی نماز کے بعد حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ قیلولہ فرماتے۔ حدیث پاک میں ہے۔

عن ابی عباس رضی اللّٰہ عنه عن النبی ﷺ قال استعینو ا بطعام السحر علی صیام اننهار و القیلولة علی قیام الیل۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سحری کھا کر دن کے روزے میں مدد لو اور قیلولہ (دوپہر کا سونا) سے رات کے قیام میں مدد لو۔

سالکین طریقت کے ساتھ نشست

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سنت قیلولہ فرمانے کے بعد سالکین کے ساتھ نشست فرماتے اور وہاں موجود ہر آدمی سے سلسلہ کے اسباق کے بارے میں دریافت کرتے اور انکو تصوف کے مزید مراحل کے بارے میں ہدایات فرماتے اُنکی تربیت کیلئے انہیں حالات صوفیہ سے آگاہ کرتے تاکہ سالکین کے اندر استقامت کا جذبہ قائم رہے۔

نماز عصر

آپ پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سالکین کے ساتھ نشست کے بعد نماز عصر مسجد میں باجماعت ادا فرماتے۔ عصر کی نماز کے بعد آپ کا معمول چائے پینے کا تھا۔ چائے کے بعد نہر کے کنارے کنارے چہل قدمی فرماتے۔

اہل خانہ سے ملاقات

نماز عصر کے بعد آپ پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اہل خانہ سے ملاقات کرتے تھے۔ نماز عصر کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ بچوں کے ساتھ ملاقات کیلئے تشریف لے آتیں۔ بعض اوقات مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے اہلیہ محترمہ رحمتہ اللہ علیہا کی ملاقات کو کئی کئی روز گزر جاتے تو خوش طبعی کے طور پر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ راقم الحروف سے فرماتے کہ تمہاری والدہ کیا کہتی ہونگی کہ اب مجھے بڑھاپے میں چھوڑ کر خانقاہ جا بیٹھے۔ چلو حافظ جی آج اُن سے گھر جا کر مل آتے ہیں۔ بڑھیا خوش ہو جائے گی۔

نماز مغرب

جب نماز مغرب کا وقت شروع ہوتا اور اذان ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ صمدیت میں نہایت خشوع وخضوع سے متوجہ ہوتے اور مسنون طریقہ سے اذان کا جواب دیتے رہتے اور پھر تکبیر ہونے پر نہاینت اہتمام سے نماز میں شریک ہوتے تھے۔

صلوۃ الاوابین

نماز مغرب کے بعد آپ چھ رکعت نوافل ادا فرماتے جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی کا معمول رہا۔

سالکین کے ساتھ نشست

مغرب کی نماز سے فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز عشاء تک مسجد میں قیام فرمایا کرتے تھے مریدین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور اپنے سارے دن کے معمولات سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو آگاہ کرتے تھے اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن سے ذکر کی اہمیت پر بیان فرماتے جبکہ اسی دوران سالکین حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بھی کرتے رہتے اور انکے ہاتھ پاؤں اور جسم کو بھی دباتے تا کہ دن بھر کی تھکاوٹ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دور ہو جائے اور پھر سے دوبارہ اپنے معمولات کو شروع کریں تا کہ مریدین کو اُنکی صحبت سے مزید کچھ سیکھنے کا موقع ملے اور یہ سلسلہ نماز عشاء تک جاری رہتا تھا۔

نمازعشاء

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اس کے بعد نماز عشاء با جماعت پڑھتے تھے۔ فرائض سے فراغت کے بعد عموماً مسنون ذکر فرماتے۔

مراقبہ اور ختم خواجگان

نماز عشاء کے بعد ختم خواجگان کا معمول تھا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اکثر اوقات خود ہی ختم خواجگان پڑھتے تھے لیکن بعض اوقات مریدین سے بھی پڑھوایا کرتے تا کہ سب کو ختم خواجگان یاد ہو جائے۔ اسلئے وہ اُن سے سنتے تھے کیونکہ اس سے مریدین کی اصلاح مقصود تھی اور اس کے بعد حضرت رحمتہ اللہ علیہ مراقبہ کروایا کرتے جس کے متعلق حضرت رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ مراقبہ ہی تصوف کی بنیاد ہے۔

انفرادی معمولات

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اس کے بعد اپنے انفرادی معمولات میں مشغول ہو جاتے تھے۔

نیند کرنا

انفرادی معمولات سے فراغت کے بعد حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سونے کیلئے بستر پر تشریف لے جاتے تھے اور با وضو ہو کر سونا آپکی ساری زندگی کا معمول رہا آپ رحمتہ اللہ علیہ بہت کم وقت سویا کرتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے تمام تر معمولات بڑی دلجمعی سے پورے فرماتے۔

سفر کے معمولات

حضرت پیر جی مولانا محمد ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے بعد اللہ کی مخلوق کو اللہ سے جوڑنے اور بے کیف لوگوں کو لذت ایمانی سے سرشار کرنے کیلئے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سفروں میں گزار دیا آپ نے اپنا آج ہمارے کل کیلئے قربان کیا تا کہ ہم خود آگاہی اور خدا آگاہی حاصل کرنے کیلئے اپنے دامن کے داغ دھوئیں اور خدائے ذوالجلال کے حضور جھکنے کی سعادت پائیں آپ دلوں کے بادشاہ تھے جہاں بھی جاتے لوگ آپ کی راہ میں پلکیں بچھاتے۔ عادتاً آپ فجر کے بعد سفر کیلئے روانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔ حالات کے مطابق کراچی کا سفر رات کو بھی فرما لیا کرتے تھے سفر کے دوران مندرجہ ذیل اشیاء آپ کے ہمراہ ہوتیں۔

(۱) مقراض (۲) اُسترا (۳) بستر ا (۴) کنگھا (۵) چاقو (۶) تیل (۷) ٹائلٹ پیپر (۸) ٹوتھ پیسٹ اور برش (۹) صابن اور تولیہ (۱۰) ناخن تراش (۱۱) دوائیوں کا ڈبہ (۱۲) اوراد و وظائف اور حدیث کی کتابیں (۱۳) قلم اور ڈائری (۱۴) ازار بند ڈالنی (۱۵) لوٹا (۱۶) مصلیٰ۔

☆ روانہ ہونے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ میزبان کو خط یا ٹیلیفون پر مطلع کر دیتے۔

☆ دوران سفر انفرادی معمولات پر اجتماعی معمولات کو ترجیح دیتے چونکہ سفر و حضر میں آپ آرام بہت کم فرماتے تھے۔ اس لئے آپ کے ساتھ رات دن مسلسل رہنا بڑے مجاہدے کی بات ہوتی تھی۔

☆ سفر و حضر میں نماز تہجد سے نماز فجر تک کے معمولات ایک جیسے ہوتے البتہ آپ فجر کی نماز اس مسجد میں ادا فرماتے جہاں سلسلے کا کوئی پروگرام ہوتا عمومی بیان ایک گھنٹے کا ہوتا دل بے ریا سے نکلے ہوئے الفاظ خوبصورت ہوتے ہی ہیں۔ لہٰذا آپ سیدھے سادھے الفاظ میں حکایت سنا کر مجمع کے دل جیت لیتے اور راہ حق جل وعلا کے سالکین کے لئے عموماً اور جماعت غفوریہ ادریسیہ کے طالبین کیلئے خصوصاً آپ کے معمولات لیل و نہار مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں خوش نصیب ہیں وہ حضرات جو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے روز و شب کو طاعات وعبادات سے معمور کر لیں۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات طیبہ آئیڈیل اور قابل تقلید تھی۔

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ازدواجی زندگی

از قلم (حضرت صاحبزادہ حافظ محمد معاذ انصاری مدظلہ العالیہ)

حضرت پیر جی مولانا محمد ادریس انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ازدواجی زندگی کے جو چیدہ چیدہ واقعات ہمارے سامنے آئے ہیں ان کو ایک مالا میں پرونے کی کوشش کی گئی ہے۔

شادی مبارک

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح احمد حسن قریشی کی صاحبزادی سے ہوا جو کہ پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور مقامی ہسپتال میں ایک ڈسپنسر تھے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی مولوی محمد الیاس صاحب جو کہ توکلی مسجد پٹیالہ میں خطیب تھے۔ ان کے دوست احمد حسن قریشی نے اپنی بیٹی کیلئے مولوی الیاس کو مناسب رشتے کیلئے کہا تو مولوی الیاس صاحب نے اپنے بھائی (یعنی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق کہا تو احمد حسن قریشی نے آمادگی کا اظہار کیا۔ چنانچہ طے پایا کہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نماز جمعہ جامع مسجد توکلی میں پڑھائیں۔ نماز جمعہ کے وقت احمد حسن قریشی کے بیٹوں نے ابا جان کو دیکھا۔ کیونکہ ہمارے ابا جان خوش شکل۔ فصیح اللسان بھی تھے۔ اس لئے ان سب افراد کو یہ رشتہ پسند آیا اس کے بعد دادی جان (ہماری والدہ) کو دیکھنے کیلئے پٹیالہ گئیں۔ انہوں نے بھی اس رشتے پر آمادگی کا اظہار کیا اور اس طرح ہمارے ابا جان رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے اور سادگی سے نکاح اور رخصتی ہوئی۔ شادی کے دو ماہ بعد حضرت ابا جان بیمار ہو گئے اور جسم پر سات خطرناک پھوڑے نکلے جنہیں آپریشن کے ذریعے ختم کیا گیا۔ اور ہمارے ابا جان

صحت یاب ہوکر واپس اپنے گھر انبیہٹہ تشریف لے آئے۔ وہیں پر ہماری دو بڑی بہنوں کی پیدائش ہوئی۔ اسی دوران وہاں ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے اور ابا جان پاکستان آ گئے۔

کسب حلال

ابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے پاکستان ہجرت کے بعد صادق آباد کے قیام میں پہلے پہل کپڑے کا کاروبار شروع کیا اور پھر رفتہ رفتہ (Claim) میں ملی ہوئی دوکان ریل بازار میں انصاری دواخانہ بنایا۔ اور اس طرح کسب حلال کے لئے اپنا وقت دواخانہ میں صرف فرماتے اور ساتھ ساتھ لوجہ اللہ مسجد کی امامت۔ خطابت درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ پر جیسے بھی حالات آئے ان حالات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہوئے بڑی قوت ارادی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا۔ آپ نے پوری زندگی کسی کے سامنے اپنا دست مبارک نہ پھیلایا اور آپ حق گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے مدرسہ اس لئے نہیں بنایا کہ مجھے لوگوں سے چندہ مانگنا پڑے گا۔ اور پھر میں حق بات نہیں کہہ سکوں گا۔ تصنیف کا اتنا شوق تھا کہ آپ مریضوں کو دوائی بھی دیتے رہتے اور جونہی فرصت ملتی کچھ لکھنا شروع کر دیتے تھے۔ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی دعاؤں سے کچھ ہی عرصہ بعد فتوحات کے دروازے کھل گئے۔ صادق آباد کے بڑے بڑے امیر لوگ آپ کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور اس وقت کے علماء آپ سے حسد کرتے تھے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا پورا پورا عکس نظر آتا تھا۔

۱۔

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ كُلُوْ امِنْ طَيِّبٰتِ مَارَزَقْنٰكُم۔

ترجمہ: اے مومنو تم صرف وہی پاک وحلال رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کیا۔

ابا جان رحمتہ اللہ علیہ کی شفقت اور خوش طبعی

جب ابا جان رحمتہ اللہ علیہ نماز عشاء ادا فرما کر گھر تشریف لاتے تو والدہ ماجدہ ہمیں حکم فرماتی کہ دستر خوان بچھاؤ پھر ہم سب مل کر کھانا کھاتے۔ ابا جان رحمتہ اللہ علیہ آموں کے بہت شوقین تھے اور اُن کے ساتھ بیٹھ کر آم کھانے کا مزہ ہی کچھ اور تھا۔ ہر بہن بھائی کا نام لے کر اُسے آم کی قاشیں دیتے تھے اور خوش طبعی کے طور پر امی جان سے فرمایا کرتے تھے کہ لو آم کھالو پھر نہ کہنا کہ مجھے تو پوچھا ہی نہیں۔ جواب میں امی جان بھی (ازراہ التفات) فرماتیں۔ ہاں کبھی کھائے تھوڑی ہیں تمہارے ہی گھر آ کر تو آم کھانے کو ملے ہیں۔

والدہ ماجدہ رحمتہ اللہ علیہا

والدہ ماجدہ رحمتہ اللہ علیہا بڑی صابرہ اور مہمان نواز خاتون تھیں ابتداء میں جب ابا جان پر سخت افلاس تھا۔ لیکن والدہ محترمہ نے کبھی ناداری کی شکایت نہیں کی غربت کی تمام صعوبتیں اور مہمانوں کی خدمت گزاری خندہ پیشانی سے برداشت کی۔ ابا جان اکثر اوقات ان کی خدمت گزاری اور صابرہ ہونے کی تعریف فرمایا کرتے تھے میرے دادا اور دادی جان کی خدمت میری والدہ نے اس طرح کی کہ جیسے اُن کے اپنے والدین ہوں۔ دادی صاحبہ کو آپا جی کہہ کر مخاطب کرتی تھیں اور انکی خدمت کو بڑی خندہ

پیشانی سے سرانجام دینے کو عبادت سمجھتی تھیں اور ہماری دادی صاحبہ بھی یہاں آ کر اتنا خوش ہوتی تھیں کہ کسی دوسرے بیٹے کے ہاں جا کر اتنا خوش نہیں ہوتی تھیں۔ جبکہ ہمارے چچا بھی صادق آباد میں ہی موجود تھے ان کے گھر جانے سے احتراز کرتی تھیں فرمایا کرتی تھیں کہ جو خدمت میرے بیٹے ادریس کی بہو کرتی ہے وہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ دو چار دن رہنے کے بعد مجھے بلواتیں اور کہتی تھیں کہ تانگہ لے آنا اور مجھے لے جانا۔ میری والدہ ماجدہ کی عادت تھی جو بھی کام کرنا ہوتا یا کہیں جانا ہوتا تھا تو اس کی باقاعدہ اباجی رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت لیا کرتی تھیں۔ کیونکہ ہمارے اباجان مزیدار کھانوں کو پسند فرماتے تھے اور اس وقت مشینی دور بھی نہیں تھا۔ تمام مصالحہ جات کو سل بٹہ کی مدد سے ہی تیار کرتی تھی، قیمہ پیسنا، ثابت مرچ لہسن وغیرہ بھی خود ہی سل پر پیستی تھیں۔ اباجی کو مونگ کی دال اور لہسن مرچ کی چٹنی بہت پسند تھی جو کہ وہ خود تیار کرتی تھی کپڑے خود سیتی تھیں تمام گھر کے بچوں کے علاوہ دادی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا کے کپڑے بھی خود سلائی کرتی تھیں۔ اور انکی تمام ضروریات کا خیال خود رکھتی تھیں۔ والدہ صاحبہ نے کبھی اباجان سے کسی چیز کی فرمائش نہ کی جیسا کہ دوسری عورتیں کرتی ہیں۔ جب ہم کسی چیز پر اصرار کرتے کہ امی جان فلاں چیز لے کر دیں تو فرمانا کہ تمہارے اباجی سے کہوں گی۔ ایک مرتبہ میں نے امی جان سے عرض کیا کہ کالج والوں نے کہا ہے کہ کوٹ پتلون پہن کر آیا کرو تو فرمانے لگیں کہ ان سے کہہ دینا کہ میرے باپ عالم دین ہیں وہ اس چیز کو پسند نہیں کرتے میں نے اسی طرح یہ بات پرنسپل صاحب سے جا کر کہی تو انہوں نے پھر دوبارہ مجھے کبھی نہ کہا۔ لیکن یہ ضرور کہا کہ کم از کم کوٹ پہن لیا کرو تو میں نے کہا کہ سر اتنے پیسے نہیں ہیں۔ کیونکہ دینی ماحول کی وجہ سے ہمارا گھر قرآن پڑھنے کا مرکز سمجھا جاتا تھا اس لئے میری والدہ ماجدہ کے پاس گردونواح کے بچے اور بچیاں قرآن پڑھنے آتے تھے۔ بہت محبت اور شفقت سے تمام بچوں کی تدریس کا

کام سرانجام دیتی تھیں بچوں کو پہلے نورانی قاعدہ پڑھاتی تھیں اس کے بعد جب ان کو (بچے) آجاتے تھے تو پھران کو پڑھنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی قرآن پاک بہت اچھی طرح اور صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھاتی تھیں آج تک اس محلے میں اس کمی کو کسی نے بھی پورا نہیں کیا یہاں تک کہ ان سے بوڑھی عورتیں بھی قرآن پاک صحیح کرتی تھیں ان میں حاجی منیر کی والدہ مرحومہ، حکیم شیر محمد کی اہلیہ مرحومہ اور ڈاکٹر عبدالقادر کی اہلیہ مرحومہ نے بھی میری والدہ ماجدہ سے ہی قرآن پاک کو صحیح پڑھنے کی سعادت حاصل کی ریل بازار اور محلّہ کوٹھیاں کی تمام بچیاں بھی میری والدہ محترمہ کی ہی شاگردہ ہیں۔ میری والدہ ماجدہ بہت نرم دل تھیں اگر کسی کا دکھ یا بیماری کا سن لیتیں تو فوراً عیادت اوردادرسی کیلئے ان کے ہاں چلی جاتیں ہمارے محلّہ کی بوڑھی اور جوان عورتیں، بچیاں سب کے سب انھیں خالہ جی کہہ کر پکارتیں اور شادی بیاہ میں جاتیں تو عورتیں اُن کا بہت احترام کرتی تھیں کسی کی بیٹی کو جہیز کا سامان اور کسی کو نقد رقم دیا کرتی تھیں۔ جس کی کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی تھی۔

معمولات

جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنی والدہ محترمہ کو تہجد سے لے کر تمام فرض نمازیں اشراق اوابین، صلوٰۃ التسبیح تمام وظائف جن میں شجرہ پڑھنا بھی ہوتا تھا اس کے علاوہ تمام بزرگوں کے ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے مناجات کرنا اور گریہ وزاری کرتے دیکھا۔ جمعہ کے روز صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا معمول تھا جو کہ وفات تک جاری رہا۔

کام سرانجام دیتی تھیں بچوں کو پہلے نورانی قاعدہ پڑھاتی تھیں اس کے بعد جب ان کو (ہجے) آجاتے تھے تو پھران کو پڑھنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی قرآن پاک بہت اچھی طرح اور صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھاتی تھیں آج تک اس محلے میں اس کمی کو کسی نے بھی پورانہیں کیا یہاں تک کہ ان سے بوڑھی عورتیں بھی قرآن پاک صحیح کرتی تھیں ان میں حاجی منیر کی والدہ مرحومہ، حکیم شیر محمد کی اہلیہ مرحومہ اور ڈاکٹر عبدالقادر کی اہلیہ مرحومہ نے بھی میری والدہ ماجدہ سے ہی قرآن پاک کو صحیح پڑھنے کی سعادت حاصل کی ریل بازار اور محلّہ کوٹھیاں کی تمام بچیاں بھی میری والدہ محترمہ کی ہی شاگردہ ہیں۔ میری والدہ ماجدہ بہت نرم دل تھیں اگر کسی کا دکھ یا بیماری کا سن لیتیں تو فوراً عیادت اور دادرسی کیلئے ان کے ہاں چلی جاتیں ہمارے محلّہ کی بوڑھی اور جوان عورتیں، بچیاں سب کے سب انھیں خالہ جی کہہ کر پکارتیں اور شادی بیاہ میں جاتیں تو عورتیں اُن کا بہت احترام کرتی تھیں کسی کی بیٹی کو جہیز کا سامان اور کسی کو نقد رقم دیا کرتی تھیں۔ جس کی کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی تھی۔

معمولات

جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنی والدہ محترمہ کو تہجد سے لے کر تمام فرض نمازیں اشراق اوابین، صلوٰۃ التسبیح تمام وظائف جن میں شجرہ پڑھنا بھی ہوتا تھا اس کے علاوہ تمام بزرگوں کے ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے مناجات کرنا اور گریہ وزاری کرتے دیکھا۔ جمعہ کے روز صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا معمول تھا جو کہ وفات تک جاری رہا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرکزی خانقاہ غفوریہ کا قیام

قطب الاقطاب شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبدالغفور صاحب العباسی المدنی نوراللہ مرقدہ سے خلافت واجازت کے بعد حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج کیلئے صادق آباد سے صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں کا سفر شروع فرمایا اور الحمد للہ سلسلہ میں لوگ جوق در جوق داخل ہوتے رہے ۔ مریدین صادق آباد آنے لگے تو اس وقت آپ مسجد رئیس محمد غازی ہی میں اللہ والوں کی تربیت فرماتے تھے جماعت کے ساتھیوں کا قیام بھی مسجد ہی میں ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ جماعت بڑھتی گئی ساتھیوں نے آپس میں سالانہ اجتماع کروانے کا پروگرام بنایا۔ راقم الحروف اور بھائی رانا محمد ارشد صاحب مرحوم۔ بھائی محمد انور علی صاحب مرحوم نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجتماع کے بارے اپنا مدعا بیان کیا۔ تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس جگہ نہیں ہے مہمانوں کو کہاں ٹھراوٴ گے لیکن ساتھیوں کے اصرار پر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے بخوشی اجازت فرما دی۔ اشتہارات چھپوا کر پورے پاکستان میں بھجوا دیئے گئے۔ غالباً یہ پہلا روحانی تربیتی اجتماع ۱۹۸۳ء بدھ، جمعرات، جمعہ بمقام مسجد رئیس محمد غازی میں منعقد ہوا۔ دور دراز سے اللہ والوں نے شرکت کی یہ روحانی اجتماع اپنی تمام برکات کے ساتھ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اجتماعی دُعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا مختصر سے الفاظ میں اجتماع کے تین دن کا حال بیان کرتا ہوں۔

پہلا اجتماع ۱۹۸۳ء بمقام مسجد رئیس محمد غازی صادق آباد

اجتماع بدھ کے دن صبح کی نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک نعت رسول ﷺ اور حضور والا کے افتتاحی بیان سے شروع ہوا۔ ظہر کی نماز کے بعد مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ خود فارسی میں پڑھتے اور تشریح فرماتے عصر کے بعد چائے وغیرہ اور مغرب سے عشاء کی نماز تک باہر سے آئے ہوئے علماء اور حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات اور ختم خواجگان ہوتا اسی ترتیب سے تین دن گزرے مسجد رئیس محمد غازی کے برآمدہ کی چھت پر جماعت کو کھانا کھلانے کا پروگرام ہوتا۔ اور کھانے میں چھوٹا گوشت، چاول، روٹی، کھیر، حلوہ اور فروٹ، کثرت سے استعمال ہوتا۔

واقعہ

ایک مرتبہ حضرت حاجی حبیب احمد صاحب مرحوم ملتانی جو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم تھے۔ ملتان سے صادق آباد اجتماع میں شرکت کیلئے تقریباً ظہر کی نماز کے بعد اُس وقت تشریف لائے۔ جب اللہ والے دوپہر کا کھانا کھا چکے تھے۔ حاجی حبیب صاحب مرحوم کو راقم الحروف کھانا کھلانے کیلئے مسجد کے برآمدہ کی بالائی منزل پر لے گیا کھانا سامنے رکھا تو کھانے کو دیکھ کر حاجی حبیب مرحوم فرمانے لگے کہ حافظ جی یہ لنگر ہے؟ اتنے پُر تکلف کھانے، راقم الحروف نے عرض کیا کہ حاجی صاحب یہ غفوری لنگر ہے اس پر حاجی صاحب بہت خوش ہوئے۔ فرمانے لگے کہ اس میں کوئی شک نہیں۔



مرکزی خانقاہ نقشبندیہ غفوریہ

ایک عجیب بات

یہ ہے کہ اس وقت کام کرنے والے ساتھیوں میں آپس کے اندر انتہاء سے زیادہ ایک دوسرے سے محبت ایک دوسرے کا احترام ایک دوسرے کی بات برداشت و خدمت کرنے کا جذبہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اجتماع کے تین دن کی برکات سارے سال محسوس ہوتی تھی۔ اور آئندہ سال تک اجتماع کی انتظار رہتی تھی۔ اجتماع کے ایسے اثرات ہوتے تھے کہ اجتماع کے اختتام پر اللہ والے آپس میں گلے مل کر روتے ہوئے رخصت ہوتے۔ تین دن کے اجتماع کے ہر کام کو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ کر کیا جاتا تھا اس وقت مقامی جماعت میں اللہ والوں کی مختصر تعداد تھی لیکن سب میں خلوص کے ساتھ کام کرنے کا جذبہ تھا۔

دوسرا اجتماع:

دوسرا اجتماع ۱۹۸۴ء میں ہوا اور اس کے بعد مجھے یاد نہیں کہ ۸۵ء میں اجتماع ہوا یا نہیں۔ اجتماع میں لوگوں کی شرکت اور آنے والوں کے آرام کا خیال رکھتے ہوئے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب خانقاہ کیلئے جگہ لینی چاہیے ہر کام کے کرنے کیلئے مرکز کا ہونا ضروری ہے چنانچہ جگہ لی گئی۔

سنگ بنیاد خانقاہ غفوریہ نقشبندیہ

۲۷ مارچ ۱۹۸۸ء بروز اتوار کو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ غفوریہ کا سنگ بنیاد رکھا حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ غفوریہ میں مہمانوں اور اللہ والوں

کیلئے بہترین حجرے بنوائے۔ حجروں کے ساتھ بیت الخلاء اور غسل خانے بھی بنوائے جن میں چینی کی بہترین ٹائلیں لگوائیں۔ ہر حجرہ میں خوبصورت کارپٹ بچھوائی۔ سالانہ اجتماع کیلئے علیحدہ بیت الخلا بنوائے جاتے تھے۔

خانقاہ غفوریہ میں آپ نے ایک تسبیح خانہ (دارالذکر) کے نام سے بنوایا۔ جس میں بہترین کارپٹ بچھوائی اور ایک کتب خانہ بنوایا جس کا نام کتاب خانہ خواجہ عبداللہ انصاری رکھا اس کتاب خانہ میں نایاب دینی کتب کا بڑی تعداد میں ذخیرہ موجود ہے۔

خانقاہ شریف میں لنگر خانہ اور سٹور بنوایا۔ اور دینی تعلیم کیلئے (جامعہ اسلامیہ غفوریہ) کے نام سے ایک مدرسہ بنوایا۔ جس میں الحمدللہ قرآن پاک حفظ اور ابتدائی دینی کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ بالائی منزل پر آپ نے (دارالحدیث البشیر ﷺ) کے نام سے ایک بڑا کمرہ اور اللہ والوں کیلئے حجرے بنوائے۔ حجروں کے ساتھ ملحقہ بیت الخلاء اور غسل خانے بنوائے اور ان میں بھی بہترین ٹائیلیں لگوائیں۔

مسجد سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے خانقاہ غفوریہ شریف میں ایک شاندار مسجد سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے نام سے بنوائی یہ مسجد آپ کے تعمیری ذوق کی شاہکار ہے اس کی تعمیر میں سنگ مرمر کی بہترین قسم کی ٹائلیں استعمال کی گئی ہیں اور مسجد میں ساگوان کی لکڑی کا بکثرت استعمال ہوا ہے مسجد میں خوبصورت قالین بچھوائی۔ ائیر کنڈیشن لگوائے یہ مسجد فن تعمیر کا ایک نادر شاہکار ہے۔ اپنے ذوق کے مطابق خانقاہ شریف میں مسجد کے سامنے بہترین گراسی پلاٹ بنوایا۔ گراسی پلاٹ کے اردگرد



جامع مسجد سیدنا ابوایوب انصاریؓ خانقاہ غفوریہ (صادق آباد)

بہترین آم، شہتوت اور قسم قسم کے پھولوں کے پودے لگوائے اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ ان پودوں کی دیکھ بھال بنفس نفیس خود فرماتے۔ خانقاہ غفوریہ میں اپنے حجرہ شریف کے قریب آم، جامن، امرود، کچنار، اور ڈیرہ اسماعیل خان کی بہترین کھجوروں کے پودے لگوائے اور اس باغ کا نام (باغ انصار) رکھا۔ خانقاہ شریف کی مسجد سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی تعمیر کا سنگ بنیاد ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۳ء میں رکھا اور اسی سال سے پھر اجتماع شروع ہوا اور ہر سال آپ رحمتہ اللہ علیہ اکتوبر یا نومبر میں سالانہ اجتماع کروایا کرتے تھے۔ جو آپ کے وصال تک اور وصال کے بعد اب تک مسلسل ہر سال اکتوبر میں منعقد ہو رہا ہے جس کی نگرانی حضرت صاحبزادہ مولانا قاری محمد سعید انصاری مدظلہ فرماتے ہیں۔ خانقاہ شریف کی تعمیری کاموں میں الحمدللہ راقم الحروف، بھائی رانا چوہدری محمد ارشد صاحب مرحوم، بھائی چوہدری محمد سلیم صاحب فیصل آبادی، بھائی محمد فاروق صاحب مردان، مولانا محمد حسین صاحب مری، بھائی عتیق الرحمٰن صاحب، حاجی سعید احمد صاحب صادق آباد والوں نے بڑی ہمت اور ذوق وشوق سے حصہ لیا اور رات دن محنت کرتے رہے،

اللهم لك الحمد و لك الشكر

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب حضرات کے حق میں اسی سعی کو قبول فرما کر آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نگاہ مرشد کامل سے عشق مصطفیٰ حاصل
خدا کا قرب دیتی ہے محبت پیر خانے کی

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اکابر مشائخ سے ملاقاتیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جن دنوں میں مظاہر العلوم (سہارن پور) میں مشکوۃ شریف پڑھ رہا تھا۔ انہیں دنوں میں میرے خالہ زاد بھائی قاری اخلاق احمد کی شادی تھی اور بارات کو تھانہ بھون (جگہ کا نام ہے) جانا تھا۔

شادی میں شرکت کیلئے میں اپنے بھائی مولانا محمد الیاس انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سہارن پور سے بذریعہ ریل گاڑی تھانہ بھون روانہ ہوا۔ بارات کو ہمارے گاؤں انبیٹھہ سے آنا تھا جو کہ تھانہ بھون (جگہ کا نام ہے) سے کافی دور تھا۔ جبکہ ہم ریل گاڑی کے ذریعے بارات سے پہلے تھانہ بھون پہنچ گئے۔ بارات کے وہاں آنے میں ابھی کافی وقت تھا۔ چنانچہ ہم نے وقت سے فائدہ اُٹھایا اور تھانہ بھون میں ہی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارا حال دریافت کیا میں نے عرض کی کہ میں حاجی انیس احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لڑکا ہوں اور مظاہر العلوم سہارن پور میں پڑھتا ہوں۔ اس پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کیا پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کی" مشکوۃ شریف" پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ علم وعمل دونوں عطا فرمائے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضری کے بعد ہم بارات میں شرکت کیلئے روانہ ہوئے۔ شام کو بارات بھی آ گئی تھی بارات میں حافظ محمد یعقوب صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (نواسہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی) بھی تشریف لائے، شادی میں شرکت کے بعد جب ہم دوبارہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حافظ محمد یعقوب گنگوہی

رحمتہ اللہ علیہ ہم سے پہلے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچ چکے تھے۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں مجلس میں دو جگہیں مقرر تھیں ایک عام لوگوں کیلئے اور ایک خاص لوگوں کیلئے خاص مجلس کا الگ دروازہ تھا جس میں سریا لگا ہوا تھا۔ ہم دونوں بھائی اس سریا کو ہٹا کر حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی خاص مجلس میں جا بیٹھے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ نہ فرمایا ورنہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے اصول کے مطابق ہر شخص کو وہاں بیٹھنے کی اجازت نہ تھی۔ ہماری اس بیباکی کو دیکھ کر حافظ محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا حضرت آپ ان بچوں کو جانتے ہیں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "ہاں انیس ابن الانیس ہیں" اس کے بعد حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے بہت سی باتیں مجلس میں سنائیں جن میں سے کچھ مجھے اب تک یاد ہیں۔

فرمایا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ مقام شریف جس کے ساتھ جناب نبی کریم ﷺ کا جسم اطہر لگا ہوا ہے وہ عرش الٰہی سے زیادہ افضل ہے کیونکہ زمین کے اس حصہ کے ساتھ حضور ﷺ کے جسم مبارک کا اتصال حقیقی ہے اور اللہ جل شانہ کا اتصال عرش کے ساتھ مجازی اور غیر حقیقی ہے۔

مجلس میں ایک شخص حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے تعویذ لینے آیا۔ اس نے کہا مولوی جی میرا بھائی اپنی سسرال میں رہنے لگا ہے ہمارے گھر نہیں رہتا اس کیلئے تعویذ دے دو۔ مولانا نے فرمایا پھر اس نے کیا گناہ کیا۔ جاؤ اس کا تعویذ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس نے کہا مولوی جی میں تو بیس میل سے آیا ہوں۔ مجھے لوگوں نے کہا ہے کہ آپ کے پاس اس کا تعویذ ہے۔ اس پر مولانا نے فرمایا اچھا! اب تم یہ بتاؤ میں کہتا ہوں۔ ہمارے پاس نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں ہمارے پاس ہے اب بتاؤ کون

میں جھوٹا ہوں یا لوگ جھوٹے ہیں دیہاتی سادہ تھا کہنے لگا اجی اللہ جانے کون جھوٹا ہے۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ناراض ہوکر فرمایا کہ اچھا ہمیں جھوٹا بھی سمجھتے ہو اور تعویذ بھی لیتے ہو جاؤ ہمارے پاس کوئی تعویذ نہیں پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا دیکھو میری یہ باتیں ہیں جسکی وجہ سے لوگ مجھے بد اخلاق کہتے ہیں۔ جبکہ مجھے تو ان باتوں سے لوگوں کی اصلاح مقصود ہے۔

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رائے پور ضلع سہارن پور حاضر ہوا۔ حضرت رائے پوری کے ہاں بڑا شد و مد کے ساتھ ذکر جہری ہوتا تھا۔ حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ مغرب کے بعد مجلس میں تشریف لاتے اور آنے والوں سے ملاقات فرماتے میں بھی حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ سے ملا۔ حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ مجھ سے واقف تھے یا میں نے اپنا تعارف کرایا مجھے یہ بات یاد نہیں رہی کہ کس بات کے جواب میں حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ فرمایا۔ "آج کل لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بزرگی کی پڑیا بنا کر انہیں دے دیں اور وہ اُسے کھا کر بزرگ ہو جائیں۔

حضرت مولانا صدیق احمد صاحب انبہٹوی رحمتہ اللہ علیہ

(جو حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوھی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے)

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت مولانا صدیق احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بچپن میں زیارت کی۔

مجھے یاد ہے کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ سہارن پور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر گیا تو وہاں سے میں مدرسے چلا گیا۔ حضرت خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرات ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے قاری عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو مدرسہ کے سب سے بڑے قاری تھے جنہوں نے حجاز مقدس سے تجوید سیکھی ہوئی تھی وہ قرآن بہت اچھا پڑھتے تھے۔ میں نے مکہ مکرمہ میں ایک مصری قاری سے ان جیسا قرآن مجید سنا تھا ان حضرات نے قرآن مجید سنانے کا فرمایا تو قاری عبدالعزیز نے قرآن مجید سنایا۔ اُس کے بعد ان حضرات میں سے کسی نے مجھے کہا تو بھی سنائے گا میں نے کہا سناؤں گا۔ مجھے یاد ہے میں نے والسماء والطارق سنائی۔ میری آواز بہت اچھی تھی اور استاد بھی بہت اچھے تھے جنہوں نے میری مشق کرائی تھی جب میں سنا چکا تو خصرت مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یا حضرت مولانا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سے پوچھا تو نے اچھا پڑھا یا قاری عبدالعزیز صاحب نے میں نے کہا میں نے اچھا پڑھا اس پر سب ہنس پڑے اور مولانا صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک روپیہ دیا۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میری والدہ صاحبہ سنایا کرتی تھیں کہ جب میں گود میں تھا تو والدہ صاحبہ مجھے لیکر مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جایا کرتیں وہ فرماتی تھیں کہ حضرت جب باہر سے گھر تشریف لاتے تجھے لیٹا ہوا دیکھتے تو گود میں اُٹھا لیتے اور اپنے سینے کے ساتھ خوب بھینچا کرتے تھے۔ اور بہت مرتبہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ کھانا کھاتے وقت اپنے منہ میں لقمہ خوب چبا کر تیرے منہ میں دیتے تھے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میری والدہ صاحبہ سنایا کرتی تھیں کہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے

مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بچپن میں اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آتے تھے۔ میں بھی ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں موجود تھی۔ تو ایک مرتبہ مجھے اور مولوی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر حضرت مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا کہ انیس کا ادریس، مولوی الیاس کا یوسف اور رحمتی (حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خادمہ کا نام ہے) کا بکرا یہ تینوں نیچے نیچے بڑھتے ہیں یعنی قد نہیں بڑھاتے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میری والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا فرمایا کرتی تھی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے کہا کہ مجھے کوئی وظیفہ پڑھنے کیلئے بتائیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے نماز روزے کی پابندی کرتی رہو اور اپنے بچوں کو پالو انکی تربیت کرو تمہارے لئے یہی وظیفہ ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں بستی نظام الدین اولیاء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں دورہ حدیث کی فراغت کے بعد تین چار سال تک حاضر ہوتا رہا۔ حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسا عبادت گذار میں نے اپنی پوری عمر میں کسی کو نہیں دیکھا۔ حالانکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جسم کے لحاظ سے بہت کمزور تھے مگر ریاضت کو دیکھ کر اُن کی اعلیٰ ہمت کا پتہ چلتا تھا۔ میں نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ مغرب کے بعد اوّابین کی نفلیں شروع کرتے اور عشاء کی اذان تک پڑھتے رہتے اللہ جانے اس وقت میں تین سپارے پڑھتے تھے یا چار سپارے۔ کیونکہ حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں عشاء کی نماز بڑی دیر سے پڑھی جاتی تھی۔

حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صبح کی نماز کے بعد اپنے حجرے میں تشریف لے جاتے اور سورج کے خوب اونچا ہونے تک حجرے میں رہتے تھے اور باہر والوں کو نفی اثبات یعنی (لا الٰہ الّا اللّٰہ) کی آواز لگاتار اور مسلسل آتی رہتی تھی۔

اللہ جانے کتنے ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوں گے جب کہ سورج چڑھ جاتا۔ تو حجرے کا دروازہ کھولتے۔ اگر مہمان ہوتے تو اُن کے ساتھ چائے پیتے ورنہ گھر تشریف لے جاتے تھے۔ تقریباً دو گھنٹے بعد چائے نماز اور گھڑی لے جنگل چلے جاتے کوئی نہ کوئی ساتھ ہوتا تھا۔ عرب سرائے میں چلے جاتے تھے یا سننے میں آیا ہے کہ تقریباً ایک میل کے فاصلے پر حضرت خواجہ نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے جاتے تھے اور وہاں بیٹھ کر ذکر جہری اور مراقبہ کرتے اور نوافل پڑھتے تھے۔

کھانے کے وقت گیارہ بارہ بجے واپس تشریف لاتے اور کھانا تناول فرمانے کے بعد قیلولہ کرتے اور نماز ظہر کے بعد اسباق پڑھانے میں مصروف ہو جاتے عصر کی نماز کے بعد مجلس فرماتے تھے باہر سے آنے والے اور مقامی حضرات حضرت دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھ جاتے تو ان سب کی چائے سے تواضع کی جاتی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے سوز و گداز کے ساتھ لوگوں کو تبلیغ کی اہمیت سمجھاتے تھے اور کئی کئی مرتبہ اپنے مخصوص انداز میں کچھ اشعار بھی پڑھتے تھے فقیر حافظہ میں حضرت دھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنے ہوئے جو اشعار اس وقت محفوظ ہیں وہ یہ ہیں۔

ارے یارو کسی کو دل نہ دیجیو
جو دو امید جینے کی نہ کیجیو

☆☆☆☆☆☆

جی میں آتا ہے کہ میں جوگی بنوں
در بدر مجھ سے پھرا جاتا نہیں

☆☆☆☆☆☆

اُحب الصالحین ولست منہم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

☆☆☆☆☆☆

تکبر عزازیل راخوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

☆☆☆☆☆☆

الٰہی الٰہی اللہ
میں بندہ ہوں تیرا تو میرا خدا

☆☆☆☆☆☆

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کا عجیب سماں ہوتا تھا کبھی بات کرتے اور کبھی بات کرتے کرتے حالت مراقبہ میں چلے جاتے اور تھوڑی دیر کے بعد یہ کہتے ہوئے سر اُوپر کرتے "ہائے میرے اللہ میں کیا کروں" بعض اوقات آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کبھی دائیں

آنکھ کے آنسو پونچھتے اور کبھی بائیں آنکھ کے حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مختلف مجالس میں عموماً قرآن پاک کی جو آیات پڑھتے اور ان کے مطالب بیان کرتے وہ یہ ہیں۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ○ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○۔

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُوْمِنِيْنَ ○

ترجمہ: تم سب پر بھاری رہو گے اور سب سے اونچے رہو گے۔

بشرطیکہ تم میں ایمان ہو۔ اور تم ایمان والوں کی صفتیں اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی سربلندی مشروط کی ہے انکی ایمانی صفات پر اگر اُن میں ایمانی صفات اور مومن والی عادات و کیفیات نہیں ہونگی تو وہ دنیا میں کسی حال میں سربلند نہیں ہوں گے۔

حدیثوں میں عموماً یہ حدیث مبارکہ سنایا کرتے تھے کہ اتھمو انفسکم اپنے نفسوں پر تہمت لگاتے رہو اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو آنکھیں دی ہیں ایک اس لئے کہ دوسروں کے ہنر اور خوبیاں دیکھے اور ایک اس لئے کہ اپنے عیوب دیکھے۔ خبردار دوسروں کے عیوب نہ دیکھنا اور اپنے ہنر اور خوبیاں نہ دیکھنا۔

بلکہ اگر اپنی خوبیاں نظر بھی آویں تو اپنے نفسوں کو متہم کہو کہ تو نے یہ خرابی کی۔

حدیث مبارکہ

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقُ الْاُمَّھَاتِ وَ مَنَعَ وَھَاتِ وَ اْدَالْبَنَاتِ وَکَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَ کَثْرَۃَ السُّئَوالِ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں کی نافرمانی حرام قرار دی ہے (والدین کے حقوق نہ دینا) اورناحق ان سے مطالبات کرنا (بھی حرام قرار دیا ہے) لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا (بھی حرام قرار دیا ہے) اور قیل وقال (فضول باتیں) کثرت سوال اور مال کی اضاعت کو ناپسند کیا ہے۔

حدیث مبارک: جَدِّدُوْ اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا لِلّٰہ۔

اپنی ایمان کی تجدید کرو لا الہ الا اللہ کے ساتھ

غالباً ۱۳۵۶ھ یا ۱۳۵۷ھ میں حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجاز مقدس حرمین شریفین میں تبلیغ کا کام کرنے کا ارادہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر حرمین شریفین میں یہ کام چل گیا تو ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جس میں استاذی مولانا الحاج احتشام الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نو مسلم میواتی، مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا جمیل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا نور محمد میواتی رحمۃ اللہ علیہ، متولی طفیل احمد صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور میں یعنی (محمد ادریس انصاری) بھی شامل تھے۔

حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی امارت میں یہ جماعت لیکر حجاز مقدس روانہ ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ ہم دہلی سے سوار ہو کر رائے ونڈ کے اسٹیشن پر اترے صبح کے وقت یہاں چائے پی اور دن چڑھے تک اسٹیشن پر ہی رہے۔ کچھ ساتھیوں کو اسی گاڑی سے لاہور بھیج دیا تا کہ لاہور سے خیبر میل گاڑی میں ساتھیوں کیلئے جگہ بنا کر لائیں۔ تقریباً نو بجے خیبر میل گاڑی رائے ونڈ پہنچی ہم اس پر سوار ہو کر صبح کراچی پہونچے اللہ رب العزت کی عنایت سے اُس زمانے میں جہاز ران کمپنیوں میں مقابلہ ہو گیا اور ہم لوگ رحمانی جہاز میں ۷۰ روپے فی سواری کرایہ بمعہ خوراک دیکر سوار ہوئے۔ جدہ پہنچے اور وہاں سے اُونٹوں پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ گئے۔ صبح کی نماز مکہ مکرمہ سے باہر پہاڑوں کے دامن میں پڑھی۔ حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ہمارے امام ہوتے تھے انہوں نے ہی نماز پڑھائی۔ نماز میں ایسی کیفیت حاصل ہوئی جو آج تک نہیں بھولی۔ مکہ مکرمہ میں حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے معلم سلیمان ہاشم نے بالکل حرم شریف سے متصل مکان لیکر دیا۔ پانچوں نمازیں حرم میں پڑھتے تھے اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد تبلیغ کا کام شروع کیا۔

جنت المعلیٰ کے گردونواح میں بدؤوں اور حرم شریف میں حجاج سے ملتے تھے مسفلہ کے محلے اور مسجد میں کام کرتے اور لوگوں کو دعوت دیتے کہ اس کام کو سمجھنے کیلئے فلاں جگہ پر آؤ اور ہمارے شیخ سے اس کام کو سمجھو۔

حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بڑی دلسوزی سے دعوت کی اہمیت ان پر واضح فرماتے تھے۔ لوگ سن کر چلے جاتے اس کے بعد حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کے قاضی القضاہ سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے۔ جب واپس ہوئے تو میں نے عرض

کی کہ حضرت بئس الفقیر علیٰ باب الامیر" حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا "اگر دنیا کیلئے ہو" تو بُرا ہے ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو حضور ﷺ بادشاہوں کے پاس نہ بھیجتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کی دعوت اور تبلیغ کیلئے فقیر کا امیر کے در پر جانا بُرا نہیں۔

امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران مولانا عبید اللہ سندھی رحمتہ اللہ علیہ کے مکان پر گئے جو ان دنوں ہندوستان سے جلاوطن ہو کر مکہ مکرمہ سعودی عرب میں قیام پذیر تھے۔ ان کی زیارت کی اور اُن سے میوات کی تبلیغ اور اس کے اثرات بیان کئے اور ہم نے کہا کہ "میو" قوم بڑی دیندار بن گئی ہے۔ تہجد پڑھتے ہیں۔ ذکر کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ حافظ قرآن اور عالم بن گئے ہیں۔ اس پر مولانا سندھی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے شیروں کے ناخن لے لئے۔ مولانا سندھی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر ہم نے اندازہ کیا کہ وہ ہماری اس تبلیغ سے متاثر نہیں ہوئے کیونکہ "میو" قوم بڑی جنگجو تھی۔

حضرت مولانا شفیع الدین رحمتہ اللہ علیہ

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کے بعد ہماری ملاقات مولانا شفیع الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی جو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اور جانشین تھے وہ مکہ مکرمہ میں مستقل قیام فرماتے تھے۔ مولانا محمد شفیع الدین رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کی جماعت

کی دعوت بھی کی تھی مجھے یاد ہے کہ ان کے ہاں دیگر کھانوں کے ساتھ پلاؤ بھی پکایا گیا تھا وہ پلاؤ ایسا لذیز تھا کہ مجھے آج تک یاد ہے۔

تقریباً اڑھائی ماہ مکہ مکرمہ میں گزار کر مدینہ منورہ کی حاضری سے مشرف ہوئے مدینہ منورہ میں حضرت مولانا سید احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ برادر کلاں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ علوم شرعیہ کے ہاں ہمارے قیام وطعام کا بندوبست تھا۔ مولانا رحمتہ اللہ علیہ میں ایک خوبی ایسی دیکھی جو میں نے کسی عالم میں نہیں دیکھی۔ مولانا سید احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ایک زرخرید غلام تھا اسکو ہمیشہ شیخ سعید کہہ کر پکارتے تھے حالانکہ وہ نوعمر تھا اور اپنے ساتھ ہی کھانا کھلاتے تھے اور ہم بھی دسترخوان پر موجود ہوتے۔ دوسری بات میں نے یہ دیکھی کہ ایک روز میں مسجد نبوی ﷺ سے ظہر کی نماز کے بعد آیا تو دیکھا کہ مولانا رحمتہ اللہ علیہ ایک عالی شان مدرسہ کے مہتمم ہونے کے باوجود آٹے کی گٹھڑی غالباً انجن سے پسوا کر سر پر رکھ کر گھر لا رہے ہیں حضرت بہت خوش اخلاق تھے۔ ہر وقت ہنستے مسکراتے رہتے تھے۔ مہمانوں کی خاطر مدارت میں مسرّت محسوس کرتے تھے۔

تقریباً پندرہ بیس روز کے بعد مدینہ منورہ سے واپس ہندوستان روانگی ہوئی۔ مجھے یاد ہے کہ میں ۴۵۰ روپے لے کر گیا تھا اور جب دہلی پہنچا تو میرے پاس پندرہ روپے باقی تھے۔

واقعہ

ایک دفعہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں

کوئی شخص باہر سے تشریف لایا۔ ان کے ساتھ اُن کا لڑکا بھی تھا۔ دریافت کرنے پر انہوں نے کہا کہ راولپنڈی سے آیا ہوں۔ حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔ صاحبزادے کیا پڑھتے ہیں۔ کہا عربی پڑھتا ہے۔ حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کونسی عربی؟ وہ خاموش ہوگیا۔ پھر خود ہی فرمایا۔ میاں! عربی دو قسم کی ہے۔ ایک محمد ﷺ والی اور ایک ابوجہل والی۔ نجات حضرت محمد ﷺ والی عربی سے ہوگی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا۔ لوگوں نے اپنے کمین بنائے ہوئے ہیں اور ان کے ذمے مختلف خدمتیں لگا رکھی ہیں۔ بھنگی کے ذمہ گھر کی صفائی، ماشکی کے ذمہ پانی لانا، نائی کے ذمہ حجامت بنانا، دھوبی کے ذمہ کپڑوں کی دھلائی اور جن لوگوں کو یہ بزرگ اور نیک سمجھتے ہیں۔ اُن کے ذمہ یہ خدمت ہے کہ انکی تکلیفوں اور مصیبتوں کے وقت ان کیلئے دُعا کریں اور انہیں تعویذ دیں۔ اللہ کے بندو! اللہ والوں سے دین لو اور دیندار بنو۔

حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے آداب گفتگو و دعوت

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ بار بار اپنے دوستوں کو یہ فرمایا کرتے تھے۔ جب بات کرو تو جم کے کرو اور خود بھی جم کے بات کرتے تھے۔ زیادہ تر اخلاق کی درستگی اور حسن اخلاق پر زور دیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں ہے۔ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِلَّمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔

ترجمہ: جہنم سے بچو خواہ آدھی کھجور ہی (کسی کو صدقہ کر کے) ہو سکے۔ اور اگر کسی کو یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کے ذریعہ (جہنم سے بچے)۔

رحضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک بھی نقل فرماتے تھے۔

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْراً۔

ترجمہ: جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

اور یہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔

لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاحِشاً وَّلَا مُتَفَحِّشاً وَّ اِنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا۔

ترجمہ: کہ رسول اللہ ﷺ نہ بدگو تھے۔ نہ بدگوئی کو برداشت کرتے تھے بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

ایک واقعہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے ایک مخلص دوست حاجی حنیف الدین مرحوم بندوق والوں کے ساتھ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بستی نظام الدین اولیاء گیا۔ عصر کے بعد حسب معمول حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں بیٹھے۔ اور اپنے خاص انداز میں تبلیغ کی اہمیت پر آیات و احادیث پڑھ پڑھ کر سناتے رہے حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی یہ آیت پڑھتے

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ آلایتہ،

یعنی جو لوگ ہماری خاطر ہمارے کام میں جہد اور محنت کریں گے ہم ان کو ضرور بالضرور اپنی

راہ پر چلائیں گے اور کبھی یہ آیت پڑھتے اِنْ تَنْصُرُ واللّٰہ یَنْصُرْکُمْ
اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا۔
وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْمِنِيْنَ۔
ترجمہ: اور تم ہمت مت ہارو اور رنج نہ کرو اور غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مومن رہے۔

یہ آیات پڑھ کر حاضرین کو تبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت کی طرف متوجہ فرماتے رہے۔ پوری مجلس اسی بیان پر ختم ہوگئی۔ حاجی صاحب نے حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں سے کچھ اچھا اثر نہ لیا۔ جب واپس ہوئے تو مجھے کہنے لگے۔ مولوی صاحب! ہم تو ان کے پاس اس لئے آتے ہیں کہ یہ بزرگ ہیں اور یہ اپنی تبلیغ کی ہی باتیں کرتے رہے گویا کہ حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کا وہ رنگ نہ تھا جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یا دوسرے حضرات کی مجالس کا رنگ تھا کیونکہ ان کی مجالس میں عموماً اولیاء کرام کے تذکرے اور مختلف مسائل پر گفتگو رہتی تھی۔ اس لئے حاجی صاحب مرحوم کو کوئی دلچسپی نہ ہوئی کچھ عرصہ کے بعد میں پھر حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا تو حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا، حاجی حنیف الدین کیا اثر لے کر گئے حاجی حنیف الدین صاحب بڑے دین دار آدمی تھے اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور دہلی کے مخیر حضرات میں سے تھے۔ میں نے حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی وہ ایسا کہتے تھے (یہ بات پہلے گزر چکی ہے) حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا ہمارے پاس آنے والوں کواوّل تو چاہیے کہ ہماری تبلیغ میں حصہ لیں اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو ہماری سنیں تو سہی۔ اور جو ہماری باتیں سننے کیلئے بھی تیار نہ ہو وہ ہمارے پاس نہ آیا کرے۔

واقعہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں اپنے ایک دوست مولوی عبدالستار صاحب لکھیم پوری (جو اخبار کے ایڈیٹر تھے) کو حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گیا حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے بھی تبلیغ کی باتیں کیں اور کہا کہ اللہ کی راہ میں نکل کھڑے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت آخر ہمارے بال بچے ہیں ان کے معاش کا فکر بھی تو ہمیں کرنا ہے حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میاں! بیوی کو سمجھاؤ کہ اللہ کا دین مٹ رہا ہے اور میں اسے زندہ کرنے کیلئے جا رہا ہوں۔ بھوک پیاس برداشت کر اللہ خود دیگا۔ اگر وہ مان جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اُسے دین کی خاطر طلاق دے دو مولوی صاحب یہ بات سن کر حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا منہ تکتے رہ گئے جب واپس آئے تو باہر آکر بہت ہنسے اور کہا کہ حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے کہہ دیا جیسا بیوی کو طلاق دینا کوئی بات ہی نہیں۔

جنید وقت حضرت مولانا عبدالھادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ

(راقم) ایک مرتبہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ جنید وقت حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کیلئے دین پور تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ معمول تھا کہ وہ خود چارپائی پر

ہمیشہ قبلہ رخ ہو کر بیٹھتے تھے جبکہ مریدین نیچے چٹائی پر بیٹھا کرتے تھے۔ تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بھی نیچے تشریف رکھنے لگے تو حضرت دین پوری رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ یہاں چارپائی پر تشریف لے آئیں۔ تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ چارپائی پر بیٹھ گئے اور اُنکی صحت کیلئے دعا کی تو حضرت دین پوری رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ میرے لئے صحت کی دُعا نہ کریں بلکہ رضا کی دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ (خانقاہ سراجیہ) کندیاں شریف

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی سفر کے دوران اکثر ملاقات ہو جایا کرتی تھی حضرت مولانا خان محمد مدظلہ جب بھی صادق آباد کا دورہ فرماتے تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات کیلئے خانقاہ غفوریہ تشریف لاتے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال پر بھی تعزیت کیلئے خانقاہ غفوریہ صادق آباد تشریف لائے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ

(راقم) ایک دفعہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے اُنکی رہائش گاہ (چک نمبر ۱۱ چیچہ وطنی) تشریف لے گئے تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے نذرانے کے طور پر حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ رقم پیش کی تو حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی جیب سے کچھ رقم نکالی اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی دی ہوئی رقم میں ملا کر واپس حضرت پیر جی

رحمتہ اللہ علیہ کو دے دی۔ اس پر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے تو آپ کو نذرانہ پیش کیا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے واپس کر دیا تو حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے قبول کر لیا اب یہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہم عصر علماء کرام

سے

ملاقاتیں

ہم عصر علماء سے ملاقاتیں

حضرت مولانا ابرارالحق صاحب مدظلہ، خلیفہ ارشد حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ

راقم کو تاریخ تو یاد نہیں رہی بہرحال ڈیفنس کراچی میں سالانہ نقشبندی اجتماع ہو رہا تھا کہ ایک دن صبح حضرت مولانا ابرارالحق صاحب مدظلہ، اجتماع گاہ مسجد سیدنا ابوبکر صدیق ؓ ڈیفنس سوسائٹی تشریف لائے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مولانا کو بیان کے لئے ارشاد فرمایا۔ حضرت مولانا کا بیان اشراق تک چلا اور اشراق کی نماز کے بعد لوگوں نے ملنا شروع کیا۔ مصافحے کے وقت لوگوں نے دھکم پیل شروع کر دی تو حضرت مولانا ابرارالحق صاحب مدظلہ نے مصافحہ کرنا بند کر دیا اور فرمایا کہ اللہ کے بندو۔ یہاں ہم کچھ سیکھنے کیلئے آئے ہیں کیوں ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہو۔ اس سے مسجد کی بے ادبی بھی ہے۔ مصافحہ کا طریقہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں فرمایا کہ دونوں طرف لمبی قطاریں بنالو۔ ہم آپ سے مصافحہ کرتے ہوئے گزر جائیں گے نہ ہم کو کوئی تکلیف ہوگی نہ آپ حضرات کو چنانچہ ایسا ہی ہوا بڑے پرسکون طریقہ سے مصافحہ ہو گیا۔ پھر ناشتہ کیلئے مسجد کے تہہ خانہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں بھی ارشاد فرمایا کہ یہ رزق کی بے ادبی ہے کہ کھانا پہلے لگا ہوا ہو اور ہم بعد میں آئیں بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ ہم پہلے بیٹھ جائیں اور کھانا بعد میں لگے۔ تاکہ ہم کھانے کی انتظار کریں۔ کھانا ہمارا انتظار نہ کرے۔

چائے آئی تو لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ فنائیت کیا ہے۔ اس چائے سے سیکھو۔ فرمایا کہ اگر میں آپ سے پوچھوں کہ چائے میں چینی ہے یا نہیں تو آپ کہیں گے چینی تو ہے کیونکہ چائے میٹھی ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ دکھاؤ۔ چینی کہاں ہے تو خود ہی فرمانے لگے کہ نظر تو نہیں آرہی۔ لیکن چائے کا ذائقہ بتارہا ہے کہ چائے میں چینی ہے فرمایا کہ حقیقت میں چینی ہے لیکن دیکھنے میں نہیں ہے فرمایا کہ انسان ایسا مٹ جائے۔ جیسے چینی گھل چکی ہے تو پھر لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ انسان کے اندر سے بشری صفات نکل جائیں۔ اللہ والی صفات آجائیں یہی کامیابی ہے۔

حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

امیر تبلیغی جماعت سے ملاقات

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان سے آئے ہوئے تبلیغی جماعت کے حضرات سے ملاقات کی غرض سے ہر سال رائیونڈ کے سالانہ اجتماع میں تشریف لے جاتے تھے۔ راقم الحروف کو بھی الحمدللہ یہ سعادت نصیب ہوتی رہی۔ ایک مرتبہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے ان کی رہائش گاہ رائیونڈ میں تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کو فرمایا کہ مولوی انعام میں نے آپ کو وہ خط لکھا تھا وہ مل گیا۔ مولانا نے عرض کیا کہ نہیں مولوی ادریس خط نہیں ملا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خط میں آپ کو ایک خواب لکھا تھا۔ وہ میں سنا دیتا ہوں۔

خط یہ ہے۔

میں ۱۲ جنوری ۱۹۸۲ء مطابق ۱۵ ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ کو عزیزی صلاح الدین مرحوم ابن حضرت قبلہ جناب سید محمد علاؤالدین جیلانی نقشبندی، مجددی غفوری رحمۃ اللہ علیہ کے حادثہ جاجعہ کی خبر سن کر صادق آباد سے دارالسلام ضلع شیخوپورہ مرحوم کے جنازہ میں شرکت کیلئے حاضر ہوا اور جمعہ کے دن بتاریخ ۱۵ جنوری ۱۹۸۲ء فیصل آباد سے ہوتا ہوا صادق آباد پہنچا وہاں پہنچ کر چندروز کے بعد حسب معمول ظہر کے بعد گھر پر جب میں سویا تو اپنے مرشد اوّل حضرت اقدس اُستاذی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت دہلوی (دارالسلام شیخوپورہ) کے کسی بڑے کمرے میں دیوار کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے ہیں اور اس سے قبل وہاں پر حضرت قبلہ شاہ علاؤالدین صاحب کے گھر کی مستورات چادریں اوڑھے ہوئے اور حضرت کی طرف سے قدرے منہ موڑے بیٹھی ہوئی ہیں۔ اس حال میں میں نے خیال کیا کہ حضرت مولانا دہلوی (صاحبزادے سید صلاح الدین مرحوم) کی تعزیت کیلئے یہاں تشریف لائے ہیں۔ اور میں نے اس دوران یہ بھی دیکھا کہ حضرت شاہ علاؤالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت دہلوی کے پاس لیٹے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ مجھے بخار ہو رہا ہے اسی دوران حضرت اقدس مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دُعا کرنے کیلئے کھڑے ہو گئے میں بھی کھڑا اتھا۔ تو حضرت نے مجھے فرمایا کہ دُعا کر میں حضرت کی طرف پیٹھ کر کے اور مستورات کی طرف رخ کر کے دعا کرنے لگا۔ اسی دوران کسی شخص نے پیچھے سے میرے رخ کو تبدیل کیا جس سے میری پشت حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی

طرف سے تبدیل ہوگئی اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ میرے بائیں پہلو کی طرف اور مستورات دائیں طرف ہوگئیں خواب میں ایسی ایسی دُعائیں کیں کہ جن کو میں بہت اہم اور عجیب وغریب سمجھ رہا تھا لیکن بیداری کے بعد مجھے یاد نہ تھیں دعا سے فارغ ہو کر حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کمرے سے باہر تشریف لے جانے لگے تو میری پان کی ڈبیاں جو وہاں رکھی ہوئی تھیں وہ میں نے اُٹھالی اور کتھے چونے کی دو ڈبیاں حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اُٹھالیں جب باہر نکل گئے تو حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا گھر تو دور ہے چلو کسی ہوٹل میں ٹھہریں اس کے بعد آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ رسالہ (دعوت وتبلیغ میں ذکر کی اہمیت) تکیہ پر رکھا ہوا تھا اُٹھ کر میں نے دیکھا اور پڑھتا رہا مگر میں حیران تھا کہ یہ کیسے آیا۔ اور کون لایا اس رسالہ کو پڑھ کر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھنے کی وجہ معلوم ہوئی کہ حضرت دہلوی نور اللہ مرقدہ اس وقت بطور خاص ذکر وفکر کی دعوت کی طرف متوجہ ہیں اور اپنے خصوصی تعلق کی بناء پر میری طرف متوجہ ہیں۔

(راقم) حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا انعام الحسن رحمتہ اللہ علیہ کو یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مولانا یہ آپ بیعت کر کے فرما دیتے ہو کہ جاؤ تبلیغ میں یہ دوازدہ تسبیح (یعنی سلسلہ چشتیہ کی بارہ تسبیحات) کون بتلائے گا؟ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے مولوی ادریس نظام الدین آئیو وہاں بیٹھیں گے۔ (یعنی نظام الدین دہلی آنا وہاں بیٹھ کر بات کریں گے) یاد رہے کہ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم سبق تھے۔

مولانا سعید احمد خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ

امیر تبلیغ جماعت سعودی عرب

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا سعید احمد خاں صاحب سے رائیونڈ کے سالانہ اجتماع پر ملاقات فرمائی اور مشورہ دیا کہ مولانا اس تبلیغی جماعت کو کس طرف لے جارہے ہو۔ حالات ٹھیک نظر نہیں آرہے۔ ایسا کرو کہ جب ایک آدمی چالیس دن تبلیغ میں لگائے تو اسے تین دن، چار مہینے والوں کو دس دن، سال لگانے والوں کو ایک چلہ، کسی اللہ والے کی صحبت میں بھیجو تاکہ اصلاح اور تعلق باللہ نصیب ہو جائے کام جیسا ہونا چاہیے تھا۔ نہیں ہو رہا معاملات تو انتہائی درجہ کے خراب ہو رہے ہیں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ نے حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات میں پڑھا ہوگا کہ حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم وذکر کا کام ابھی تک ہمارے مبلغین کے قبضہ میں نہیں آیا اس کی مجھے بڑی فکر ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو اہل علم اور اہل ذکر کے پاس بھیجا جائے اور ان کی سرپرستی میں تبلیغ بھی کریں اور ان کے علم وصحبت سے مستفید بھی ہوں۔ ہماری تبلیغ میں علم وذکر کی بڑی اہمیت ہے۔ بغیر علم کے نہ عمل ہو سکے اور نہ عمل کی معرفت اور بغیر ذکر کے علم ظلمت ہی ظلمت ہے اس میں نور نہیں ہو سکتا مگر ہمارے کام کرنے والوں میں اس کی کمی ہے۔

مولانا سعید خاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت [illegible] اتنا ہو گیا ہے کہ ہم خود پریشان ہیں مرکز میں ہم جماعت کو ایک دن بھی نہیں روک سکتے اسکے علاوہ تبلیغی جماعت کے مبلغ مولانا محمد عمر پالن پوری رحمتہ اللہ علیہ سے بھی ملاقات فرمائی۔

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

احوال سفرِ عمرہ

یہاں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے ان سفر عمرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے
جن میں راقم الحروف نے بھی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ
عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

سفرِ عمرہ ۱۹۸۹ء

حاضری کا واقعہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (امیر تبلیغی جماعت) کی ملاقات کیلئے اکثر رائیونڈ سالانہ اجتماع میں تشریف لے جاتے تھے کیونکہ مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے ساتھی اور ہم سبق بھی تھے ملاقات کے وقت مولانا انعام الحسن صاحب کو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولوی انعام میں نے آپ کو ایک خط لکھا تھا وہ مل گیا مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں مولوی ادریس خط نہیں ملا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا اور وہ خواب میں نے آپکو لکھا تھا چلو خواب میں اب سنا دیتا ہوں۔ (خواب ہمعصر علماء کی ملاقات میں لکھ دیا ہے وہاں پڑھ سکتے ہیں)

حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب سن کر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرمایا کہ مولوی ادریس نظام الدین آئیو وہاں بیٹھیں گے یعنی ہندوستان میں بستی نظام الدین آنا وہاں بیٹھ کر بات کریں گے چنانچہ ہندوستان جانے کیلئے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے راقم الحروف کو ارشاد فرمایا کہ ہندوستان کیلئے بہاول پور سے اینڈ وسمنٹ لگوالاؤ پھر انشاء اللہ ویزہ کی کوشش کرتے ہیں راقم الحروف بہاول پور جا کر اینڈ وسمنٹ لگوالایا صادق آباد پہنچا تو اچانک حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور کیلئے تیاری ہوگئی۔ یہ یاد نہیں کہ کس سلسلہ میں لاہور تشریف لے گئے تھے کچھ دنوں کے بعد اچانک لاہور سے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اہلیہ محترمہ (جنہیں ہم امی جان کہتے تھے) کو فون کیا

کہ حافظ جی کو لاہور بھیج دو امی جان رحمۃ اللہ علیہا نے مجھے (راقم) کو گھر بلوایا راقم الحروف نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے در دولت پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو محترمہ امی جان رحمۃ اللہ علیہا تشریف لائیں پردے میں پوچھا کہ کون ہے؟ راقم الحروف نے سلام کیا اور عرض کی کہ امی جان میں شوکت ہوں۔ اندر سے امی جان رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ حافظ جی مبارک ہو۔ تمہارے حضرت جی کا لاہور سے فون آیا ہے کہ حافظ جی کو لاہور بھیج دو کہ اپنا پاسپورٹ بھی ساتھ لے آئے عمرہ کیلئے ویزے لگوانے ہیں۔ یہ سنتے ہیں راقم الحروف پر جو کیفیت طاری ہوئی وہ لکھنا مشکل ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی قسمت پر حیران ہونے لگا کہ کہاں یہ نالائق و گنہگار اور کہاں مرشد کے ساتھ حرمین شریفین کی حاضری، خیر امی جان رحمۃ اللہ علیہا نے غالباً سات سو روپیہ عنایت فرمائے اور ساتھ ہی فرمایا کہ سفر لمبا ہے۔ اے سی والی گاڑی میں سفر کرنا الحمد للہ یہ حضرت پیر جی محمد ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا اثر تھا کہ دنیا کی محبت بالکل دل سے نکل چکی تھی راقم الحروف نے عرض کیا انشاء اللہ سفر اے سی والی گاڑی سے کروں گا۔ اسی دن شام کو ائیر کنڈیشنڈ کوچ سے لاہور کیلئے روانہ ہوا۔

ویزہ کا حصول

صبح کو لاہور میں شیخ عبدالغفور صاحب کے ہاں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ ناشتہ کے بعد حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حافظ جی اسلام آباد چلو میں بھی آ رہا ہوں۔ میں اسلام آباد پہنچا اور دوسرے دن حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ بھی لاہور سے اسلام آباد تشریف لے آئے۔ بھائی حفیظ الرحمٰن کے ہاں ناشتہ فرما کر حضرت

پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اپنے رفقاء کے ساتھ سعودی سفارت خانے تشریف لے گئے۔ سفارت خانے میں ویزہ لینے والوں کی بڑی لمبی قطار تھی۔ محمد اقبال صاحب ساہیوال والے اور راقم الحروف بھی لائن میں لگ گئے اور الحمد للہ ویزہ فارم بھی مل گئے دفتر سے باہر نکلے تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ حافظ جی فارم مل گیا راقم الحروف نے عرض کی کہ جی حضور مل گیا۔ فرمایا کہ مبارک ہو جسے فارم مل گیا اسے ویزہ بھی مل گیا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارا لائن میں لگنا بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر قربان جائیں کہ اچانک ایک آدمی آیا اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے گلے ملنے لگا اور بڑا خوش تھا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو کون ہے؟ اس نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کا مرید ہوں اس نے غالباً کہا کہ میں مردان میں آپ سے بیعت ہوا تھا وزارت مذہبی امور کے دفتر میں میری ڈیوٹی ہے اس نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عمرے کے ویزے کیلئے آیا ہوں اس نے عرض کی حضرت جی آپ میرے ساتھ تشریف لائیں وہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کو لے کر وزارت مذہبی امور کے دفتر پہنچ گیا اور وفاقی وزیر مذہبی امور کے دفتر میں سب کو بٹھا کر وزیر صاحب سے بات کی کہ یہ میرے مرشد ہیں عمرہ کیلئے ویزہ لینے آئے ہیں وزیر صاحب نے آدمی کو بلوایا اور کہا کہ ان سب حضرات کے پاسپورٹ لے کر سعودی سفارت خانے جاؤ اور ویزہ فارم لے آؤ تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص فارم لے کر آ گیا باہر آ کر فارم پُر کئے اور جمع کروا کر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ صادق آباد تشریف لے آئے راقم الحروف کو اسلام آباد رہنے کا حکم فرمایا کہ آپ کو دو دن کے بعد پاسپورٹ ملیں گے۔ پاسپورٹ لے کر آنا راقم الحروف دو دن بعد پاسپورٹ لے کر خوشی خوشی صادق آباد پہنچا۔

ادائیگی عمرہ کیلئے روانگی

صادق آباد سے راقم الحروف اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ، ساہیوال سے میاں محمد اقبال صاحب اور قاری عبدالغنی صاحب خطیب جامع مسجد غلہ منڈی فیصل آباد سے حاجی محمد صدیق صاحب مرحوم اور ان کے صاحبزادے حافظ محمد عمر اور حاجی محمد صدیق مرحوم کے برادر نسبتی حاجی ہدایت اللہ صاحب اور ان کے برخوردار حافظ محمد عثمان صاحب یہ سب حضرات لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچے اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اور راقم الحروف بذریعہ خیبر میل صادق آباد سے کراچی پہنچے ائیر پورٹ پر سب حضرات سے ملاقات ہوئی احرام باندھنے کی تیاری کی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ احرام اور تازہ وضو فرمانے کیلئے تشریف لے گئے راقم الحروف سامان کے پاس کھڑا ہوا تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا وہ پوچھنے لگا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں میں نے کہا کہ عمرہ کیلئے سفر کا ارادہ ہے اس نے کہا کہ اکیلے ہو (راقم الحروف نے عرض کی کہ نہیں میں اپنے مرشد کے ساتھ ہوں اس شخص نے کہا کہ حضرت کا کیا نام ہے راقم الحروف نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا نام بتایا تو وہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ میرا تعلق حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے بھائی حضرت مولانا سید علاؤالدین جیلانی مرحوم شیخوپورہ والوں سے ہے اور میری ڈیوٹی ائیر ہوسٹس ڈیپارٹمنٹ والوں پر ہے میں نے جدہ کے راستے امریکہ جانا ہے انشاءاللہ جہاز میں ملاقات ہوگی۔ وہ یہ کہہ کر چلا گیا۔ پی آئی اے کا بڑا جہاز تھا جسکی چوڑائی میں تین تین سیٹیں سائیڈ پر تھی اور درمیان میں چار سیٹیں تھیں ایک سائیڈ والی تین سیٹوں پر میاں محمد اقبال صاحب حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اور راقم الحروف بیٹھ گئے اور

درمیان والی سیٹوں پر حاجی محمد صدیق مرحوم صاحب اور دوسرے رفقاء بیٹھ گئے جہاز کراچی ائیر پورٹ سے اُڑا تو عجیب منظر تھا۔

جہاز میں لبیک کی صدائیں

جہاز کے اندر لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبْیکَ کی صدائیں گونج رہی تھیں ہر شخص حرم شریف کی زیارت میں خوشی کے آنسو بہا رہا تھا۔ جہاز اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا کہ اچانک وہی شخص جو ائیر پورٹ پر ملا تھا آ گیا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور اپنا تعارف کروایا حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور اس شخص کو بڑی دعائیں دیں۔ جدہ پہنچنے تک اس شخص نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کی بڑی خدمت کی بار بار حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتا کہ حضرت جی کیا پسند فرمائیں گے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ مسکراتے ہوئے فرماتے کتنا تو کھلایا پلایا ہے اور کتنا کھلاؤ پلاؤ گے؟ اس شخص نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضرت جی جہاز کا کپتان آپ سے ملنا چاہتا ہے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آ جائے میں کونسا جہاز سے باہر ہوں کپتان صاحب تشریف لائے تو راقم الحروف اپنی سیٹ سے کھڑا ہو گیا تا کہ کپتان صاحب سیٹ پر بیٹھ جائیں۔ کپتان صاحب بھی بڑے مؤدب انسان تھے آمدورفت والے راستے میں نیچے ہی بیٹھ گئے راقم الحروف اور حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے کپتان کو فرمایا کہ سیٹ پر بیٹھ جاؤ نیچے اچھا نہیں لگتا لوگ کیا کہیں گے کہ جہاز کا کپتان ہے اور نیچے بیٹھا ہے کپتان نے عرض کی کہ حضرت میں آپ کے قدموں میں ہی ٹھیک ہوں خیر کچھ دیر گفتگو ہوئی جب کپتان صاحب جانے لگے تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ

نے راقم الحروف کو فرمایا کہ حافظ جی کپتان صاحب کو حالات ومقامات صحابہ دے دو راقم الحروف نے کتاب پیش کی کپتان صاحب خوشی سے مسکراتے ہوئے واپس چلے گئے۔

مکہ مکرمہ میں قیام

جدہ پہنچ کرائیر پورٹ پر ضروری (Checking) سے فراغت کے بعد مکۃ المکرّمہ کیلئے روانہ ہوئے یکم رمضان المبارک کی پہلی رات تھی جب مکۃ المکرّمہ پہنچے تو ہم نے اپنا سامان شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا نجیب اللہ مدظلہ کے ہاں رکھا اور عمرہ کی ادائیگی کیلئے حرم شریف چلے گئے مجھے یاد پڑتا ہے کہ مولانا نجیب اللہ صاحب مدظلہ کیونکہ ہندوستان کے رہنے والے تھے اور ہندوستان کے لوگ پان زیادہ استعمال کرتے ہیں جس وقت ہم حضرت مولانا نجیب اللہ مدظلہ کے دولت خانہ پر پہنچے تو وہ سروتا سے چھالیہ کاٹ رہے تھے چھالیہ کاٹ کاٹ کر اپنے سامنے ڈھیر لگا رکھا تھا عمرہ کی ادائیگی کے بعد تہجد سے فارغ ہو کر سحری کھائی اور فجر کی نماز پڑھ کر مکان کی تلاش کیلئے نکلے مسفلہ کی طرف پاکستان کے جید عالم دین ہمارے بزرگ حرم شریف مکۃ المکرّمہ کے مدرس حضرت مولانا محمد مکی حجازی صاحب کا ہوٹل قصر فردوس ہے اس ہوٹل میں دو کمرے لئے۔

مدینہ منورہ روانگی

کچھ دن مکہ مکرمہ میں گزار کر مدینہ منورہ بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے مدینہ منورہ پہنچ کر باب مجیدی کے سامنے قصر الرشاد ہوٹل کی تیسری منزل میں دو کمرے لئے اور تقریباً دس دن مدینہ منورہ میں قیام کیا اسی دوران مدینہ منورہ میں حضرت شیخ مدنی

رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ محلّہ درویشیہ بھی دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی حضرت شیخ مولانا عبدالغفور العباسی المدنی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں تقریباً بیس پچیس سال آپکی قیام گاہ مستقل ایک خانقاہ تھی دوردراز سے اللہ کی مخلوق آپ کے ہاں حاضر ہوکر اپنے دل کی اُجڑی دنیا کو آباد کرتے تھے۔ آپ اپنی قیام گاہ پر مستقل ختم خواجگان خود پڑھاتے تھے آپ کے دردولت پر رات دن اللہ والوں کا رش رہتا۔ آپ بنفس نفیس اپنے مہمانوں کی خدمت کرتے تھے فرمایا کرتے کہ یہ لوگ اللہ کی نسبت سے ہمارے پاس آتے ہیں ان کی خدمت کرنا ہمارے ذمہ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو علیٰ الاعلان بیعت فرماتے۔ راقم الحروف نے اپنے مرشد حضرت مولانا پیر جی محمد ادریس انصاری نوراللہ مرقدہ سے سنا آپ فرمایا کرتے تھے کہ ترکی سے آئے ہوئے ایک بزرگ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضرت آپ یہاں سعودیہ میں کھلم کھلا بیعت کرتے ہیں ہم تو ایسا نہیں کر سکتے حضرت یہ تو آپ کی کرامت ہے حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اس میں کیا شک ہے؟

مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ جانشین حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مدینہ منورہ میں حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دو داماد بھی رہائش پذیر ہیں حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب مدظلہ، حضرت مولانا لطف اللہ صاحب مدظلہ ان حضرات نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کی بڑی پُرتکلف دعوت بھی کی حضرت مولانا لطف اللہ صاحب دامت برکاتہم کے ہاں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت حیات تھے تشریف

...ے۔ آپ کے تشریف لانے پر مجلس کی کیفیت لکھنا تو بہت مشکل ہے۔ ہمارے رفقاء میں سے حاجی محمد صدیق صاحب فیصل آباد والوں نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پانچ صد روپیہ نذرانہ پیش کیا حضرت صاحبزادہ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمالیا۔ ہمارے رفقاء میں سے حضرت قاری عبدالغنی صاحب ساہیوال والوں نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے راقم الحروف کا تعارف کروایا کہ حضرت پیر جی مولانا محمد ادریس صاحب انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ جی کو سلسلہ کی خلافت عطا فرمائی ہے۔ حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور جلدی سے اپنی واسکٹ سے پانچ سو روپے نکالے اور راقم الحروف کو فرمایا کہ لو حافظ جی یہ آپ کا نذرانہ ہے۔ میرے مرشد گرامی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ راقم الحروف نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کیا ارشاد فرماتے ہیں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حافظ جی لے لو راقم الحروف نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضرت آپ کی زیارت ہی اس فقیر کیلئے بہت بڑی سعادت ہے صاحبزادہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے منکسر المزاج اور پرکشش شخصیت کے مالک تھے۔

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

واپسی کے وقت حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی حضرت آپ میرے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں میرے اور میرے رفقاء کیلئے دُعا فرمائیں

ان الفاظ پر حضرت صاحبزادہ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ زار و قطار رونے لگے اور فرمایا کہ مولانا آپ تو میرے والد رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب خلیفہ ہیں۔ میرے والد صاحب اپنی مجلس میں آپ کا اکثر تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان میں میرا ایک محبوب بیٹا ہے جو دنیا سے میرے جانے کے بعد میرے لئے دعا کیا کرے گا۔ میں آپ کیلئے دُعا کروں؟ آپ میرے لئے دُعا کریں پوری جماعت پر گریہ طاری ہوگیا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ حضرت عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر دُعا کروانی شروع کی کافی دیر تک دُعا ہوتی رہی اور ساری جماعت پر عجیب کیفیت طاری رہی کوئی آنکھ ایسی نہیں تھی جو اشکبار نہ ہو۔

مسجد نبوی ﷺ میں حاضری

مسجد نبوی ﷺ کی حاضری کے وقت حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام رفقاء کو مسجد نبوی ﷺ میں ہی نہیں بلکہ پورے مدینہ منورہ میں مؤدب رہنے کی تلقین فرماتے روضہ مبارک پر حاضری کے وقت آپ پہلے غسل فرماتے نئے کپڑے زیب تن فرماتے اور خوشبو لگاتے جب آپ روضہ مبارک پر سلام عرض کرنے کیلئے تشریف لے جاتے تو ریاض الجنۃ سے گزرتے ہی اپنی نظروں کو جھکا دیتے مواجہ شریف میں کھڑے ہو کر آپ سلام عرض کرتے اور حزب الاعظم پڑھتے عموماً آپ عصر کی نماز کے وقت صلوۃ وسلام کیلئے مواجہ شریف میں تشریف لے جاتے اور بقیہ وقت آپ قدمین شریفین میں گزارتے اپنے رفقاء کو روضہ مبارک کی جالیوں کی طرف دیکھنے سے منع فرماتے فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ روضہ مبارک پر سانس کی بھی حفاظت کرو۔

روضہ مبارک پر اس طرح سے حاضری دو جیسے قصوروار آدمی حاضر ہوتا ہے اب ایک واقعہ لکھتا ہوں جو صلاۃ وسلام کے وقت پیش آیا۔

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

ہم ہوٹل میں تھے تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے راقم الحروف کو فرمایا کہ حافظ جی حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے حکم ہے کہ تم میرے مزار شریف پر اکیلے نہ آؤ آپ بھی میرے ساتھ رہنا۔ (حکمت اللہ ہی جانتا ہے) ایک دن اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ تمام رفقاء کے ساتھ عصر کی نماز کے وقت مسجد نبوی ﷺ گئے تو سب حضرات مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہو گئے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے باب المجیدی کے باہر ہی راقم الحروف کو فرمایا کہ حافظ جی مجھے تازہ وضو کی ضرورت پیش آ گئی ہے لہٰذا کمرہ کی چابی مجھے دے دو اور آپ جاؤ نماز پڑھ لو راقم الحروف نے عرض کی کہ حضرت میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہاری مسجد نبوی ﷺ کی نماز رہ جائے گی۔ مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا۔ راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور انشاء اللہ نماز کا ثواب مجھے مل جائے گا۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں فرمایا چلو پھر تازہ وضو کر آتے ہیں مسجد نبوی ﷺ میں نماز ہو چکی تھی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز گھر پر پڑھی اور فرمایا کہ حافظ جی ساتھیوں میں سے آج کوئی نہیں ہے۔ جلدی چلو روضہ مبارک پر صلوٰۃ وسلام عرض کر آئیں جلدی جلدی غسل کیا کپڑے تبدیل فرمائے خوشبو لگائی اور چل دیئے روضہ مبارک ﷺ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے کافی دیر ہو جاتی۔ حالانکہ زیادہ دیر شرطے وہاں کھڑا نہیں

ہونے دیتے۔لیکن حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کوشُر طے (یعنی روضہ مبارک کے پہرہ دار) کندھوں سے پکڑ کر ستون کے ساتھ کھڑا کر دیتے تا کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو اور جتنی دیر چاہیں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھیں راقم الحروف بھی الحمدللہ بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بڑے انہماک سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہے اچانک راقم الحروف نے دیکھا کہ روضہ مبارک سے نور کی لہریں اُٹھتی ہیں اور حضرت پیر جی پر آ رہی ہیں کچھ دیر تو راقم الحروف یہ منظر دیکھتا رہا لیکن اچانک میرے دل پہ درد ہوا اور بے ہوشی سی طاری ہو گئی درد کی کیفیت بڑی شدید تھی میں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور وہیں بیٹھ گیا۔ اچانک تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو دیکھا کہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ وہاں سے جا چکے تھے میں فوراً آپکے پیچھے گیا کہ جوتا میں نے ایک مخصوص جگہ رکھا ہوا تھا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضور میں آپ کا جوتا لے آؤں اسی دوران تکلیف شدت اختیار کر گئی ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی جان گئی اسی پریشانی میں واپس پھر روضہ مبارک ﷺ پر اس نیت سے حاضر ہوا کہ میری موت آئے تو نبی کریم ﷺ کے سامنے آئے حالانکہ پولیس والے وہاں سے واپس اندر نہیں جانے دیتے قبلہ شریف کی دیوار کے ساتھ لگ کر چہرہ روضہ مبارک کی طرف کر کے درود پاک پڑھتا رہا اور انتظار میں رہا کہ ابھی موت واقع ہو جائے گی تھوڑی دیر کے بعد پھر خیال آیا کہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا جوتا میرے پاس ہے حضرت جی پریشان ہوں گے پھر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف گیا تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کافی دور جا چکے تھے درد کافی شدت سے ہو رہا تھا برداشت سے باہر تھا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے قریب گیا اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں جا کر بیٹھ گیا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ حافظ جی کیا بات ہے؟

رقم الحروف نے عرض کی کہ حضور دل میں درد ہو رہا ہے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے میرا بازو پکڑا اور اصحاب صفہ کے چبوترے کے قریب جا کر لٹا دیا اور میرے بائیں ہاتھ کی نبض پکڑی میں نے جب حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک دیکھا تو کافی پریشانی کے آثار تھے۔ میں نے عرض کی کہ حضور میری طبیعت ٹھیک ہے مجھے اٹھنے دیں تا کہ آپ کا جوتا لے آؤں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں آپ اپنے جسم کو حرکت نہ دو مجھے بتاؤ جوتا کہاں رکھا ہے میں خود لے لوں گا میں نے عرض کی کہ حضور میں نے جوتا چھپا رکھا ہے۔ مجھے آپ اُٹھنے دیں میری طبیعت ٹھیک ہے آپ نے فرمایا کہ جاؤ جوتا لے آؤ میں نے جوتا لا کر پیش کیا تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ یہاں لیٹے رہو میں ہوٹل سے کسی آدمی کو بھیجتا ہوں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے قاری عبدالغنی صاحب کو میرے پاس بھیجا تو وہ وقت روزہ افطاری کا تھا روزہ مواجہ شریف میں کھول کر نماز سے فارغ ہو کر ہوٹل چلے گئے کافی دن صحت خراب رہی -

مدینہ پاک سے مکہ مکرمہ واپسی

مدینہ پاک سے واپس مکہ مکرمہ جانا تھا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب کے صاحبزادہ کو فرمایا کہ اپنے والد سے مسئلہ پوچھ کر آؤ کہ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک بیمار ہے طواف اور سعی کرنا اس کیلئے مشکل ہے وہ بغیر احرام کے میقات سے کیسے گزرے مجھے معلوم ہوا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارہ گاہ میں رو رو کر دعائیں کی کہ اللہ تعالیٰ مولانا عاشق الٰہی صاحب نہ ملیں میرا عمرہ رہ جائے گا خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب کا صاحبزادہ واپس آیا تو انہوں نے حضرت پیر

جی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضرت جی ابا جان تو کچھ دنوں کیلئے مکہ مکرمہ گئے ہوئے ہیں۔
تو پھر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی اللہ مالک ہے احرام باندھ لو الحمدللہ
خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے احرام باندھا اور مکہ مکرمہ کی طرف چل دیئے الحمدللہ
مدینہ منورہ سے بذریعہ جہاز جدہ واپسی ہوئی خیریت سے مکہ مکرمہ پہنچے تو طواف کے
دوران حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ بار بار پوچھتے رہے کہ حافظ جی طبیعت ٹھیک ہے۔
ہلکی ہلکی تکلیف ہو رہی تھی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی پریشانی کی وجہ سے عرض کرتا رہا کہ
جی حضور طبیعت ٹھیک ہے۔

پاکستان واپسی

الحمدللہ مکہ مکرمہ میں مزید پانچ دن ٹھہرنا ہوا اور بیس رمضان المبارک
کو پاکستان واپسی ہوئی۔

اللھم لك الحمد و لك الشكر

سفر عمرہ ۱۹۹۵ء

حاضری کا واقعہ

بہ نیت عمرہ حرمین شریفین کی حاضری کا واقعہ ایسے ہوا کہ خانقاہ غفوریہ شریف
کی مسجد سیدنا ابوایوب انصاریؓ کی تعمیر ہو رہی تھی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ مسجد شریف کے اندر
کھڑے کام کو دیکھ رہے تھے۔ راقم الحروف مسجد کے سامنے (Grassy Plot) میں
کام کر رہا تھا کہ اچانک حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دی کہ حافظ جی! جب میں حاضر

ہوا تو فرمایا کہ مبارک ہو میں نے عرض کی کہ خیر مبارک۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ پتہ بھی ہے کہ کس چیز کی مبارک دے رہا ہوں میں خاموش رہا تو حضرت جی
رحمتہ اللہ علیہ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ حافظ جی تمہارا پھر عمرہ کیلئے بلاوا آ گیا ہے تیاری
کرو۔ پس جناب پھر تو خوشی کی انتہا نہ رہی جلدی سے دو رکعت نفل شکرانہ کی نیت سے
پڑھے اور خوشی کی وجہ سے روتا رہا۔ اکثر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے
کہ جی کرتا ہے کہ فقراء کے ساتھ ایک مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری ہو جائے۔
پھر جماعت تشکیل دی حاجی عبدالحئی صاحب، راقم الحروف، میاں عتیق الرحمٰن صاحب
حاجی سعید احمد صاحب، محمد عرفان بٹ صاحب، میجر جاوید مسرت صاحب سب کے
پاسپورٹ جمع کر کے بھائی عبدالحئی صاحب کو ویزہ کیلئے دے دیے۔ حضرت پیر جی
رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اب انشاء اللہ کراچی سے مدینہ شریف چلنا ہے۔ آپ
رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت کی نیت سے جانا ہے۔ کیونکہ
آقا دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو میری زیارت کیلئے آیا۔ قیامت کے دن میں اس کی
شفاعت کروں گا۔ اسی نیت سے یہ قافلہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں
سعودی ائیر لائنز سے بتاریخ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۵ء کو کراچی سے مدینہ منورہ کیلئے روانہ ہوا۔
حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے صاحب زادے
مولانا محمد بنوری رحمتہ اللہ علیہ نے (یہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے بیعت بھی تھے) جہاز کی
فرسٹ کلاس میں سیٹ لیکر دی تا کہ سفر آرام سے گزرے۔ جہاز کا فرسٹ کلاس بڑا ہی
آرام دہ ہے لیٹنے کا انتظام ہوتا ہے فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے درمیان صرف ایک کپڑے کا
پردہ تھا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے رفقا بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آتے رہتے تھے۔

جہاز میں بیعت

جہاز اپنی پوری طاقت کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں تھا کہ حاجی سعید احمد صاحب صادق آبادی جو ہمارے قافلے کے ایک رکن اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے محبوب تھے کیونکہ حضرت شیخ مدنی رحمتہ اللہ علیہ جب صادق آباد تشریف لاتے تو انہیں کی کوٹھی پر قیام فرماتے حاجی سعید احمد صاحب نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضرت مجھے سلسلہ میں داخل فرمالیں۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب تم نے کس وقت کا انتخاب کیا ہے کہ نہ تو ہم زمین پر ہیں اور نہ آسمان پر بلکہ ہم تو خلاء میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین کے کام کیلئے قبول فرمائے اس کے بعد حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے بیعت کے الفاظ کہلوائے۔ راقم الحروف نے بھی موقع کو غنیمت جانتے ہوئے تجدید بیعت کیلئے اپنے ہاتھ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک میں دے دیئے۔

مدینہ منورہ میں قیام

بڑا خوشگوار سفر طے ہوا۔ کیوں نہ ہو کہ آقا دو عالم ﷺ کی زیارت اور وہ بھی مرشد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ اللھم لک الحمد ولک الشکر تقریباً چار گھنٹے مسلسل سفر کے بعد جہاز مدینہ ائیر پورٹ پر اُترا ائیر پورٹ پر ضروری چیکنگ کے بعد میجر جاوید مسرت کے بہنوئی جو عرصہ سے مدینہ منورہ ہی میں مقیم ہیں۔ مدینہ ائیر پورٹ پر ہمارے استقبال کیلئے موجود تھے۔ غالباً عصر کی نماز کے وقت اُنکے دولت خانہ پر پہنچے۔ نماز پڑھ کر کھانا کھایا۔ میجر جاوید مسرت کے بہنوئی اور ہمشیرہ نے پوری جماعت کو بڑے

پر تکلف کھانے کھلائے اور سب گھر والے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی آمد پر بڑے خوش تھے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء سے مشورہ کیا کہ ہمیں زیادہ وقت ان کے ہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے کیونکہ ایک تو گھر کا ماحول ہے دوسرا اہم سات آدمی ہیں گھر والوں کیلئے کھانا پکانا اور اہتمام کرنا مشکل ہوگا۔ گھر والوں نے میجر جاوید صاحب کے ذریعہ کہلوایا کہ ہمیں کوئی مشکل اور پریشانی نہیں ہے بلکہ ہمیں خوشی ہے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے انکی یہ بات سن کر بڑی دُعائیں دیں اور فرمایا کہ آپ سے ایک وقت کا کھانا منگوالیا کریں گے۔

ہوٹل قصر الصافی

مسجد نبوی ﷺ میں اچانک ملاقات پاکستان ستارہ کیمیکل انڈسٹریز فیصل آباد کے مالک محترم میاں محمد ادریس صاحب اور فائیو سٹار ٹیکسٹائل ملز کے مالک محمد عارف صاحب سے ہوئی دونوں حضرات بڑے شریف الطبع، ملنسار اور مخیّر انسان ہیں۔ میاں محمد ادریس صاحب کے والد محترم نے تو غرباء کیلئے فیصل آباد میں ایک ہسپتال بنوایا جو عزیز فاطمہ ہسپتال کے نام سے مشہور ہے۔ میاں محمد ادریس صاحب کا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کا تعلق تھا۔ اس لئے میاں محمد ادریس صاحب حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے ہوٹل قصر الصافی شارع ابی ذر لے گئے۔ اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو عرض کی کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ کافی ساتھی ہیں۔ اور آپکے ساتھ مستورات بھی ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے تو انہوں نے عرض کی کہ حضرت آپ فکر نہ کریں۔ ایک حصہ دو کمروں پر مشتمل ہے ایک

جہاز میں بیعت

جہاز اپنی پوری طاقت کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں تھا کہ حاجی سعید احمد صاحب صادق آبادی جو ہمارے قافلے کے ایک رکن اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے محبوب تھے کیونکہ حضرت شیخ مدنی رحمتہ اللہ علیہ جب صادق آباد تشریف لاتے تو انہیں کی کوٹھی پر قیام فرماتے حاجی سعید احمد صاحب نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضرت مجھے سلسلہ میں داخل فرمالیں۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب تم نے کس وقت کا انتخاب کیا ہے کہ نہ تو ہم زمین پر ہیں ہیں اور نہ آسمان پر بلکہ ہم تو خلاء میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین کے کام کیلئے قبول فرمائے اس کے بعد حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے بیعت کے الفاظ کہلوائے۔ راقم الحروف نے بھی موقع کو غنیمت جانتے ہوئے تجدید بیعت کیلئے اپنے ہاتھ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک میں دے دیئے۔

مدینہ منورہ میں قیام

بڑا خوشگوار سفر طے ہوا۔ کیوں نہ ہو کہ آقا دو عالم ﷺ کی زیارت اور وہ بھی مرشد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ اللھم لک الحمد و لک الشکر تقریباً چار گھنٹے مسلسل سفر کے بعد جہاز مدینہ ائیر پورٹ پر اُترا ائیر پورٹ پر ضروری چیکنگ کے بعد میجر جاوید مسرت کے بہنوئی جو عرصہ سے مدینہ منورہ ہی میں مقیم ہیں۔ مدینہ ائیر پورٹ پر ہمارے استقبال کیلئے موجود تھے۔ غالباً عصر کی نماز کے وقت اُنکے دولت خانہ پر پہنچے۔ نماز پڑھ کر کھانا کھایا۔ میجر جاوید مسرت کے بہنوئی اور ہمشیرہ نے پوری جماعت کو بڑے

پُر تکلف کھانے کھلائے اور سب گھر والے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی آمد پر بڑے خوش تھے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء سے مشورہ کیا کہ ہمیں زیادہ وقت ان کے ہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے کیونکہ ایک تو گھر کا ماحول ہے دوسرا ہم سات آدمی ہیں گھر والوں کیلئے کھانا پکانا اور اہتمام کرنا مشکل ہوگا۔ گھر والوں نے میجر جاوید صاحب کے ذریعہ کہلوایا کہ ہمیں کوئی مشکل اور پریشانی نہیں ہے بلکہ ہمیں خوشی ہے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے انکی یہ بات سن کر بڑی دُعائیں دیں اور فرمایا کہ آپ سے ایک وقت کا کھانا منگوالیا کریں گے۔

ہوٹل قصر الصافی

مسجد نبوی ﷺ میں اچانک ملاقات پاکستان ستارہ کیمیکل انڈسٹریز فیصل آباد کے مالک محترم میاں محمد ادریس صاحب اور فائیوسٹار ٹیکسٹائل ملز کے مالک محمد عارف صاحب سے ہوئی دونوں حضرات بڑے شریف الطبع، ملنسار اور مخیّر انسان ہیں۔ میاں محمد ادریس صاحب کے والد محترم نے تو غرباء کیلئے فیصل آباد میں ایک ہسپتال بنوایا جو عزیز فاطمہ ہسپتال کے نام سے مشہور ہے۔ میاں محمد ادریس صاحب کا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کا تعلق تھا۔ اس لئے میاں محمد ادریس صاحب حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے ہوٹل قصر الصافی شارع ابی ذر لے گئے۔ اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو عرض کی کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ کافی ساتھی ہیں۔ اور آپکے ساتھ مستورات بھی ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے تو انہوں نے عرض کی کہ حضرت آپ فکر نہ کریں۔ ایک حصہ دو کمروں پر مشتمل ہے ایک

میں آپ اور آپکے رفقاء قیام کریں گے جبکہ دوسرے کمرے میں ہم قیام پذیر ہیں۔ خیر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے قبول فرمالیا ہوٹل انتہائی صاف ستھرا تھا کمرے بہت اچھے ہوٹل میں ہر طرح کی ضروری سہولیات میسر تھیں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جتنی دیر ٹھہرے اسی ہوٹل میں قیام کیا۔

خلیفہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ

مدینہ پاک میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا مسعود عثمانی صاحب بھی اپنے گھر سے اچھے اچھے کھانے پکوا کر لے آتے تھے۔ اُونٹ کا گوشت بھنوا کر لاتے جو بڑا لذیذ ہوتا ہے۔

قلعہ کعب بن اشرف

ایک روز میاں ادریس صاحب، میاں محمد عارف صاحب نے مدینہ پاک کی زیارتوں کا پروگرام بنایا۔ ہمارے کچھ ساتھیوں کو ساتھ لے گئے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ راقم الحروف اور حاجی سعید صاحب ہوٹل ہی میں رہے اچانک مولانا مسعود عثمانی صاحب تشریف لے آئے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا چلو سعودی حکومت نے مدینہ شریف کے چاروں طرف جو سڑک بنائی ہے وہ دیکھ کر آتے ہیں، مولانا کی گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے۔ سڑک بڑی خوبصورت بنی ہوئی ہے مولانا نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضرت یہاں قریب ہی کعب بن اشرف یہودی کا قلعہ ہے وہ دیکھ لیں حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں چلو دیکھ لیتے ہیں وہاں پہنچے گاڑی کو دور کھڑا کر دیا کیونکہ زمین کافی پتھریلی تھی گاڑی آگے لے جانے میں

خطرہ تھا وہاں سے کچھ دور چل کر گئے اس وقت بھی وہ قلعہ محفوظ ہے تقریباً قلعہ کی دیواریں اس وقت بھی پانچ یا چھ فٹ تک موجود ہیں کمروں کی چھت وغیرہ نہیں ہے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے قلعہ کے اندر کھڑے ہو کر کعب بن اشرف یہودی کا پورا واقعہ سنایا اور حاجی سعید احمد صاحب کو فرمایا کہ حاجی صاحب قلعہ کی دیواروں کی چوڑائی پیمائش کرو۔ حاجی صاحب نے دیوار کی چوڑائی کی پیمائش بتائی کہ دیوار چار فٹ چوڑی ہے۔ راقم الحروف سے خوش طبعی فرماتے ہوئے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی یہاں سے ایک پتھر اُٹھا لو۔ پاکستان جا کر اپنے ساتھیوں کو دکھانا۔ راقم الحروف نے بتعمیل ارشاد میں وہاں سے ایک پتھر اُٹھا لیا جو آج تک موجود ہے۔

واقعہ جُبّہ شریف

۱۵ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز جمعۃ المبارک حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی نماز کیلئے اپنی قیام گاہ ہوٹل قصر الصافی سے مسجد نبوی ﷺ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں فٹ پاتھ پر ایک عربی چوغے (عباء) فروخت کر رہا تھا اور خمسین خمسین یعنی پچاس ریال کی آوازیں دے رہا تھا حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے راقم کو فرمایا کہ حافظ جی میں نے نیت کی تھی کہ حافظ جی کو مدینہ شریف سے چوغہ لے کر دینا ہے آپ اسکو اربعین (یعنی چالیس ریال) کہو۔ راقم الحروف نے عرض کیا تو وہ عربی کہنے لگا۔ لا۔لا۔ یعنی نہیں نہیں۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی چھوڑو۔ واپسی پر دیکھ لیں گے یہ انشاء اللہ دے گا۔ مسجد نبوی ﷺ سے واپسی پر پھر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی اسے پھر اربعین کہو۔ راقم نے اس عربی کو اربعین کہا تو اس نے واپسی جواب

نعم نعم یعنی جی ہاں جی ہاں کہا۔ پھر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے راقم کو فرمایا کہ حافظ جی کون سا رنگ پسند ہے۔ جو رنگ پسند ہے لے لو۔ راقم نے عرض کیا کہ حضور مجھے کالا رنگ سنہری پٹی والا پسند ہے۔

چوغہ خرید لیا۔ تو بھائی عبدالحی صاحب فیصل آباد والوں نے چالیس ریال دیئے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے حاجی عبدالحی صاحب کو فرمایا کہ آپ نے کیوں دیئے۔ نیت تو میں نے کی ہوئی تھی حاجی صاحب نے عرض کی کہ حضرت یہ بھی آ چکے ہیں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے لیکن حاجی صاحب پیسے مجھ سے لے لینا۔ الحمد للہ اس طرح حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے راقم الحروف کو مدینہ شریف کا چوغہ عنایت فرمایا۔

اللھم لك الحمد و لك الشکر

تکمیل اسباق نقشبندیہ

۱۵ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز سوموار حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ صبح کی نماز کیلئے مسجد نبوی ﷺ تشریف لے گئے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ مسجد نبوی ﷺ کی پہلی صف میں محراب شریف کے ساتھ تشریف فرما تھے راقم نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ غفوریہ کے اسباق کی کتاب دعوات فضلیہ پیش کی۔ تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی کیا ہے راقم نے عرض کی کہ حضور سبق لینا ہے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کونسا سبق ہے راقم نے عرض کیا کہ حضور آخری سبق ہے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ عبارت پڑھو۔ راقم نے کتاب سے عبارت پڑھی اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے پھر اس سبق کے بارے سمجھایا۔ اور بڑی دُعائیں دی ارشاد فرمایا کہ

آپ نے سلوک کے آخری سبق کیلئے بڑی متبرک جگہ تجویز کی اللہ تعالیٰ آپکو مبارک کرے۔(راقم)الحمد اللہ اس طرح سے سلوک نقشبندیہ غفوریہ کے اسباق کی تکمیل ہوئی۔

اللهم لك الحمد و لك الشكر

میاں نواز شریف کو نصیحت

ایک مرتبہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نماز کیلئے مسجد نبوی ﷺ تشریف لے گئے۔ مواجہ شریف میں پاکستان کے سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف سلام عرض کرنے کیلئے آئے ہوئے تھے میاں نواز شریف صاحب حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے سے ہی واقف تھے کیونکہ ان کے تایازاد بھائی میاں محمد اسلم بشیر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں۔

راقم الحروف نے میاں نواز شریف کو کہا کہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے ہیں اور مسجد نبوی ﷺ کے محراب کے قریب تشریف فرما ہیں۔ میاں صاحب نے کہا کہ میں سلام عرض کرکے حاضر ہوتا ہوں۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اشراق کی نفلیں ادا فرما رہے تھے میاں صاحب آکر بیٹھ گئے جب حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نفلوں سے فارغ ہوئے تو میاں نواز شریف صاحب نے آگے بڑھ کر سلام عرض کی اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے پاؤں پکڑ لئے اور عرض کیا کہ حضرت میرے لئے دُعا فرما دیں اور ساتھ عرض کیا کہ حضرت میں اللہ تعالیٰ کا کس طرح شکر ادا کروں کہ اُس نے آپ کی زیارت مسجد نبوی ﷺ میں کروادی۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پاؤں تو چھوڑ اُس نے پاؤں نہ چھوڑے (حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بڑے خوددار اور بڑے بے باک اور بڑی

ہوٹل قصر النسیم

مدینہ منورہ سے مکہ کرمہ پہنچ
کر ہوٹل قصر النسیم پہنچے اور دو کمرے بک کروائے سامان
رکھ کر گئے عمرہ کی ادائیگی کے بعد تقریباً سات دن تک مکہ معظمہ

ایک واقعہ

ایک دن مغرب کی نماز کیلئے حرم مکہ میں باب
ہوئے تو جماعت ہو رہی تھی مطاف میں پہنچنے تک امام صاحب
حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ جلدی سے اپنا رومال ڈال کر جماعت کے
نماز سے فارغ ہو کر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے مطاف ہی میں
شروع کر دیں اچانک سامنے سے ایک بزرگ بڑے خوبصورت
ہوئے سفید داڑھی والے تشریف لائے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا
سے پوچھنے لگے کہ یہ کون بزرگ ہیں قم را الحروف نے عرض کی کہ یہ
مولانا محمد ادریس انصاری صاحب ہیں۔ اس بزرگ نے پھر پوچھا کہ یہ وہ
جنہوں نے حیات صحابہ لکھی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں یہ وہی ہیں پھر یہ بزرگ
کہ رہ گئے اور کہا کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے جاؤں گا۔ حضرت
نور اللہ مرقدہ سے فارغ ہوئے بزرگ نے آگے بڑھ کر حضرت جی رحمۃ
کو سلام کیا حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ کا
ہے میں ہرات (افغانستان)

ہمت وجرات والے تھے۔ فرمانے لگے میاں صاحب دُعا تو ہم کریں گے۔لیکن جب آپ لوگ حکومت میں ہوتے ہوتو فرعون بن جاتے ہو۔دین تو آپ لوگوں نے کیا نافذ کرنا ہے۔ جو اپنے ساڑھے پانچ چھ فٹ کے جسم پر دین نافذ نہیں کرسکتا وہ ملک میں دین کیا نافذ کرے گا۔ بہرحال یہ فقیر تمہیں ایک بات کہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں حکومت دے تو مخلوق کی خیر خواہی کرنا ظلم نہ کرنا۔ نصیحت کے بعد حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے لمبی دُعا فرمائی۔میاں صاحب سلام کرکے واپس جارہے تھے کہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے میجر جاوید مسرت کو ایک عطر کی شیشی دی کہ جاؤ نواز شریف کو دے آؤ۔ وہ کہے گا کہ مولوی لینے والے ہوتے ہیں دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔

ایک دلچسپ واقعہ

مسجد نبوی ﷺ میں مولانا محمد عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ لال مسجد اسلام آباد کے خطیب سے ملاقات ہوئی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گفتگو کرتے رہے اور ساتھ یہ بھی عرض کی کہ حضرت جی یہاں مدینہ پاک میں ہندوستان کے بہت بڑے عالم رہتے ہیں اس وقت وہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف فرما ہیں میں آپ کی ان سے ملاقات کروا دیتا ہوں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چلو مل لیتے ہیں ہم بھی دیکھتے ہیں کہ کتنے بڑے عالم ہیں۔(حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سمجھ چکے تھے کہ وہ مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری ہی ہونگے (راقم) مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں اپنے چند رفقاء کے ساتھ تشریف فرما تھے۔حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ جب پہنچے تو مولانا عاشق الٰہی صاحب اُٹھ کر گلے ملے تو

مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا تعارف مولانا عاشق الٰہی صاحب سے ان الفاظ میں کروایا کہ حضرت یہ ہمارے صادق آباد کے بہت بڑے بزرگ ہیں آگے سے حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مدظلہ نے اپنے مخصوص لہجہ میں فرمایا کہ ہاں بھئی یہ تو ہمارے بھی بزرگ ہیں۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور حیرانگی سے کہنے لگے کہ یہ حضرات تو پہلے سے متعارف ہیں۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مدظلہ نے مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولانا، مولانا محمد ادریس صاحب تو میرے استاد ہیں۔ یہ جو آپ لکھنے لکھانے کا کام دیکھ رہے ہو یہ انہیں مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ کا فیض ہے میں نے یہ لکھنا انہیں سے سیکھا ہے کچھ دیر گفتگو ہوتی رہی۔

مولانا عاشق الٰہی صاحب مہاجر مدنی مدظلہ

مولانا عاشق الٰہی صاحب نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو کچھ پیسے دیئے اور فرمایا کہ آپکی دعوت کے لئے ہیں۔ میری طرف سے آپ بھی اور آپ کے رفقاء بھی دعوت کھالیں مجھ پر حکومت سعودیہ نے پابندی لگا دی ہے کہ آپ کے ہاں زیادہ آدمی نہ آئیں میں مجبور ہوں۔ اس سے پہلے ۱۹۸۹ء میں رمضان المبارک کے مہینہ میں عمرہ کی سعادت کیلئے جانا ہوا تو مولانا عاشق الٰہی صاحب نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کو سحری کے وقت اپنے دولت خانہ پر بلایا تھا اور بڑے پر تکلف کھانوں کے ساتھ سحری کروائی تھی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بھی مولانا عاشق الٰہی صاحب مدظلہ سے بڑی محبت کرتے تھے ان کے اور ان کی اہلیہ کے لئے پاکستان سے کچھ نہ کچھ لیجاتے تھے۔

ہوٹل قصرالنسیم

مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضرت مولانا محمد مکی حجازی صاحب کے ہوٹل قصرالنسیم پہنچے اور دو کمرے بک کروائے سامان رکھا اور عمرہ کی ادائیگی کیلئے حرم مکہ پہنچ گئے عمرہ کی ادائیگی کے بعد تقریباً سات دن تک مکہ مکرمہ میں قیام کیا۔

ایک واقعہ

ایک دن مغرب کی نماز کیلئے حرم مکہ میں باب فہد کی طرف سے داخل ہوئے تو جماعت ہو رہی تھی مطاف میں پہنچنے تک امام صاحب رکوع میں چلے گئے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ جلدی سے اپنا رومال ڈال کر جماعت کے ساتھ رکوع میں مل گئے نماز سے فارغ ہو کر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے مطاف ہی میں نفلیں اوابین پڑھنی شروع کر دیں اچانک سامنے سے ایک بزرگ بڑے خوبصورت وسیع جسم پگڑی باندھے ہوئے سفید ڈاڑھی والے تشریف لائے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا اور راقم الحروف سے پوچھنے لگے کہ یہ کون بزرگ ہیں قم را الحروف نے عرض کی کہ یہ حضرت مولانا محمد ادریس انصاری صاحب ہیں۔ اس بزرگ نے پھر پوچھا کہ یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے حیات صوفیہ لکھی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں یہ وہی ہیں پھر یہ بزرگ وہاں ہی بیٹھ گئے اور کہا کہ حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے جاؤں گا۔ حضرت پیر جی نور اللہ مرقدہ نفلوں سے فارغ ہوئے تو اس بزرگ نے آگے بڑھ کر حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کو سلام کیا۔ خیر خیریت معلوم کی۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ کا تعارف کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرا نام فضل الرحمٰن ہے میں ہرات (افغانستان) کا رہنے

حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ سے ہوں۔ آپ کی لکھی والا ہوں۔ ہوئی حیات صوفیہ میں نے پڑھی۔ بہت دل خوش ہوا اور دُعا کرتا رہا کہ اے اللہ حیات صوفیہ لکھنے والے بزرگ اگر حیات ہیں تو زیارت کروادے لیکن سوچا کہ وہ تو وفات پا گئے ہوں گے آج میں اپنی قسمت پر حیران ہوں کہ آپکی زیارت مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے سامنے ہورہی ہے کچھ دیر گفتگو ہوئی۔ مولانا نے حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت کا بھی تذکرہ کیا۔ اس کے بعد حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا آپ تو ہمارے بزرگوں کی اولاد میں سے ہو۔ بیت اللہ شریف کی طرف چہرہ کرو میرے لئے اور میری جماعت کیلئے دُعا کرو۔ یہ سن کر مولانا زاروقطار رونے لگے کہ حضرت صاحب میں آپ کیلئے دُعا کروں؟ آپ تو ہمارے بزرگ ہیں۔ اور آپ تو ہمارے سر کے تاج ہیں۔ آپ نے حیات صوفیہ لکھ کر تصوف پر احسان عظیم کیا ہے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے بڑی لمبی دُعا فرمائی، دُعا کے دوران سب حضرات زاروقطار روتے رہے دُعا کے بعد وہ بزرگ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے گلے ملے اور فرمانے لگے کہ حضرت صاحب انشاء اللہ میں آپ کو ہرات لے چلوں گا اور اس کے بعد وہ بزرگ رخصت ہوئے۔

وطن واپسی

اس کے بعد ہم نے پاکستان واپسی کیلئے تیاری شروع کردی۔ اور الحمدللہ عمرہ کی سعادت حاصل کرکے ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو بخیریت کراچی پہنچ گئے۔

اللّٰھُمَّ لک الحمد و لک الشکر

☆☆☆☆☆☆

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اشاعت سلسلہ نقشبندیہ کیلئے

اسفار

Scanned with CamScanner

ابتدائیہ

میرے مرشد مولانا محمد ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ صادق آبادی

مرشدی مولائی قطب وقت حضرت شاہ عبدالغفور صاحب العباسی المدنی نوراللہ مرقدہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت واجازت ملنے کے کچھ عرصہ بعد حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج کیلئے رات دن انتھک کوشش فرمائی جہاں سے بھی دعوت آتی آپ فوراً قبول فرماتے مشکل سے مشکل راستوں کی بھی پروانہ فرماتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے جانے سے اگر ایک آدمی کی بھی اصلاح یعنی عقیدہ اور عمل درست ہو گیا تو انشاءاللہ آخرت میں نجات کی امید ہے آپ کے ارادت وبیعت میں کثیر تعداد علماء کی تھی آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ مدنی نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے جس سلسلہ میں علماء ہونگے انشاءاللہ وہ سلسلہ شرک اور بدعات سے محفوظ رہے گا۔ ویسے تو الحمدللہ عوام الناس پر بڑی توجہ فرماتے تھے لیکن علماء کی طرف خصوصی توجہ فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر علما اس کام کو سیکھ لیں تو انشاءاللہ زیادہ فائدہ ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت واجازت کے بعد بقیہ زندگی زیادہ تر اسفار ہی میں گزری پاکستان کا شاید ہی کوئی بڑا شہر ہو جس میں آپ کے مریدین ومتوسلین نہ ہوں اور اپنے نحیف ولاغر جسم، کمزور صحت، طویل علالت کے باوجود اپنے مرشد کے حکم کے تحت پورے پاکستان میں شمال سے جنوب تک اکثر وبیشتر عوام کی اصلاح اور لوگوں کو اللہ اللہ سکھانے کیلئے قریہ قریہ سفر کرتے رہتے تھے۔

اجتماعات کے مقاصد

ان اجتماعات کا مقصد یہی ہوا کرتا ہے کہ عامۃ المسلمین قرون اولیٰ کی طرح اپنی دنیاوی زندگی کے ساتھ دینی زندگی بھی رب کی پسند والی بنالیں۔ اسی اسلام نے اوّلین مسلمانوں کو تہذیب وتمدن کی بلند ترین چوٹی پر پہنچادیا تھا۔ جو مشیت ایزدی کے عین مطابق تھا لیکن اب مسلمانوں کا زوال اسلام میں کسی قسم کی خامی کے باعث نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات پر ان کے عمل پیرانہ ہونے کے باعث ہے اجتماعات میں لوگوں کو دینی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ ان کو راغب کیا جاتا ہے کہ تہجد، اشراق، چاشت، اوابین اور دیگر نوافل کی پابندی کے ذریعہ اللہ سے رابطہ قوی کیا جائے۔ انکی آخرت سنواری جائے اللہ اللہ کرنے کا صحیح طریقہ بتایا جاوے تا کہ ذکر اللہ سے ان کا قلب جاری وساری ہوجائے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گلِ گلزار ہوتا ہے

پس معلوم ہوا کہ ان اجتماعات میں ہمیں یہی سکھایا جاتا ہے کہ خلوت درانجمن کا پورا منظر ہو مومن کا اصلی پیراہن ہو یعنی دل میں رب کی یاد ہو اگر چہ اپنے کاروبار میں منہمک ہو بزرگی کا عمامہ یا لمبا پیراہن پہننے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اگر اس کا حقدار نہیں ہے تو یہ ریاکاری ہے اسے چاہیے کہ یہ صدق دل سے توبہ کرے اور آنکھوں سے جوئے اشک رواں ہوجاوے اور کسی اللہ والے کی توجہ ہوجائے تو کام بن جائے یہ وہ چیز ہے جو بتائی نہیں جاسکتی۔ صرف اور صرف قلب میں محسوس کی جاسکتی ہے۔ گناہوں کی ندامت سے اگر آنسو کے چند قطرے نکل آئیں تو شاید گناہوں کا کفارہ ہوجائے۔ جب آنسوؤں کا مینہ برسے گا تو

رحمت کی ہوا چلے گی اور توبہ کے غسل سے تطہیر ہو جائے گی لیکن شرط یہ ہے کہ مرشد کو محبت کا خراج دیتے رہیں اور عقیدت کا نذرانہ پیش کرتے رہیں۔ اللہ پاک اس پر ہم سب کو دوام نصیب فرمائے۔ (آمین) بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اعتراضات

بعض لوگوں کو دین سے دوری کے باعث چند اعتراضات ہوا کرتے ہیں تو ان کے دفیعہ شبہات کیلئے عرض ہے کہ فی زمانہ دور فتن ہے عوام دین سے دور ہیں صرف نام کے اور گوشت کھانے کے مسلمان رہ گئے ہیں وجہ یہ ہے کہ خانقاہی دور جہاں پہلے لوگوں کی تربیت ہوا کرتی تھی اب تقریباً ناپید ہے جو حال زبوں مسلمان اور خانقاہوں کا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے وقت میں تھا آج اس سے بھی ابتر حالت ہے لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف، راستبازی، پاکبازی اور دینداری کے جذبات ہی ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو نگلنے پر تلی ہوئی ہیں۔ صوبائی تنفر اور لسانی جھگڑے عام ہیں مسلمانوں میں رسوم و بدعات کا زور ہے جھوٹے فقراء اور جاہل مشائخ اپنے بزرگوں کی خانقاہوں میں مسندوں پر بیٹھے ہیں۔ عوام تو عوام خواص تک قرآن پاک کے اصل معانی و مطالب سے بے خبر ہیں اس لئے اب لوگوں میں نہ حصول دین کیلئے طلب باقی رہی اور نہ تڑپ لہٰذا ان حالات میں اللہ کریم اپنے چند خاص ولیوں کے دلوں میں عوام کا درد پیدا کر کے ان کی اصلاح کا کام ان سے لے لیتا ہے بعض لوگوں کا یہ اعتراض لگ ہوتا ہے کہ مولوی حضرات بڑے لوگوں کے ہاں کیوں ٹھہرا کرتے ہیں۔ غربا کے پاس کیوں قیام پذیر نہیں ہوا کرتے تو بھائی اس کا جواب یہ

ہے کہ ان اللہ کے بندوں کا منشور ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اللہ کی طرف راغب کرنا اور احکام دین سکھانا ان کے دلوں میں ایک درد ہوتا ہے ایک سوز ہوتا ہے کہ کسی طرح ہمارا بھائی غیروں سے کٹ کر صرف ایک اللہ کا ہو جائے غیر کو دل سے نکال کر دل میں اللہ کو بسالے۔ امراء و دولتمندوں کے چونکہ مراسم، رسوخ و اثرات بکثرت ہوا کرتے ہیں وہ اپنی وجاہت، دبدبہ اور اثرات کے باعث کافی لوگوں کو جلد جمع کر لیتے ہیں جن کو یہ مرشدین دعوت الی اللہ دیا کرتے ہیں۔ اللہ کو راضی کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں جس سے ان کا مقصد حل ہو جایا کرتا ہے بیچارے غریب یا اوسط طبقہ کے لوگوں کا یہ حال ہوا کرتا ہے کہ (مولی اپنے پتوں پر خود بھاری) دوسروں کو یا پیروں کے اتنے بہت سے مریدوں کے طعام و قیام کا کیونکر انتظام کر سکتا ہے اسکے برعکس دولتمند لوگوں کو نہ تو دو چار وقت کا ایک جماعت کو کھانا کھلا دینا بار گزرتا ہے۔ نہ ٹھہرانا اور یہ ان کے لئے سعادت ہوتی ہے بلکہ بعض حضرات تو اسے اپنی نام آوری کا باعث بھی سمجھتے ہیں۔ تو یہ اللہ کے ولی ان دولتمندوں کے مرغ و ماہی کے بھوکے نہیں ہوا کرتے بلکہ یہ تو اللہ کے احکام کی بجا آوری میں قریہ قریہ شہر شہر اپنے کو تھکائے پھرتے اور آخرت میں حصول بلند مراتب کے حریص ہوا کرتے ہیں یہ حضرات نہ سیر و تفریح کی غرض سے اپنے گھر کے آرام کو چھوڑتے ہیں اور نہ ہی مرغن کھانوں کی طمع میں بلکہ چونکہ اب عوام میں دین کی طلب شاید و باید ہے یہ حضرات عوام کی اصلاح اور حصول درجات کے لئے تکالیف برداشت کرتے ہیں اس لئے یہ کنواں بنکر خود پیاسوں کے پاس پہنچ جایا کرتے ہیں۔

دُعا

اے اللہ ہمارے قلوب سے بغاوت کا مادہ نکال دیجئے اور ہمیں اپنا
بنا لیجئے اور دنیا بقدر ضرورت عطا فرما دیجئے۔ اور آخرت کی نعمتوں کا حریص بنا دیجئے اور
صحیح طور پر اپنے رب کو یاد کرنے کا سلیقہ سکھا دیجئے اس طرح کہ ہمارے ایک ایک رگ و
ریشے میں اور ہر بن مو میں بس اللہ ہی اللہ رچ بس جائے۔ پس اے اللہ آپ ہم سے
راضی اور خوش ہو جائیں (آمین)

بقول سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ

تیرے غم کی مجھ کو جو دولت ملے
غم دوجہاں سے فراغت ملے

بس یہ ہی عرض کرنا تھا (شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات)۔

آزاد کشمیر

۷ اگست ۱۹۹۴ء اتوار کی صبح بعد ناشتہ یہ طے پایا کہ حضرت پیر جی
رحمتہ اللہ علیہ اور قاری عبدالغنی صاحب تو شیخ اقبال صاحب کی کار میں معہ ان کے نوجوان
صاحبزادہ ندیم کے جو گاڑی چلائیں گے اور سردار فیروز خان صاحب کی بڑی وین میں وہ
اور ان کے صاحبزادہ جو گاڑی چلائینگے حافظ شوکت علی صاحب حضرت والا کے خادم خاص
اور یہ عاجز جائینگے اور تیسری وین میں چوہدری میاں فضل کریم صاحب، حاجی قیام الدین
صاحب، ڈاکٹر بشیر صاحب نواب شاہ سندھ، محمد رمضان صاحب مورو سندھ،
حاجی انور ملکہ ہانس والے، راؤ خلیل صاحب اوکاڑہ، حاجی یعقوب صاحب

حکیم نادر خان صاحب صادق آباد، عبداللطیف صاحب، شیر محمد صاحب ساہیوال میں مدینہ آئل ملز کے مالک ہیں اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے بیحد محبت کرتے تھے۔ غرضیکہ ۷ اگست ۱۹۹۴ء بروز اتوار صبح ساڑھے آٹھ بجے جبکہ ہلکا ہلکا ترشح بھی ہو رہا تھا۔ تین گاڑیوں کا یہ مختصر قافلہ مری کی سرسبز وشاداب پہاڑیوں کو رخصت کرتے ہوئے نہایت گھنے کہر سے گزرتا ہوا بلندی سے پہاڑیوں کے دامن میں نشیب کی جانب چلا جا رہا تھا۔ یکا یک پھر بلندی کی طرف گاڑیاں بھاگنے لگیں نشیب وفراز کے کئی کوہستانی سلسلے اسی گہرے میں عبور کر کے اب ہمارے داہنی جانب دریائے جہلم بہہ رہا تھا۔ کبھی ہم کسی پہاڑ کی چوٹی پر ہوتے تو کبھی وادی کے بالکل دامن میں سانپ کی طرح لہراتی ہوئی یہ پتلی سڑکیں، پہاڑوں کی سرسبزی وشادابی، نیچے دریا کی روانی اور بادلوں کی ٹکڑیوں کا اکثر برس جانا ایک عجیب منظر پیش کر رہا تھا۔ اور ہر جانب خدا کی قدرت کا جلوہ نظر آ رہا تھا۔ اب ہم کوہالہ کے قریب تھے کہ سردار صاحب نے بتایا کہ ۱۹۹۴ء میں دو سال قبل اسی دریا میں بہت زبردست سیلاب آیا تھا کہ اُف پناہ بخدا ابھی یہ دریا کے منبع کے بعد کا حصہ اور اسمیں اتنا زور وشور اور روانی کہ اوپر سڑک پر کھڑی کئی گاڑیاں اور کنارے کے سیکڑوں دکان و مکان بہالے گیا اور سینکڑوں مکان تباہ ہو گئے۔ ہزاروں جانور بہہ گئے۔ حتیٰ کہ یہاں کا پل تک بہہ گیا بعد میں فوج نے اب لوہے کا پل بنایا ہے بہرحال خدا کی قدرت کے مناظر دیکھتے اور سرسبزی سے اپنی آنکھوں کو سینکتے ہوئے اسی پل سے دریا کو عبور کر کے دوسری جانب ہم کوہالہ پہنچے جہاں سردار فیروز خان صاحب کے دوست حاجی بشیر صاحب نے جن کا وہیں ایک پیٹرول پمپ بھی ہے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کیساتھ ہی ہم لوگوں کا نہایت پرتپاک استقبال کیا اور چائے بسکٹ اور نہایت لذیز مٹھائیوں

ے تو صبح کی بعدہ حضرت نے خیر و برکت کی دعا فرمائی اور ہم سب پھر اپنی اپنی گاڑیوں میں دریا کے کنارے کنارے رواں دواں ہو گئے ہم تھوڑی دور ہی گئے ہونگے کہ باب عباس شہید پر جو ایک زبردست موڑ والے سہ راہے پر ہے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی گاڑی غلطی سے دوسری سڑک پر چلی گئی ہم لوگ ایک کلومیٹر جا کر واپس آئے اور باب عباس شہید سے گزر کر حضرت کی کار کے تعاقب میں سردار صاحب نے اپنی وین چلوائی راستہ پرخطر تھا۔ سڑک تنگ اور بعض جگہ خاصی خراب تھی دو جگہ تو دے گرے ہوئے تھے بارش بھی ہو رہی تھی دشوار گزار گھاٹیوں اور پر پیچ راستوں میں گاڑی تیز بھگانا بہت خطرناک تھا کیونکہ داہنی طرف عمیق کھائیں تھیں اللہ کو کچھ اچھا ہی منظور تھا ساڑھے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر حضرت کی کار ایک جگہ پھسل رہی تھی اور آگے نہیں چڑھ رہی تھی اس طرح ہم نے ان کو پایا اور بعد مشکل دونوں گاڑیاں موڑ کر واپس لائی گئیں بارش اب بھی ہو رہی تھی حتی کہ ایک گھنٹہ بعد ایک چشمہ سے پانی پیا تازہ دم ہوے اور پھر آگے بڑھ گئے بعض جگہوں پر راستہ کی تنگی کے باعث سامنے سے آتے ہوئے ٹرک یا گاڑی کے باعث وین کو واپس بیک کیا جاتا اور اس گاڑی کے گزارنے کے بعد پھر ہماری گاڑی گزرتی یہ پورا سفر خاصا طویل اور تھکا دینے والا تھا۔ تاہم تمام راستہ قدرتی مناظر اور سرسبزی و شادابی سے بھرپور ہے کہ قطعاً ناگواری بوریت یا تھکن کا احساس نہ ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ کشمیر کا پورا علاقہ ہی ایسی حسین وادیوں اور چوٹیوں سے پُر ہے ایک زبردست چڑھائی سے ہم لوگوں کی گاڑیاں نشیب میں آئی تھیں کہ دیکھا بہت سے گاڑیاں رکی ہوئی ہیں۔ معلوم ہوا کہ آگے گھنٹہ بھر پہلے ایک بڑا تودہ گر پڑا تھا اس پتھر کو ہٹانے کیلئے گاڑی آ چکی تھی رسے باندھ کر تودے کو نیچے دریا کی جانب کھسکایا جا رہا تھا۔ الحمدللہ دس منٹ

بعد ایک ایک کر کے پہلے اُدھر والی گاڑیاں آگے بڑھیں پھر اس طرف کی گاڑیاں کھسکیں اور تقریباً ساڑے تین بجے اللہ نے ہم کو نعمان پورہ پہنچا دیا یہاں بھی کافی گاڑیاں ایک طرف کھڑی تھیں گاڑی سے اتر کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک دریا جس کو ان کی زبان میں نالہ کہا جاتا ہے اس کے پل سے ڈھائی فٹ اوپر پانی بہہ رہا تھا اور دو گھنٹہ سے آمد و رفت معطل ہے اور اب پانی کم ہو رہا تھا خیر ہم لوگوں نے وہاں نماز ظہر ادا کی اتفاقاً نعمان پورہ دارالعلوم کے مہتمم صاحب کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کا پتہ چلا وہ نالہ تک آئے اور حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہم لوگوں کو بھی اپنے دارالعلوم کی لائبریری میں لیجا کر بٹھایا اور حضرت کے طفیل ہم سب کی گرما گرم چائے اور بسکٹ سے تواضع کی مہتمم صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہاں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب اور مفتی اعظم پاکستان مولانا رفیع عثمانی صاحب وغیرہ بھی آچکے ہیں اور حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی وہاں مدرسہ کا مشاہدہ کرا کے Visitors book میں اندراج کرایا۔ ایک گھنٹہ دارالعلوم میں قیام کے بعد یہ طے پایا کہ شیخ اقبال صاحب کی کار تو وہیں دارالعلوم میں تین یوم کیلئے چھوڑ دیجائے اور یہ لوگ بھی بڑی وین سے نالہ عبور کر کے منزل کی جانب آگے بڑھیں۔ دوسرے ساتھیوں نے بھی فوجی ٹرک سے نالہ عبور کیا راستہ میں تین ایسے ہی اور نالے آتے ہیں لیکن پانی اونچا ہونے کے باوجود بحمد للہ وین نالہ کو عبور کر گئی۔

باغ (آزاد کشمیر)

اللہ نے ہمیں باغ تک پہنچا دیا اس طرف کی یہ بڑی بستی ہے یہاں ایک خاصا بازار ہے یہیں سے راولاکوٹ کو جو بہت سرد مقام ہے وہاں بھی بسیں اور وین

جایا کرتی ہیں درمیان میں کئی فوجی ڈپو بھی ملتے ہیں راستہ میں ہمیں سردار صاحب نے پانی سے چلنے والی چکی بھی دکھلائی باغ بالکل بلند سطح پر واقع ہے اور گرم و معتدل ہے یہاں سے ۸ کلومیٹر کے فاصلے پر لب سڑک دریا کے کنارے ریڑہ نامی ایک بہت ہی مختصر سی بستی ہے اور یہاں سے 1½ کلومیٹر کے فاصلہ پر لب دریا ایک عمدہ جائے وقوع پر سردار فیروز خان صاحب کا سہ منزلہ بنگلہ ہے جس کی ٹین کی چھتیں دور سے چمکتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ پورے آزاد کشمیر میں تعلیم کا رواج زیادہ ہے اور نسبتاً بہتر ہے دینی تعلیم کے مدارس و اسکول ومکاتب بھی نسبتاً زیادہ ہیں تمام آزاد کشمیر کے علاقہ میں جا بجا دیواروں پر لکھا ہوا تھا۔ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے غرضیکہ سردار صاحب کے بنگلہ پر پہنچ کر ہم لوگوں نے باجماعت نماز عصر تنگ وقت میں ادا کی اور تھوڑی دیر بعد مغرب ہوگئی انہوں نے بڑے بڑے دو تین کمرے اہل جماعت کیلئے اور ایک بڑا کمرہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے مختص کر دیا تھا۔ ہر کمرہ میں غسل خانہ منسلک تھا۔ شام کا سہانا وقت تھا۔ ہم لوگوں نے چاروں طرف نظر دوڑائی کتنا حسین منظر تھا فضا دلکش اور ہوا میں خنکی تھی بنگلہ کے جنوبی جانب دریا دو تین حصوں میں منقسم ہو کر شرقاً غرباً بہہ رہا تھا یہاں دریا کا پاٹ کافی چوڑا اور بلند حصوں میں خشک تھا بنگلہ کے شمالی جانب کے ایک سرسبز پہاڑ سے شفاف میٹھے وٹھنڈے پانی کے چشمہ سے سردار صاحب نے بھی اپنے بنگلہ کیلئے پانی حاصل کیا ہوا ہے بنگلہ کے مشرقی حصہ میں اسی پہاڑ سے آیا ہوا ایک چشمہ ایک چھوٹی آبشار بنا رہا ہے اس کا پانی بھی دریا میں گرتا ہے اور اپنی آواز میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہے ساتھ ہی دریا کے پار نہایت بلند و بالا سرسبز و شاداب پہاڑوں کا سلسلہ حد نظر تک چلا گیا ہے یہ پہاڑ کافی آباد بتلائے گئے کہ ان میں پورے پورے گاؤں آباد ہیں ان میں بجلی کے بلب روشن تھے اور بلند حصوں میں

یہ قمقمے مانند روشن ستاروں کے شب کی تاریکی میں جھلملا رہے تھے۔ اکثر و بیشتر ان کوہستانی سلسلوں میں دامن سے لیکر چوٹی تک بکھرے ہوئے گاؤں آباد ہیں خدا کی شان دیکھئے کہ ان پہاڑوں کی چوٹیوں تک جا بجا پانی کے چشمے ابلتے ہیں اور لوگ ان کو موڑ کر اپنے مکانوں سے گزار کر پانی کی ضرورت پوری کر لیتے ہیں۔ ہلکی ہلکی بارش کا سلسلہ تقریباً ساری رات وقفہ وقفہ سے جاری رہا۔ دریا کی روانی کا نغمہ آبشار کا سریلی آوازیں نکالنا اور بعض وقت پرندوں کا چہچہانا یہ سب اپنی اپنی زبان میں حمد خدائے لم یزل میں مصروف تھے بجلی آنکھ مچولی کھیلنے لگی تو سردار صاحب نے گیس لائٹ کے بڑے بڑے سیلنڈر منگوا کر تاریکی کا مقابلہ کیا عشاء پڑھ کر اور کھانا کھا کر ہم سب سو گئے کیونکہ طویل سفر نے سب کو ہی تھکا دیا تھا۔ دوسرے دن فجر کی اذان نے سب سوتے ہوؤں کو غفلت سے بیدار کر دیا بعد نماز فجر ختمات پڑھکر پھر اللہ کی قدرت کے مناظر مشاہدہ کرنے لگے ایسے میں قاری عبدالغنی صاحب نے کچھ اس طرح خوش الحانی سے اپنی حمد (ارض و سما اور چاند ستارے اللہ اللہ کرتے ہیں) سنائی کہ ہم سب وجد میں آ کر محو ہو گئے اور اللہ رب العزت کی صناعیوں اور عجائب پر سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے یہ پہاڑ ہلکے ڈھلوانی تھے اگرچہ راستہ میں بعض پہاڑ بالکل سیدھے کھڑے تھے بعض بھیانک بھی تھے چونکہ رات بھر باران رحمت ہوتی رہی اس لئے بعض جگہوں پر **Landslide** بھی ملی مٹی اور پتھر پہاڑوں سے پھسلتے ہوئے نظر آئے بعض پہاڑیاں اب بیٹھنے لگی ہیں اور مٹی باریک اور پھسلواں ہوگئی ہے غرضیکہ اس دن صبح حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ ٹہلنے کیلئے دور نہ جا سکے ۸۔۹ اگست پیر و منگل کو سردار صاحب اپنے خاص احباب کو اور دینی مدارس کے اساتذہ کو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی آمد کے متعلق فون پر اور زبانی آدمی بھجوا کر اطلاع دیتے رہے اور اکثر کو

دعوت مجلس اور طعام بھی دی گئی علماء کرام اور سر برآوردہ حضرات ان دودنوں میں مختلف اوقات میں حضرت پیر جی مولانا محمد ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آتے رہے وہاں کے چند خواص میں محمد الطاف خان آزاد ڈپٹی سیکرٹری جنرل آل جموں وکشمیر جمیعت علماء اسلام و چیئر مین جناب محمد الیاس صاحب وقاری اشرف علی صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن ریڑہ باغ آزاد کشمیر ودیگر نامور حضرات بھی آکر حضرت سے ملاقاتیں کرتے رہے اور فیضیاب ہوتے رہے۔کئی علماء نے اپنے مدارس میں جانیکی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی چنانچہ منگل کے روز ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر ریڑہ نامی گاؤں میں واقع دارالعلوم میں وہاں کے صدر مدرس وامام صاحب نے مسجد میں بعد ظہر حضرت کے بیان و بعدہ طعام کا شدید اصرار کیا کھانے کیلئے تو منع فرمادیا اور دوسرے دن باوجود بسیار ناسازی طبیعت کے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو سردار صاحب کے اصرار پر دارالعلوم جانا پڑا اگرچہ حضرت قاری عبدالغنی صاحب کو اپنا نائب بنا کر تقریر کیلئے بھیج چکے تھے تاہم حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر بیان فرمایا اور واپس قیام گاہ پہنچے اگلے روز صبح ہی بعد ناشتہ مردان کے اجتماع کیلئے روانگی تھی سردار صاحب نے تینوں دن صبح وشام کی چائے کے علاوہ ناشتہ و کھانا اپنی شایان شان تمام جماعت کو کھلایا اللہ ان کو جزائے خیر دے اور برکتوں سے نوازے سردار صاحب بہت ہی مرنجامرنج طبیعت کے انسان ہیں اگرچہ میری ان سے پہلی ملاقات تھی لیکن میں نے محسوس کرلیا کہ حضرت کی صحبت ان پر ضرور اپنا رنگ دکھائے گی بقول کسی کہ

عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے دلوں پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

10 اگست بروز بدھ صبح سوا آٹھ بجے ناشتہ سے فارغ ہوکر سردار صاحب کی ایک اور پہلی ویگن سے ہم لوگ براستہ ریڑہ 9 میل کے فاصلے پر باغ میں واقع مدرسہ دارالعلوم تعلیم القرآن دیکھنے پہنچے حضرت کا نہایت پُر تپاک خیر مقدم کیا گیا وہاں پہنچ کر طبیعت خوش ہو گئی کہ اتنی چھوٹی سی جگہ میں دینی تعلیم کی ایک معقول درسگاہ موجود ہے وہاں کی صفائی ستھرائی اور نظام امور سے طبیعت میں بشاشت ہوئی حضرت نے وہاں کے اساتذہ سے نہایت مختصر و جامع باتیں فرمائیں اور پھر وہاں مکتب یعنی لائبریری میں چائے بسکٹ سے ضیافت ہوئی وہاں تقریباً ایک گھنٹہ قیام رہا۔ لائبریری خاصی بڑی ہے سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اسی درسگاہ میں ایک بالکل علیحدہ عمارت تعلیم نسواں کیلئے حال ہی میں بنی ہے۔ اس مدرستہ البنات کا نام مدرسہ عائشہ صدیقہ البنات رکھا ہے یہاں ایک ڈسپنسری بھی ہے۔ یہ معلوم کرکے از حد خوشی ہوئی جب وہاں کے مہتمم صاحب نے قاضی اسحاق صاحب کو جو فارغ التحصیل ہیں حضرت سے ان کو یہ کہہ کر ملوایا کہ یہ یہاں کے جج کے ساتھ بیٹھا کرتے ہیں اور فیصلوں میں برابر کی رائے کا حق رکھتے ہیں دراصل وہاں کی ہر عدالت کے ساتھ ایک قاضی ہوا کرتا ہے جو فیصلہ کے وقت اسلامی نقطہ نظر سے غور کرتا اور شریک فیصلہ ہوا کرتا ہے اور اس طرح عدالت ہوا کرتی ہے۔ اے کاش کہ پورے پاکستان میں اسلامی نظریہ انصاف عمل پیرا ہوجائے۔ الغرض ساڑھے دس بجے ہم لوگ اس درسگاہ سے روانہ ہوئے اور باغ کی آبادی کو الوداع کہتے اونچی پتلی سڑکوں سے گزرتے کوہستانی سرسبز مناظر دیکھتے تینوں نالے عبور کرتے ہوئے نعمان پورہ پہنچے وہاں سے حضرت صاحب قاری صاحب اور اقبال صاحب معہ صاحبزادہ اپنی کار میں جس کو تین یوم قبل یہاں کے مدرسہ میں چھوڑا تھا منتقل ہوگئے اور اب یہ قافلہ تین گاڑیوں پر

ہوگیا۔ جوار جلہ ہوتے ہوئے پونچھ کے بلند و بالا
کی جانب رواں دواں
پہاڑوں جوکہ مانند مالاکنڈ پہاڑوں کے ہیں چوٹی سے گزرے اور پھر دوسرے پہاڑ میں داخل
ہوگئے نشیب وفراز کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ الغرض کئی پہاڑی سلسلے عبور کئے اور راستہ بدل
گرکیاری میں رکتے ہوئے دو رویہ گھنے پیڑوں کے سایہ میں چلتے رہے پھر وہاں ایک
گاڑی کے پہیے میں کچھ خرابی کے باعث ہم لوگ مسافت میں ایک گھنٹہ بچھڑ گئے۔ آگے
بڑھکر اب راستہ اکثر خراب تھا۔ کچھ حصہ کچا بھی تھا۔ جہاں وین نے ہمیں پھلیندہ کے
طرح بگھار دیا تھا اس لئے مسافت بھی طویل معلوم ہو رہی تھی لیکن مناظر کی سرسبزی نے
باہم زیادہ دلبرداشتہ نہ ہونے دیا۔ پہاڑی سلسلہ اکثر دریا کے سیدھے اور اونچے پیڑوں
سے پٹا ہوا تھا۔ کہیں کہیں پہاڑوں پر کچھ کاشت بھی کی گئی تھی ہم سب تھکے ہارے کھوٹہ،
نیلور اور پھر اسلام آباد کو چھوتے ہوئے ساڑھے پانچ بجے شام پیرودھائی کے اڈہ پر
راولپنڈی پہنچ گئے۔ سب نے نماز عصر ادا کی چار ساتھی یہیں سے رخصت ہوئے اور ہم
لوگوں نے دوسری ویگن سے مردان کا سفر شروع کر دیا۔

(ماخوذ از رو داد سفر مرتبہ ڈاکٹر سعید الدین فاروقی صاحب کراچی)

کوہ مری

کوہ مری میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اکثر جون جولائی گرمیوں کے مہینے گزارا کرتے تھے حاجی محمد صدیق صاحب مرحوم فیصل آبادی نے اپنی کوٹھی مری میں بنوانی شروع کی تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو مری کی دعوت دی۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ راقم الحروف بھی تھا اس وقت رحیم یار خان ائیر پورٹ نہیں بنا تھا صادق آباد

سے بذریعہ کوئٹہ ایکسپریس ملتان کیلئے روانہ ہوئے ملتان سے تقریباً تین بجے شام کی فلائٹ سے اسلام آباد کیلئے روانہ ہوئے۔ حاجی محمد صدیق صاحب اسلام آباد ائیرپورٹ پر لینے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ ائیرپورٹ سے مری کیلئے روانہ ہوگئے۔ حاجی محمد صدیق کی کوٹھی غفوریہ ہاؤس کی ابھی دیواریں کھڑی کی تھیں چھت ابھی ڈالنی تھی گاڑی کو کھڑا کرنے کیلئے انہوں نے گیراج بنایا ہوا تھا۔ گیراج کی صفائی وغیرہ کر کے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت جی کے رفقاء اس گیراج میں ٹھہرے تقریباً دو ماہ وہاں ٹھہرنا ہوا کیونکہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بیمار تھے۔ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا تھا کہ آپ مری چلے جائیں ایک دن بارش کے دوران حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے کوٹھی غفوریہ ہاؤس کی چھتوں پر کنکریٹ ڈالنے کا افتتاح کیا۔ سب سے پہلے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے چھت پر کنکریٹ ڈالی اور بعد میں سب رفقاء نے ڈالنی شروع کی۔ جہاں آجکل مسجد الصدیق بنی ہوئی ہے۔ یہاں بڑے بڑے چیڑ کے درخت کھڑے ہوئے تھے اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ یہاں پر وضو فرمایا کرتے تھے یہاں کوئی مسجد نہیں تھی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے حاجی محمد صدیق صاحب مرحوم کو فرمایا کہ حاجی صاحب یہاں کوئی مسجد نہیں ہے آپ یہ پلاٹ خرید کر یہاں مسجد بنوا دیں حضرت حاجی محمد صدیق صاحب بھی مخلص آدمی تھے فوراً تعمیل حکم میں عرض کی کہ حضرت جی آپ دعا فرمائیں انشاءاللہ ارادہ کرلیا ہے۔ معلوم کیا کہ اس کا مالک کون ہے لوگوں نے بتایا کہ مالک کراچی رہتا ہے اور ابھی کچھ دنوں تک آنے والا ہے خیر زمین کا مالک بھی آگیا اور وہ سامنے مغل ہاؤس میں ٹھہرا ہوا تھا۔ حاجی محمد صدیق صاحب مرحوم اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور ان سے بات کی تو وہ فروخت کرنے پر رضامند ہوگیا۔ قیمت تو مجھے معلوم نہیں البتہ اتنا یاد ہے کہ


مسجد الصدیق وخانقاہ نقشبندیہ مجددیہ غفوریہ
جامع بلقیس ہال روڈ، شاہراہ عبدالغفور مری
فون: ۴۱۱۴۰۴ (۰۵۹۳)

اس نے کہا کہ پچاس ہزار روپے میں مسجد کو چھوڑتا ہوں۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پچاس ہزار آپ نے اپنی مرضی سے چھوڑا ہے پچاس ہزار ہمارے کہنے پر چھوڑ دو۔ وہ بڑا خوش قسمت آدمی تھا کہ اس نے اللہ والوں کی بات کو رد نہ کیا اور فوراً بولا کہ حضرت میں نے چھوڑ دیئے حاجی محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ رقم ادا کی اور تحریر کروالی۔

خانقاہ غفوریہ نقشبندیہ مری کا سنگ بنیاد

الحمد للہ خانقاہ شریف کی تعمیر شروع ہوگئی جس کا سنگ بنیاد حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے یکم صفر ۱۴۰۸ھ بمطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۸۷ء کو اپنے دست مبارک سے رکھا۔ حاجی محمد صدیق سارا میٹریل راولپنڈی سے خود جا کر لاتے تھے۔ بڑی محنت اور جدوجہد سے اس مسجد کو مکمل کیا۔ ایک مرتبہ راقم الحروف مسجد کے اندر کھڑا چھت کو دیکھ رہا تھا تو حاجی محمد صدیق صاحب مرحوم بھی تشریف لے آئے فرمایا کہ حافظ جی کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کی کہ حاجی صاحب مسجد کی چھت دیکھ رہا ہوں۔ (کیونکہ مسجد شریف کی چھت لکڑی سے بنی ہوئی تھی) حاجی محمد صدیق صاحب (مرحوم) نے فرمایا کہ حافظ صاحب یہ لکڑی نہیں لگی ہوئی بلکہ نوٹ لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی قبر پر قیامت تک رحمت کی بارش برساتا رہے۔ آمین

مسجد کی تعمیر کے دوران مری کی مختلف مساجد میں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات ہوتے اور بڑی تعداد میں لوگ سلسلہ میں داخل ہوتے تھے۔ رفتہ رفتہ ایک بہت بڑی جماعت تیار ہوگئی۔ بہت سارے علماء حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں

شامل ہوئے۔ پھر ہر سال جولائی یا اگست میں سالانہ تین روزہ روحانی اجتماع منعقد ہونے لگا جو آج تک جاری ہے جس میں پاکستان کے کونے کونے سے اللہ والے شرکت فرماتے ہیں۔

راقم الحروف کو مری کی دعوت

راقم الحروف سے حاجی محمد صدیق صاحب بڑی محبت فرماتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں ڈالی ہوئی تھی۔ راقم الحروف کے بارے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حافظ جی کو مری کی خانقاہ میں بھیج دیں۔ یہ مسجد اور خانقاہ دونوں کو سنبھال لیں یہ اپنے بیوی بچوں کو مری لے آئیں میں ان کی بہت خدمت کروں گا۔ رہائش کیلئے مکان بھی دوں گا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی صاحب کو فرمایا کہ میں حافظ جی سے مشورہ کروں گا۔ راقم الحروف سے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی کیا پروگرام ہے۔ حاجی صاحب تمہارے بارے میں ایسا کہہ رہے ہیں۔ راقم الحروف نے عرض کیا کہ حضور مری جانے کا حکم ہے یا مشورہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حکم نہیں مشورہ ہے تو میں نے عرض کی کہ حضور مجھے زندگی میں اپنے سے جدا نہ کریں یہ سن کر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ ہنس پڑے اور فرمایا کہ حافظ جی سلسلہ کا کام نہیں کرنا؟ تو اس عاجز نے عرض کی کہ حضور مجھ سے کیا کام ہوگا۔ آپکی دُعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے کام ہوگا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے لیکن پھر کبھی بھی کسی دوسرے شہر جانے کے بارے میں نہ گفتگو فرمائی اور نہ ہی حکم فرمایا۔

وادی میاندم (سوات)

حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ تھے۔ آپ کی رہائش کراچی میں تھی۔ لیکن اصل میں آپ صوبہ سرحد کے رہنے والے تھے اور پٹھان فیملی سے آپ کا تعلق تھا۔ اکثر گرمیوں کے دن آپ میاندم (سوات) میں گزارتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرمایا کہ مولانا آپ سوات کے علاقے میاندم جائیں بڑی پرسکون جگہ ہے اور وہاں کی آب و ہوا بہت اچھی ہے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ارشاد حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء کے ساتھ (جن میں راقم الحروف بھی شامل تھا) میاندم کا سفر فرمایا۔ میاندم پہنچ کر دو کمرے لئے اور کچھ دن میاندم ہی میں قیام کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ جگہ بہت اچھی ہے۔ یہاں خانقاہ بننی چاہیے۔ شیخ عبدالغفور صاحب نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر لبیک کہا اور جگہ خریدنے کا ارادہ کرلیا جب خانقاہ کیلئے جگہ خریدی گئی تو تعمیری کام کا سنگ بنیاد حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی رکھا اور انکے وصال تک خانقاہ کا کچھ حصہ تعمیر ہوچکا باقی تعمیر جاری ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال کوہ مری کے سالانہ اجتماع کے بعد براستہ مردان وادی میاندم تشریف لے جایا کرتے تھے آپ کا میاندم میں قیام پندرہ دن یا ایک مہینہ کا ہوتا تھا۔ خانقاہ میاندم میں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا فیض پھیلا اور کافی افراد نے اپنے گناہوں سے نادم ہوکر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت توبہ کی اور داخل سلسلہ عالیہ

ہوئے۔ جولائی ۱۹۹۸ء میں میاندم جانے کا پروگرام بنایا اپنی اور راقم الحروف کی جہاز کی ٹکٹیں منگوالیں اور راقم الحروف کو ارشاد فرمایا کہ کپڑے وغیرہ نکالو، سامان ترتیب سے رکھلو اور مجھے دکھالینا۔ کیونکہ سوات سے میرا پروگرام افغانستان جانے کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ سولہ ۱۶ جون ۱۹۹۸ء کو شام بوقت عصر اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔

سفر مردان "صوبہ سرحد"

ناقص معلومات کے مطابق حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ کی تبلیغ کیلئے پہلا سفر مردان کا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس پہلے سفر میں ماسٹر محمد اختر صاحب مرحوم کے ہاں قیام فرمایا پھر مسلسل ہر سال حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ مردان تشریف لیجایا کرتے تھے۔ یہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی محنت ہی کا نتیجہ تھا کہ مردان میں عوام الناس کے علاوہ علماء نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دعوت کو زیادہ قبول کیا۔ کثیر تعداد میں علماء آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے عوام اور علماء کے رجحان کو دیکھتے ہوئے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک مخلص مرید حاجی محمد رفیق صاحب جو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں حکم فرمایا کہ یہاں مردان میں خانقاہ بنانی چاہیے حاجی محمد رفیق صاحب نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی کوٹھی "انوار صوفیہ نقشبندیہ" کے کچھ فاصلے پر جگہ خریدی۔

خانقاہ غفوریہ نقشبندیہ مردان کا سنگ بنیاد

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے ۴ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۲ اگست ۱۹۹۴ء کو خانقاہ غفوریہ کا سنگ بنیاد رکھا اور الحمد للہ ہر سال مسلسل وہاں بھی دو روزہ

روحانی اجتماع ہوتا ہے سلسلہ کی دعوت کو بانسبت دوسرے شہروں کے یہاں کے لوگوں نے زیادہ قبول کیا ویسے بھی الحمداللہ سلسلہ نقشبندیہ میں زیادہ تر پٹھان ہی ہیں۔ ہمارے سلسلے کے حضرت مولانا دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب العباسی المدنی نوراللہ مرقدہ بھی پٹھان ہی تھے۔ مردان میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا فیض بہت پھیلا جسکی بناء پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مردان میں پیر قاسم شاہ صاحب مرحوم رحمتہ اللہ علیہ اور ماسٹر محمد اختر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت عطا فرمائی۔ یہ دونوں حضرات حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات میں ہی وفات پا گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو جنت الفردوس بنائے آمین۔

ماسٹر محمد اختر صاحب رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ سکول ٹیچر تھے۔ بڑے منکسر المزاج انسان تھے ہر وقت فکر آخرت میں مستغرق رہتے تھے۔ خلافت کے بعد کافی لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں آمین۔

پیر قاسم شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ محلہ پیران کے سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ بڑی قابلیت کے مالک تھے۔ اور جیّد عالم ہونیکے ساتھ ساتھ ڈبل ایم اے بھی کیا ہوا تھا۔ شاہ صاحب مرحوم رحمتہ اللہ علیہ بڑے متقی ملنسار اور بڑی محبت والے انسان تھے ایک مرتبہ ملاقات پر جناب سے جدا ہونے کو جی نہیں کرتا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے بھی

اللہ تعالیٰ نے سلسلے کا بڑا کام لیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ جوانی کی عمر میں ہی وفات پا گئے۔
اللہ تعالیٰ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

حاجی محمد رفیق صاحب مدظلہ

ان حضرات کے وصال کے بعد حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرید خاص حاجی محمد رفیق صاحب کو صادق آباد کے سالانہ اجتماع پر خلافت سے نوازا۔ حضرت حاجی صاحب بھی بڑے متقی اور بے نفس انسان ہیں۔ مردان میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا قیام آپ کے ہاں ہی ہوتا تھا۔ آپ کا دستر خوان بڑا وسیع ہوتا تھا جس پر مختلف انواع کے کھانے اور فروٹ ہوتے تھے حاجی صاحب اپنے مہمانوں کو کھلا کر خوش ہوتے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کو دین و دنیا کی مزید ترقیات نصیب فرمائے آمین!

گل نظیر خان صاحب

گل نظیر صاحب بھی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے خدام میں سے ہیں۔ خانقاہ شریف کی تعمیر سے پہلے گل نظیر صاحب کے ہاں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ قیام فرمایا کرتے تھے۔ گل نظیر صاحب نے حالات کو دیکھتے ہوئے اپنے مکان کے اوپر والے حصہ پر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے قیام کیلئے ایک خوبصورت حجرہ تعمیر کروایا۔ مہمانوں اور بیانات کیلئے ایک بہت بڑا ہال کمرہ بنوایا۔ اس میں گیزر اور سپیکر کا انتظام کروایا پروگراموں کے دوران گل نظیر صاحب اور انکے بھائی شیر محمد صاحب نذیر محمد صاحب رات دن مہمانوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اور اللہ والوں کی خدمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق بہت دیانج بازار مردان میں انہوں نے ایک چرغہ ہاؤس کھولا جس کا نام حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر الادریسیہ چرغہ ہاؤس رکھا۔

وادی بحرین

میاندم جانے سے پہلے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ وادی بحرین تشریف لے گئے وادی بحرین پہنچ کر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق دریا کے کنارے ایک شخص چڑی گل کا مکان کرائے پر لیا یہ گھر چھوٹے چھوٹے دو کمروں پر مشتمل تھا۔ اور تقریباً سترہ دن وادی میں ٹھہرنا ہوا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ پیر قاسم شاہ کو فرمایا کہ جاؤ مساجد کے امام صاحبان سے وقت لیکر آؤ۔ ہم یہاں پر سیر کرنے نہیں آئے بلکہ سلسلہ کی خدمت کیلئے آئے ہیں۔ شاہ صاحب گئے اور قریب کی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد بیان کا وقت لے آئے۔ یہ مسجد بریلوی مسلک والوں کی تھی۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور بیان فرمایا تو بہت سارے لوگ سلسلہ عالیہ میں داخل ہوگئے۔ دوسرے دن وادی بحرین کی سب سے بڑی بالا مسجد کے امام صاحب تشریف لائے اور حیرانگی کے ساتھ عرض کی کہ حضرت آپ کا بیان میں اپنی مسجد کی چھت پر بیٹھ کر سن رہا تھا میں پریشان تھا کہ بزرگ تو ہمارے مسلک کے ہیں وہاں کیسے چلے گئے امام صاحب فرمانے لگے کہ حضرت جی آپکی وادی بحرین میں تشریف آوری کی اطلاع تو مجھے مل گئی تھی لیکن میں پریشان تھا کہ واللہ اعلم کیسے پیر ہیں الحمدللہ آپ کی آمد پر بہت خوشی ہوئی۔ جمعۃ المبارک کے بیان کیلئے امام صاحب نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو

دعوت دی۔ امام صاحب نے اپنی مسجد میں بڑے زور دار طریقے سے لوگوں کو
حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا تعارف کرایا۔ بیان اور نماز جمعہ کے بعد دُعا سے پہلے مسجد کے
خطیب و امام صاحب لوگوں سے ان الفاظ میں مخاطب ہوئے۔ وادی بحرین کے لوگو!
ایک اللہ کا بندہ ولی کامل آپ کی اس مسجد میں تشریف فرما ہیں آپ نے حضرت صاحب کا
بیان بھی سن لیا۔ سب حضرات حضرت صاحب کے دست مبارک پر توبہ کرو۔ مجھے پھر نہ
کہنا کہ تو بزرگوں کا منکر ہے۔ اپنی پیاس کو بجھالو۔ میں اللہ والوں کا نہ منکر ہوں نہ مخالف
جو غلط اور مشرک بدعتی پیر سادہ لوگوں کے ایمان کو خراب کرتے ہیں۔ میں تو ان کا مخالف
اور منکر ہوں۔ امام صاحب کے بیان کے بعد ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وادی بحرین
پوری کی پوری حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوگئی۔ امام صاحب
نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضرت آپ نے بحرین تشریف لاکر بحرین کے
لوگوں کو گمراہی سے بچالیا۔ وادی بحرین میں ایک شخص وادی اُتروڑ کا بھی بیعت ہوا۔
اُس شخص نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے گاؤں تشریف لے جانے کی دعوت دی جو
حضرت صاحب نے قبول فرمائی ۔وادی اُتروڑ جاتے ہوئے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ
ظہر کی نماز کیلئے وادی کالام کی بڑی مسجد جو دریا کے ساتھ واقع ہے تشریف لے گئے۔
جمعرات کا دن تھا وہاں کے امام صاحب نے بڑا شاندار قہوہ پلایا اور لوگوں کو جمع کیا۔
حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے مختصر بیان فرمایا کیونکہ وقت تھوڑا تھا وادی اتروڑ کا سفر طویل اور
سڑک خراب تھی۔ اس لئے جلدی روانہ ہوئے۔اس وقت کالام میں اتنی زیادہ آبادی نہ
تھی اور پانی انتہائی ٹھنڈا تھا۔ سارا دن ہوا بڑی زوردار چلی۔ دریا کا کنارہ
ٹھنڈا پانی، ٹھنڈی ہوائیں، سرسبز شاداب پہاڑ واقعی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے

اللہ رب العزت کی شان نظر آتی ہے کالام سے جاتے ہوئے راستہ بڑا خراب تھا۔ سڑک برف باری کی وجہ سے بڑی ناقص تھی۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں یہ قافلہ راقم الحروف، راقم الحروف کے والد محترم رحمتہ اللہ علیہ، حاجی فضل الٰہی فیصل آبادی، حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا قاری محمد سعید انصاری مدظلہ اور مردان سے گل نظیر پر مشتمل تھا۔ ایک ویگن میں کالام سے وادی اتروڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں سڑک کی خرابی کی وجہ سے ویگن کی پچھلی جانب والا شیشہ ٹوٹ گیا۔ جب اتروڑ پہنچے تو ڈرائیور نے ہمارے ساتھیوں کو کہا کہ شیشہ آپ لوگوں نے توڑا ہے۔ ہمیں تو انہوں نے ایک طرف بٹھادیا۔ مردان کے ساتھی اُن سے معاملہ فہمی کرنے لگ گئے اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔ کیونکہ وہ لوگ پیسوں کا مطالبہ کر رہے تھے۔ یہاں ایک عجیب بات یہ دیکھی کہ بڑے اور چھوٹے ہر ایک کے پاس رائفل تھی۔ ہمارے مردان کے ساتھی بڑے پریشان نظر آ رہے تھے۔ راقم الحروف نے بھائی گل نظیر سے معلوم کیا کہ آپ پریشان کیوں ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ قبائلی لوگ ہیں یہ گولی مارتے ہوئے بھی دیر نہیں کرتے اس لئے احتیاط کے ساتھ ان سے بات چل رہی ہے انشاءاللہ معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ کچھ دیر بعد ان قبائلیوں کا سردار بھی آ گیا۔ اس نے حالات کو دیکھ کر مردان کے ساتھیوں سے کہا کہ آپ مہمانوں کو لیکر جہاں جانا چاہتے ہو۔ لے جاؤ۔ باقی معاملہ میں خود ٹھیک کرلوں گا۔ ہم لوگ تو وہاں سے چلے گئے کیونکہ جہاں جانا تھا وہ جگہ اتروڑ ویگن اسٹینڈ سے تقریباً دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر تھی، مغرب کے قریب قریب وہاں پہنچے رات وہیں رہے صبح جمعتہ المبارک تھا۔ وادی اتروڑ کی جامع مسجد میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان تھا۔ بیان اتنا پر کیف تھا کہ جمعتہ المبارک کی نماز کے بعد لوگوں کی کثیر

تعداد نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر توبہ کی۔

مسجد کے امام مولانا عبدالقیوم صاحب، مولانا محراب شاہ صاحب بھی سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ کچھ دیر ہم ان لوگوں کے ساتھ رہے پھر واپس اسی گاؤں چلے گئے۔ ہفتہ کی علی الصبح وہاں سے وادی بحرین کیلئے واپس روانہ ہوئے تقریباً سترہ دن وادی بحرین میں گزارنے کے بعد مردان سے ہوتے ہوئے پشاور سے ہوائی جہاز کے ذریعے لاہور سے صادق آباد بحمدللہ پہنچے۔

ملکہ ہانس (پاک پتن روڈ)

ملکہ ہانس ضلع ساہیوال سے ۳۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر پاک پتن روڈ پر واقع ہے۔ میرے ناقص علم کے مطابق حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کے سب سے پہلے مرید جو سلسلہ عالیہ میں حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے ان کا نام میاں محمد امیر ہانس تھا۔ جن کا تعلق اسی قصبہ ملکہ ہانس سے ہی تھا۔ حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ کی سب سے پہلی خانقاہ شریف بھی اسی قصبہ ملکہ ہانس میں قائم ہوئی۔

میاں محمد امیر ہانس رحمتہ اللہ علیہ

میاں محمد امیر ہانس مرحوم بڑے ہی نیک صفت بڑے مخیر اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ آپ اپنے تمام پیر بھائیوں سے بلا امتیاز اور بے انتہا محبت کرتے تھے۔ راقم الحروف کو بھی آپ کے ساتھ سفر و حضر میں رہنے کا موقع ملا۔ ایسا خدا ترس انسان میں نے نہیں دیکھا۔ علاقہ ملکہ ہانس میں ہر طبقہ کے لوگ آپ کو اچھے الفاظ سے یاد کرتے ہیں آپ غریبوں کے بہت کام آنے والے تھے جو سائل آپکے

دروازے پر کوئی مسئلہ لیکر آتا آپ اپنی پوری کوشش کے ساتھ اس کو حل کرتے شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علاقہ بھر میں بڑی عزت عطا فرمائی ہوئی تھی۔ راقم الحروف اپنے تمام پیر بھائیوں پر نظر دوڑاتا لیکن جو صفات اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائیں وہ کسی میں نہیں۔ انہیں کی کوشش سے ملکہ ہانس میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی بہت بڑی جماعت ہے۔ بڑھتی ہوئی جماعت کے پیش نظر حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے ملکہ ہانس میں خانقاہ شریف بنانے کا ارادہ فرمایا تاکہ جماعت کی مرکزی حیثیت محفوظ رہے۔ میاں محمد امیر ہانس نے اپنی جگہ پیش کی جو حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے قبول فرمائی۔ حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ کی یہ پہلی خانقاہ تھی۔ جہاں آج الحمداللہ مسجد، مدرسہ اور درویشوں کے حجرے وغیرہ موجود ہیں۔ میاں محمد امیر ہانس رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے انتہا کا عشق اور محبت تھی یہی وجہ تھی کہ جب آپ شہید ہوئے تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا تو ایک ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو جنت الفردوس بنائے اور آخرت کی بہاریں عطا فرمائے۔ آمین

ساہیوال

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اکثر ساہیوال شہر کا تبلیغی دورہ فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ساہیوال شہر میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی بہت بڑی جماعت ہے یہاں قاری عبدالغنی صاحب مدظلہ، جو کہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں اور انہی کے ہاں قیام فرماتے تھے۔ قاری صاحب مدظلہ غلہ منڈی مسجد ساہیوال کے خطیب ہیں آپ ایک اچھے قاری ہونے کے ساتھ ساتھ نعتیں بھی بڑی خوش الحانی سے پڑھتے ہیں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی آمد پر آپ کی مسجد خانقاہ شریف کا نقشہ پیش کرتی تھی۔

سفر فیصل آباد

فیصل آباد شہر اور گردونواح کے چکوک میں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کثیر تعداد میں ہیں۔ فیصل آباد میں بھی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اکثر تشریف لے جاتے رہتے تھے۔

جامعہ امدادیہ میں تشریف آوری

جامعہ امدادیہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مدظلہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی فیصل آباد آمد پر اکثر اپنے مدرسہ لے جاتے اور مدرسہ کے اساتذہ اور طلباء کو جمع کر کے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کرواتے۔ بقول مولانا محمد افضال صاحب صادق آبادی (فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ) کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ امدادیہ فرماتے ہیں کہ مدرسہ امدادیہ بنانے سے پہلے میں نے حضرت پیر جی مولانا محمد ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مشورہ سے مدرسہ امدادیہ کی بنیاد رکھی۔ آج الحمد اللہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کی برکت سے بہت جلد یہ مدرسہ پاکستان کے بڑے بڑے مدارس میں شامل ہو گیا ہے اس مدرسہ کی کامیابی کا راز بزرگوں کی دُعائیں اور توجہات اور حضرت شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب دامت برکاتہم اور جناب کے صاحبزادگان کے خلوص اور انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔

فیصل آباد میں آپ پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین کثیر تعداد میں ہیں جن میں علماء کے علاوہ ٹیکسٹائل ملز کے مالکان، ستارہ انڈسٹریز کے مالک میاں محمد ادریس صاحب، مشتاق ٹیکسٹائل کے مالک شیخ عبدالرزاق صاحب، فائیو سٹار ٹیکسٹائل کے مالک

حاجی بشیر احمد صاحب مرحوم اور ان کے صاحب زادے محمد عارف صاحب اور محمد آصف صاحب شامل ہیں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت ہے کہ ان حضرات کے چہرے سنت نبوی ﷺ سے مزین ہوئے۔ اور پانچ وقت کی نماز پابندی سے پڑھنے والے بن گئے واقعی کسی اللہ والے نے سچ کہا ہے

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی فیصل آباد تشریف لانے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ فیصل آباد میں فیکٹریاں زیادہ ہیں اور آجکل اکثر فیکٹریاں سود سے چل رہی ہیں تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کوشش ہوتی تھی کہ بڑے حضرات سے مل کر اس سود والی لعنت کو ختم کروایا جائے الحمد اللہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اس محنت اور سعی کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ بہت لوگوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر سود سے توبہ کی اور اپنی فیکٹریوں کو بغیر سود کے چلانے کی کوشش کی کافی حضرات کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ فیصل آباد کی سوتر منڈی کے چیئرمین الحاج محمد صدیق صاحب مرحوم حضرت شیخ مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں سے تھے انہوں نے بھی حضرت شیخ مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر مدینہ منورہ میں سود سے توبہ کی اور پاکستان واپسی پر بڑی استقامت سے اپنی توبہ پر قائم رہے اس توبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین ودنیا کی نعمتوں سے خوب مالا مال فرمایا چار بیٹے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیے اور چاروں الحمدللہ حافظ قرآن ہیں حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت ہی سے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے ہاں تشریف لے جاتے تھے حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال

کے بعد حاجی محمد صدیق صاحب نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر تجدید بیعت کی۔ (حاجی محمد صدیق صاحب مرحوم اور کوہ مری کی کوٹھی غفوریہ ہاؤس اور مسجد الصدیق کا تذکرہ کوہ مری کے سفر میں آپ حضرات پڑھ چکے ہیں۔) فیصل آباد میں بھی تیزی سے بڑھتے ہوئے جماعتی کام کو دیکھتے ہوئے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے خانقاہ غفوریہ بنانے کا ارادہ کیا۔ ہمارے پیر بھائی شیخ عبدالحئی صاحب نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی کوٹھی (واقع گرین ویو پرانی آبادی راجے والا) خانقاہ شریف کیلئے وقف کرنے کی پیش کش کی۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے قبول فرماتے ہوئے وہاں پر اجتماع کی تاریخیں مقرر فرمائی۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں ہی خانقاہ شریف کے بالمقابل جامع مسجد طیبہ میں اجتماع منعقد ہوتے رہے۔ اب الحمد اللہ باقاعدگی سے خانقاہ شریف میں ختم خواجگان شیخ عبدالحئی صاحب پڑھاتے ہیں۔

لاہور

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ لاہور بھی اکثر تبلیغی سلسلے کیلئے تشریف لے جاتے تھے کیونکہ لاہور میں بھی آپکے کثیر تعداد میں مریدین و متوسلین موجود ہیں ایم آئی ٹیکسٹائل مل کے مالک شیخ عبدالغفور صاحب آپ کے مرید خاص ہیں لاہور میں سلسلہ عالیہ کی ترویج کا سہرا آپ ہی کے سر ہے جب شیخ صاحب کراچی تھے تو آپ نے کراچی میں اپنی رہائش گاہ واقع ڈیفنس سوسائٹی اور وہاں کی جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ میں سلسلہ کی ترویج کیلئے کئی سالانہ اجتماعات کروائے کراچی میں اجتماع کی وجہ سے جدید تعلیم یافتہ لوگ سلسلہ عالیہ میں کثرت سے داخل ہوئے اور اپنے چہروں کو سنت نبوی ﷺ

سے مزین فرمایا جب شیخ صاحب کراچی چھوڑ کر لاہور آ گئے تو لاہور آ کر آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج کا کام شروع کیا اسی سلسلہ میں آپ مسجد البدر نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں اجتماعات کرواتے جو تین دن مسلسل جاری رہتے لوگ جوق در جوق سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کیلئے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر توبہ کرتے تھے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ بیعت کے وقت شریعت کی پابندی اور سنت نبوی ﷺ پر سختی سے پابند رہنے پر زور دیتے خاص کر آپ ہر مرید کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے کہ اس سنت کو زندہ کرو کیونکہ یہ سنت مٹتی جا رہی ہے اور ساتھ حدیث پاک بھی سناتے کہ اس سنت کے زندہ کرنے سے سو شہیدوں کا ثواب بھی ہے۔ شیخ عبدالغفور صاحب بڑے مخیر اور سخی آدمی ہیں۔ میاندم سوات کی خانقاہ کی تعمیر آپ کیلئے صدقہ جاریہ ہے۔ شیخ صاحب پہلے گتہ اور کاغذ کا کاروبار کرتے تھے بعد میں انہوں نے دھاگہ بنانے کی مل لگائی اور اسکا نام محمد ادریس ٹیکسٹائل ملز رکھا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کے بعد شیخ صاحب نے سود چھوڑ دیا اور اپنے ساتھیوں سے قرضہ لے کر فیکٹری لگائی ابتداء میں حالات بڑے خراب ہوئے قرضہ والوں نے بڑا تنگ کیا۔ شیخ صاحب فیکٹری کو فروخت کرنے پر تیار ہو گئے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو حالات سے آگاہ کیا تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے منع فرما دیا کہ فیکٹری فروخت نہیں کرنی اللہ تعالیٰ بہتری فرمائیں گے میں انشاء اللہ دعا کروں گا۔ پھر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں رنگ لائیں آج الحمدللہ یہ فیکٹری خوب چل رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقصانات سے محفوظ فرمائے آمین۔

سفر کراچی

شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت واجازت ملنے کے کچھ عرصہ بعد حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج کیلئے رات دن انتھک کوششیں فرمائی۔ جہاں سے بھی دعوت آتی فوراً قبول فرماتے۔ مشکل سے مشکل راستوں کی بھی پرواہ نہ کرتے فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے جانے سے اگر ایک آدمی کی بھی اصلاح یعنی عقیدہ اور عمل درست ہوگیا تو انشاء اللہ آخرت میں نجات کی اُمید ہے۔ آپکی ارادت وبیعت میں کثیر تعداد علماء کی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ مدنی نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے جس سلسلہ میں علماء ہوں گے انشاء اللہ وہ سلسلہ شرک وبدعت سے محفوظ رہے گا۔ ویسے تو الحمد للہ عوام الناس پر بڑی توجہ فرماتے تھے۔ لیکن علماء کی طرف خصوصی توجہ فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر علماء اس کام کو سیکھ لیں تو فائدہ انشاء اللہ زیادہ ہوگا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زیادہ تر حلقہ احباب صوبہ سرحد میں تھا اور اندرون سندھ بھی کافی تعداد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین ومتوسلین ہیں۔ علاج کے سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر کراچی تشریف لے جاتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ایچ ایم سعید کمپنی ایجوکیشنل پریس کے مالک حضرت نواب محمد ذکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوتا تھا۔ حضرت نواب محمد ذکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے مخیّر اور سخی آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی کراچی آمد پر پہلے ہی اپنے تمام احباب کو ٹیلی فون پر اطلاع کر دیتے تھے سارا دن لوگوں کا آپکے دردولت گلستان ۹۹ جمشید روڈ پر تانتا بندھا

رہتا تھا۔ آپ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے متوسلین کی خوب تواضع فرماتے۔ مہمانوں کو بڑے اصرار کے ساتھ کھانے کی دعوت دیتے تھے۔ بزرگوں کی صحبت کا آپ پر یہ اثر تھا کہ باوجود نواب اور امیر کبیر ہونے کے ہر آنے والے کا استقبال بڑی محبت اور گرمجوشی سے فرماتے خصوصاً حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے کمرہ کی صفائی بستر ے کی چادریں تبدیل کرنا آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اُگلدان اور بیت الخلاء اپنے ہاتھوں سے صاف فرماتے آپ کی یہ کوشش اور تڑپ ہوتی تھی کہ زیادہ سے زیادہ لوگ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے مستفید ہوں۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی آمد پر آپ کا دولت خانہ ایک مستقل خانقاہ کا نقشہ پیش کرتا تھا۔ آپکے صاحبزادگان بھی مہمانوں کی خوب خدمت فرماتے آپ کے گھر والے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے مہمانوں کیلئے بڑے پرتکلف کھانے پکاتے سارا دن کچھ نہ کچھ کھانا پینا چلتا رہتا تھا۔ انہی کی وجہ سے الحمداللہ کراچی میں سلسلہ کا کام خوب ہوا۔ کراچی کے اکثر علماء حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے منسلک تھے۔ یہی وجہ تھی کہ لوگوں کے اصرار پر آپ نے کئی اجتماعات ڈیفنس سوسائٹی کراچی میں منعقد فرمائے۔ جدید تعلیم یافتہ لوگ کثرت سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ بڑے بڑے افسر اور دین سے بالکل لابلد لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں آتے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے شیریں بیان سے متاثر ہو کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو جاتے اکثر حضرات جو پہلے نماز، روزہ کے پابند نہ تھے اور ڈاڑھی مبارک کے تارک تھے۔ آپکی شفقت اور توجہ سے پکے نمازی بنے اور اپنے چہروں کو سنت نبوی ﷺ سے سجایا۔ حضرت نواب محمد ذکی صاحب مرحوم اور آپ کے صاحبزادگان کی خدمت اور سلسلہ کی ترویج میں کوشش اور تڑپ قابل صد تعریف ہے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے ذکی

صاحب کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی محمد عاصم ذکی صاحب کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ حضرت مفتی صاحب جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے فارغ التحصیل ہیں اور اسی مدرسہ ہی میں لوجہ اللہ دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ مدرسہ میں اسباق پڑھانے کے بعد بقیہ وقت اپنے پریس پر گزارتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ بھی ماشاءاللہ بڑی خوبیوں کے مالک ہیں جو بھی ایک مرتبہ آپ سے ملاقات کرتا ہے تو پھر وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ آپ ماشاءاللہ بڑے اچھے قاری بھی ہیں۔ خدمت خلق میں آپ اپنی مثال آپ ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نواب محمد ذکی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کو دین و دنیا میں مزید ترقی اور عزتوں سے مالا مال فرمائے آمین۔

ملتان

رحیم یار خان ائیر پورٹ بننے سے پہلے آپ رحمتہ اللہ علیہ اسلام آباد اور صوبہ سرحد کے تبلیغی سفر کیلئے ملتان ائیر پورٹ سے روانہ ہوتے تھے آپ پیر جی رحمتہ اللہ علیہ صادق آباد سے ملتان کا سفر ریل گاڑی یا سڑک کے راستے فرماتے اور ملتان میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا قیام سلک فیکٹری کے مالک اور حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے خادم حاجی حبیب مرحوم کے ہاں ہوتا تھا۔ روانگی میں اگر وقت ہوتا تو چند مقامات اور مساجد میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بیانات ہوتے تھے اور لوگ جوق در جوق سلسلہ عالیہ میں داخل ہوتے۔ رفتہ رفتہ پورے ملتان میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شہرت ہوگئی پھر کئی مرتبہ

خیرالمدارس کے مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری مدظلہ العالی کی دعوت پر مدرسہ کے سالانہ جلسے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شرکت فرمائی۔ اور پھر جب بھی ملتان جانا ہوتا تو خیرالمدارس تشریف لے جاتے۔ علماء اور طلباء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی بیان ہوتا۔ علماء اور طلباء کو بڑی دلسوزی کے ساتھ ذکر کی اہمیت اور صالحین کی صحبت پر ارشاد فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ عالم جب اللہ اللہ کرے گا تو انشاء اللہ نور بنے گا۔ اور کو یہ لائن سیکھنی چاہیے۔ فرمایا کرتے تھے کہ علم سے کمال آئے گا اور اللہ اللہ کرنے سے جمال آئے گا۔ فرمایا کرتے تھے کہ علماء نے اس لائن کو چھوڑ دیا اور غلط قسم کے لوگ اس لائن میں آ کر دین کا بڑا نقصان کر رہے ہیں اور فرمایا کہ ہمیں اپنے اکابرین کی تاریخ پڑھنی چاہیے۔ ہمارے جتنے بھی بڑے اکابر ہیں یا وہ خود پیر تھے یا مرید تھے۔ جب علم کے ساتھ اللہ اللہ نہیں ہوگی تو علم نافع نہیں بنے گا۔ علم حاصل کرنے کا مقصد خشیت الٰہی ہے۔ اس لئے اللہ کے حبیب حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ۔ (یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے) پھر ایک واقعہ سنایا۔

واقعہ

نظام الملک نے جب مدرسہ نظامیہ کی بنیاد رکھی تو کثیر تعداد میں طلباء نے داخلہ لیا۔ چند سال تو بہت علمی ماحول رہا مگر آہستہ آہستہ طلباء کے دینی ذوق و شوق میں کمی آتی گئی کسی نے نظام الملک سے شکایت کی کہ آپ طلباء کی سہولت کیلئے اتنی کثیر رقم خرچ کر رہے ہیں۔ مگر خاطر خواہ نتیجہ بر آمد نہیں ہو رہا۔ نظام الملک نے صحیح صورتحال

معلوم کرنے کیلئے ایک دن بھیس بدلا اور عشاء کے بعد مدرسہ پہنچ گیا۔ دیکھا کہ طلباء تکرار کیلئے دو دو اور تین تین کی ٹولیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ نظام الملک ان میں ایک طالب علم کے پاس گیا اور سلام کرنے کے بعد پوچھا کہ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ طالب علم نے کہا کہ ہم علم حاصل کرنے آئے ہیں۔ پوچھا کس لئے علم حاصل کرنا چاہتے ہو؟ طالب علم نے کہا میرے والد بہت بڑے مفتی ہیں میں علم حاصل کرنے کے بعد اُن کی جگہ سنبھالوں گا۔ نظام الملک نے دوسرے طالب علم سے پوچھا کہ آپ کیوں علم حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اُس نے کہا کہ میرے والد فلاں مسجد کے خطیب ہیں۔ میں علم حاصل کرنے کے بعد خطابت کا منصب سنبھالوں گا۔ نظام الملک مختلف طلباء کے پاس جا جا کر یہی سوال پوچھتا رہا۔ ہر طالب علم کا یہی جواب تھا کہ علم حاصل کرنے سے ہمیں فلاں عہدہ ملے گا۔ عزت ملے گی اور لوگوں میں عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔

نظام الملک یہ سب سن کر بہت آزردہ ہوا کہ افسوس یہ طالب علم نہیں، طالب دنیا ہیں۔ ان کیلئے اتنی کثیر مقدار میں مال و دولت خرچ کرنے کا کیا فائدہ بہتر ہے کہ مدرسے کو بند کر دیا جائے اور یہی مال کسی دوسرے کار خیر میں صرف کر دیا جائے۔ انہی خیالات کا تانا بانا بنتے ہوئے نظام الملک مدرسہ کے دروازے پر واپس پہنچا تو دیکھا کہ ایک طالب علم چراغ جلائے الگ تھلگ اپنی کتاب کا مطالعہ کرنے میں مشغول ہے نظام الملک نے سوچا چلو اس سے بھی یہی پوچھتے چلیں۔ چنانچہ اس نے طالب علم کے پاس جا کر سلام کیا۔ طالب علم نے زبان سے سلام کا جواب تو دیا مگر آنکھ اُٹھا کر یہ بھی نہ دیکھا کہ یہ سلام کرنے والا کون ہے نظام الملک بڑا حیران ہوا۔ پوچھا کہ میاں کیا بات ہے ہماری

طرف توجہ ہی نہیں کرتے کوئی بات تو کرو۔ طالب علم نے ٹکا سا جواب دیا کہ جناب! میں یہاں آپ سے باتیں کرنے نہیں آیا۔ نظام الملک نے پوچھا کہ آخر یہاں کس مقصد کیلئے آئے ہو۔ طالب علم نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ میں کیسے کروں۔ یہ علم ان کتابوں میں موجود ہے۔ میں یہ علم حاصل کرنے کیلئے یہاں آیا ہوں۔ اب آپ کی مہربانی آپ خواہ مخواہ سوالات پوچھ کر میرا وقت ضائع نہ کریں۔ نظام الملک یہ جواب سن کر اتنا خوش ہوا کہ اس نے ارادہ کرلیا کہ جب تک اس جیسا ایک بھی طالب علم موجود ہے میں مدرسے کے اخراجات میں کمی نہیں کروں گا۔ یہی لڑکا بڑا ہوکر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بنا۔

خشیت الٰہی اللہ اللہ کرنے سے پیدا ہوگی اس لئے عالم کو ضرور کسی نہ کسی اللہ والے سے اپنا تعلق جوڑنا چاہیے تاکہ اُس صاحب نسبت کی نگرانی میں رہ کر اللہ اللہ سیکھ لے۔ ہر چیز سیکھنے سے آتی ہے۔کوئی چیز خود بخود نہیں بنی بلکہ کسی بنانے والے نے اس کو بنایا ہے اس لئے انسان میں اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیاں اور کمالات رکھے ہیں۔ جب یہ کسی کاریگر کے ہاتھ چڑھ جائے گا تو خوبیاں اور کمال ظاہر ہونا شروع ہوجائیں گے آپ مدرسہ کے بانی جن کے نام پر یہ مدرسہ ہے۔ امام الصلحاء والعلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نوراللہ مرقدہ بہت بڑی جامع الشریعت والطریقت شخصیت تھی۔علم تو انہوں نے ایسے پڑھا جیسے آپ نے پڑھا یا پڑھ رہے ہیں۔ لیکن یہ علم کا کمال اور جمال حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں جاکر آیا۔حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگوں کی سوانح حیات پڑھنے کی بڑی تاکید فرماتے تھے۔خصوصاً اپنے استاد محترم مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ بیتی اور حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ کی

اکابر دیو بند کیا تھے" اور حضرت عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کا مطالعہ رکھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے اکابرین کے حالات پڑھنے سے دو فائدے حاصل ہوں گے۔

۱) اپنے کئے ہوئے اعمال پر نظر نہیں رہے گی۔ کہ ان حضرات نے تو بہت کچھ کیا۔ میں تو کچھ بھی نہیں کر رہا۔

۲) بزرگوں کے حالات پڑھ کر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

وصال سے تقریباً دو ماہ قبل خیر المدارس ملتان میں بیان

"کامل دین پر عمل کریں"

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خیر المدارس کو دیکھ کر خوشی ہوئی کہ بحمد اللہ اس کے بانی حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے انوارات و برکات اور آثار محسوس ہوتے ہیں۔ اخلاف کا اصل فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے مشن کو آگے بڑھائیں۔ جمود اختیار نہ کریں۔ آگے بڑھیں اور ترقی کریں ہمارے اکابر کا کام جاری رہنا چاہیے۔ رکنا نہیں چاہیے دیکھیں پانی کس قدر لطیف چیز ہے۔ لیکن اس کی لطافت وطہارت جاری رہنے میں ہے اگر آپ پانی کو بند کر دیں گے تو بدبودار ہو جائے گا لیکن جاری پانی میں نجاست بھی گر جائے تو اس کی طہارت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ کھڑا پانی دہ در دہ۔ یعنی آب کثیر بھی ہو اور آپ استعمال کرتے رہیں تو رفتہ رفتہ کم ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اسکی کثرت قلت میں بدل جائے گی۔

اور وہ نجاست گرنے سے ناپاک ہونا شروع ہو جائے گا کھڑے ہوئے پانی کیلئے کچھ شرائط ہیں۔ لیکن جاری کیلئے کوئی شرائط نہیں۔ وہ سب نجاستوں کو بہا لے جاتا ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی اپنی دینی ترقی کیلئے کوشاں ہونا چاہیے۔ حضرات صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس شخص کا آج کل گزشتہ کے برابر ہے۔ وہ تنزل سے نہیں بچ سکتا۔ تنزل سے وہی شخص بچ سکتا ہے جس کا آج کل گذشتہ سے رو بہ ترقی ہو۔ اور ترقی یہ ہے کہ انسان دین کے تمام شعبوں پر عمل کرنے والا ہو۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، اور پڑھنا پڑھانا سب دینی کام ہیں ان کو انجام دینے والے کو دین دار ہی کہا جائے گا۔ لیکن اس کا دین دار ہونا ایسے ہی ہے جیسے بارہ ایکڑ زمین والے کو بھی زمیندار کہا جاتا ہے اور ایک ہزار مربع اراضی کا مالک بھی زمیندار کہلاتا ہے۔ دین کے کچھ شعبوں پر عمل بلاشبہ دین پر عمل ہے۔ لیکن کامل دین دار وہ ہے جو دین کے تمام شعبوں پر عامل ہو دیکھئے حدیث جبرائیل کے آخری الفاظ (یعلمکم دینکم) میں دین کا اطلاق ایمان، اسلام اور احسان تینوں کے مجموعہ پر کیا گیا ہے جبکہ اکثر حضرات صرف ایمان اور اسلام یعنی اعتقادات اور عبادات ہی کو دین سمجھتے ہیں اور کیفیت "احسان" حاصل کرنے کی سعی نہیں کرتے حالانکہ کیفیت احسانی یعنی "اَنۡ تَعۡبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنۡ لَّمۡ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (اللہ تعالیٰ کی یوں عبادت کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ پس اگر تم نہیں دیکھ رہے لیکن اللہ تو تمہیں یقیناً دیکھ رہے ہیں) کی تحصیل ضروری ہے۔ اس میں دو مقامات کی طرف اشارہ ہے ایک مقام شہودی، دوسرا مقام حضوری، اعلیٰ درجہ ایمان و عبادات شہودی کا ہے ورنہ کم از کم مقام حضوری تو ضرور حاصل ہو۔ لیکن افسوس کہ آج اس کی تحصیل کی طرف

بالکل توجہ نہیں اور افسوس صد افسوس یہ کہ اس نقصان کا کچھ احساس بھی نہیں۔ ہمارے استاذ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ کبھی کبھی علامہ اقبال مرحوم کا یہ شعر مترنم آواز میں پڑھا کرتے تھے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

آج اس نسبت کی تحصیل کی فکر بھی نہیں حدیث شریف میں آتا ہے اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ۔ کہ بھلائی کی بات جہاں سے بھی ملے۔ مومن اس کا زیادہ حق دار ہے۔ آپ کو یہ نسبت جہاں سے بھی ملے حاصل کرنی چاہیے۔ یہ نہ سوچنا چاہیے کہ وہ تو علم و عمر میں مجھ سے کم ہے۔ جن حضرات پر ان کے اکابر نے اعتماد کرتے ہوئے اجازت سے نوازا ہے یہ سند اعتماد ہے کہ ان لوگوں کے پاس سے سودا مل سکتا ہے۔ اس لئے کسی نہ کسی اللہ والے سے اپنا تعلق ضرور قائم کرنا چاہیے حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ کے ادارے میں ہم سب بیٹھے ہیں اس کے بانی تمام نسبتوں کے جامع اور دین کے تمام شعبوں پر عامل تھے آپ حضرات کو بھی ان کی اتباع کرتے ہوئے پورے دین کی تحصیل کی فکر کرنی چاہیے۔ اس کے بعد حضرت پیر جی نور اللہ مرقدہ نے نہایت الحاح سے دُعا کروائی اور یہ مبارک مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

جامعہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان

جامعہ قاسم العلوم کے مہتمم حضرت مولانا عبد البر قاسم صاحب مدظلہ کی دعوت پر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اکثر قاسم العلوم تشریف لیجایا کرتے تھے۔ یاد پڑتا ہے کہ

ختم بخاری شریف کی مبارک تقریب پر آپ دو مرتبہ جامع قاسم العلوم تشریف لے گئے اور بخاری شریف کی آخری حدیث حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے ہی بڑے اچھے انداز اور جامع الفاظ میں فارغ التحصیل طلباء کو پڑھائی۔ حضرت کے انداز بیان پر بڑے بڑے علماء دنگ رہ جاتے تھے ختم بخاری کے ایک پروگرام پر خیر المدارس کے مفتی حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ تشریف لائے اور تقریب کے بعد فرمایا کہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے آخری حدیث مبارک ایسے انداز میں پڑھائی جیسے استاد طلباء کو حدیث کا سبق پڑھاتے اور سمجھاتے ہیں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے جامعہ قاسم العلوم میں دارالذکر کا سنگ بنیاد رکھا۔

انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں ختم بخاری کی تقریب پر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان کیسٹ سے لکھ کر چھپوادیں گے۔

خانقاہ نقشبندیہ غفوریہ قاسم بیلہ ملتان

ملتان میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا حلقہ احباب دن بدن بڑھتا گیا۔ اور لوگ جوق در جوق سلسلہ عالیہ میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کرتے رہے مریدین کی طلب کو دیکھتے ہوئے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ملتان میں خانقاہ بنانے کا ارادہ کیا تو میجر جاوید مسرت صاحب نے اپنی کوٹھی واقع قاسم بیلہ کے سامنے والی جگہ کی تجویز پیش کی جو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے قبول فرمائی۔ میجر جاوید مسرت صاحب نے جگہ خریدی اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے خانقاہ نقشبندیہ غفوریہ قاسم بیلہ ملتان کا سنگ بنیاد رکھا۔ الحمدللہ یہاں سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ جس کا نظم ونسق میجر جاوید صاحب سنبھالے ہوئے ہیں۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سفرنامہ بنگلہ دیش

راقم الحروف کے علم کے مطابق حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ کی تبلیغ کیلئے بنگلہ دیش کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں جانا نہیں ہوا۔ راقم الحروف کو بھی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں بنگلہ دیش کے سفر پر جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ سفر نامہ بنگلہ دیش کے عنوان سے کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ المرکز الاسلامی کے نام سے ڈھاکہ بنگلہ دیش میں ایک ادارہ ہے جس کا نظم بنگلہ دیش کے عالم مولانا شہید الاسلام مدظلہ اور مولانا روح الامین مدظلہ پاکستان سے حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کے صاحبزادے مولانا محمد زبیر عثمانی صاحب۔ مولانا مفتی محمد عاصم زکی صاحب چلا رہے ہیں۔ ان حضرات کی دعوت پر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے بتاریخ ۲۷ نومبر ۱۹۸۹ کو بنگلہ دیش کا سفر فرمایا۔ اس قافلے میں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ راقم الحروف اور حضرت مولانا محمد زبیر عثمانی صاحب، حضرت مفتی محمد عاصم زکی صاحب بھی شامل تھے۔ ۲۷ نومبر ۱۹۸۹ کو پیر کے دن ساڑھے بارہ بجے کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز بنگلہ دیش کیلئے روانہ ہوئے۔ جہاز بمبئی، ہندوستان کے راستہ سے ہوتا ہوا تقریباً شام کے ساڑھے تین بجے ڈھاکہ ایرپورٹ پر اترا۔ ائیر پورٹ پر لینے کیلئے حضرت مولانا شہید الاسلام صاحب، مولانا روح الامین صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد ڈھاکہ شہر کی طرف روانہ ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد المرکز الاسلامی پہنچے کھانا کھایا اور کچھ دیر کیلئے لیٹ گئے عصر کی نماز کے بعد حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے معمول کے مطابق چائے نوش فرمائی۔ بعد از مغرب علماء حضرات زیارت کیلئے تشریف لے آئے۔ اور اپنی مساجد اور مدارس میں تشریف لانے کی دعوت دی۔ دعوت کو قبول کرتے ہوئے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ منگل کے دن ڈھاکہ کے

بڑے بڑے مدارس میں تشریف لے گئے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد زبیر عثمانی کے بیان سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ حضرت مفتی محمد عاصم ذکی صاحب نے اپنے مخصوص انداز اور شیریں زبان میں نعت رسول اللہ ﷺ پڑھی ڈھاکہ شہر کے مشہور خطیب حضرت مولانا عبید الحق بھی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے تشریف لائے اور اپنے ہاں کھانے پر مدعو فرمایا۔

ڈھاکہ شہر میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے خلیفہ حضرت مولانا ابوالبشر اسحاق مدظلہ (بقول علما بنگلہ دیش کہ یہ یہاں کے بہت بڑے پیر ہیں) تشریف لائے اور حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو کے بعد راقم الحروف کو ایک طرف لے گئے اور پوچھنے لگے کہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے جنات بھی بیعت ہیں راقم الحروف نے اثبات میں جواب دیا۔ تو فرمانے لگے کہ حافظ صاحب پیر تو میں نے بہت دیکھے ہیں۔ لیکن یہ پیر عجیب ہے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے اگلے دن کا وقت لے کر رخصت ہو گئے۔ دوسرے دن جب دوبارہ تشریف لائے تو حضرت پیر جی کو عرض کی کہ مجھے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت فرمالیں۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے درخواست کو قبول کرتے ہوئے مولانا کو سلسلہ میں داخل فرمایا اور اوراد وظیفہ مع شجرہ شریف دیا اور فرمایا کہ مولانا آپ چشتی سلسلے سے مجاز ہیں اور اب سلوک نقشبندیہ سیکھنے کیلئے آپ پاکستان تشریف لائیں مصروفیت کی بناء پر مولانا ابوالبشر صاحب پاکستان نہ آئے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا ابوالبشر اسحاق مدظلہ کو اتنی عقیدت ہوگئی کہ بڑے بڑے مجمع میں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا جوتا خود اُٹھاتے تھے۔ راقم الحروف کے اصرار پر فرماتے کہ اس وقت یہ میرا حق ہے۔ حالانکہ اُن کے ساتھ انکی بہت بڑی جماعت ہوتی تھی۔ اتنا بڑا پیشوا ہونے

کے باوجود بالکل مٹے ہوئے تھے۔ مولانا نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے دردولت پر کھانے کی دعوت دی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ دعوت قبول فرماتے ہوئے تشریف لے گئے۔ مولانا کی دعوت بڑی پُر تکلف تھی۔ مہنگی ترین مچھلی خرید کر لائے تھے۔ بنگلہ دیش میں مسلسل مچھلی کھا کر راقم الحروف کو الرجی ہوگئی تھی اس لئے کھانا تھوڑا کھایا تو مولانا نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو فرمایا کہ حضرت صاحب حافظ جی کو ہمارا کھانا اچھا نہیں لگا۔ میں تو سب سے اچھی اور قیمتی مچھلی لایا ہوں۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا حافظ جی کو الرجی ہوگئی ہے وہ اپنا کام پورا کرلے گا (یعنی حسب ضرورت کھائے گا) آپ فکر نہ کریں۔

ڈھاکہ سے سلہٹ روانگی

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کچھ دن ڈھاکہ میں گزارنے کے بعد سلہٹ بذریعہ ٹرین روانہ ہوئے۔ ٹرین کو دیکھ کر حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ پوری ٹرین میں ایک بوگی کے تین حصے تھے۔ پہلا حصہ نماز کیلئے مختص تھا۔ جبکہ دوسرے حصہ میں کھانے کا اور تیسرے حصے میں میوزک وغیرہ کا سامان تھا۔ میوزک پوری ٹرین میں چل رہا تھا۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سلیپر میں سفر کر رہے تھے اور ہم فرسٹ کلاس میں۔ بنگلہ دیش کے علماء نے میوزک والے کو کہہ کر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے حصہ کا میوزک بند کروا دیا بڑی بات یہ دیکھنے میں آئی کہ بنگلہ دیش میں ریلوے انتظامیہ سلیپر کے مسافروں کو کمبل، چادر اور تکیہ بھی فراہم کرتی ہے جبکہ ریل کا فرسٹ کلاس بھی بہت شاندار ہوتا ہے اس حصے میں صوفے نما سیٹوں کے ساتھ ایک میز بھی ہوتا ہے۔ دوران سفر ریلوے انتظامیہ مسافروں کی چائے، سموسے اور کیلے سے تواضع کرتی ہے۔

سلہٹ

سلہٹ میں درگاہ حضرت شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ میں ایک مدرسہ قاسم العلوم ہے جس کے مہتمم حضرت مولانا حاجی اکبرعلی صاحب مدظلہ جو حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں کچھ دن اُن کے ہاں ٹھہرنا ہوا۔ مولانا اکبرعلی صاحب مدظلہ سلہٹ کی بڑی مقبول شخصیت ہیں انکے مدرسہ میں چاول اور مچھلی پکتی ہے۔ تقریباً ایک وقت میں طلباء کیلئے آٹھ من چاول پکائے جاتے ہیں۔ پکانے کیلئے بڑے بڑے کڑھائے رکھے ہوئے تھے۔ سلہٹ کے قریب چائے کے باغات تھے جنہیں دکھانے کیلئے مولانا اکبرعلی صاحب ہم سب کو لے گئے۔ بڑے خوبصورت پودے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نظارہ تھا ساتھ ہی میں ایک چائے بنانے کا کارخانہ تھا۔ چائے کے پودوں سے پتیاں ایک خاص مہارت سے الگ کی جاتی ہیں عام آدمی یہ پتیاں نہیں توڑ سکتا۔ باغات کے مالک نے بتایا کہ پورا پودا کام نہیں آتا بلکہ پودے کے اوپر والی کونپلیں کام آتی ہیں۔ ایک جگہ جہاں سے پتی کو توڑا ہے دوبارہ وہیں سے نئی کونپل کو نکلنا ہوتا ہے اگر کسی انجان آدمی نے پتی کو توڑ دیا تو وہ ٹہنی ضائع ہوجاتی ہے۔ چائے کے پودے بھی چھوٹے چھوٹے قد کے تھے۔ تاحد نگاہ تمام پودے برابر تھے۔ باغات کے مالک نے باغ کے اندر ایک ریسٹ ہاؤس بنایا ہوا تھا۔ جہاں سیاح آ کر ٹھہرتے۔ باغ میں ایک (Vistor Book) رکھی ہوئی ہے۔ جس میں سیاح اپنے اپنے تاثرات لکھتے ہیں ہمارے ساتھیوں نے بھی اپنے اپنے تاثرات لکھے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوش طبعی بھی فرماتے رہے راقم الحروف کو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

حافظ جی آپ تو یہاں ٹھہر جاؤ۔ بڑی اچھی جگہ ہے تم تو ویسے ہی شکل وصورت سے بنگالی لگتے ہو۔ سلہٹ میں بھی لوگوں کی کثیر تعداد سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئی سلہٹ کے گردونواح اور مدارس میں جانا ہوا۔ اور حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات ہوتے رہے سلہٹ سے واپسی پر مولانا اکبر علی صاحب مدظلہ نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بہترین نرم اور نازک چٹائی ہدیتاً پیش کی یہ چٹائی سلہٹ کی خاص سوغات میں سے ہے۔

چٹا گانگ

سلہٹ سے بذریعہ ٹرین چٹا گانگ روانہ ہوئے۔ چٹا گانگ میں ایک بہت بڑا مدرسہ ہے جسے پٹیہ کا مدرسہ کہتے ہیں۔ جسکے مہتمم حضرت مولانا محمد یونس صاحب تھے (مولانا محمد یونس صاحب اب وفات پا چکے ہیں) حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی انسان اور بہت ہی اللہ اللہ کرنے والے تھے۔ مولانا یونس صاحب نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا اکرام فرمایا۔ خصوصی مہمان خانہ کھول دیا۔ مدرسہ کی طرف سے ایک خادم بھی دیا۔ جو مہمانوں کے کپڑے وغیرہ دھوتا اور دیگر ضروریات پوری کرتا مدرسہ بہت وسیع رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ جسکی عمارت بڑی خوبصورت ہے جس میں تالاب اور (Lawn) بھی شامل ہیں۔ اس مدرسہ میں طلباء کیلئے روزانہ پندرہ من چاول پکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ کس طرح سے مہمان رسول اللہ ﷺ کے کھانے کا انتظام ہوتا ہے۔ مدرسہ میں ایک خاص بات دیکھنے میں آئی جو کسی دوسرے مدرسہ میں نہیں دیکھی کہ مدرسہ کی جامع مسجد کو بڑے وسیع وعریض رقبے میں تعمیر کیا گیا ہے۔ عصر کی نماز کے بعد مسجد کے اندر مدرسہ کے تمام اساتذہ کرام

اور طلباء حضرات نے مہتمم مدرسہ حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں بیٹھ کر سورۃ یٰسین ایک مرتبہ پڑھی اور اس کے بعد ختم خواجگان یعنی (مجلس ذکر) منعقد ہوئی۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم کیا کہ مجلس ذکر آپ نے کب سے شروع کی ہوئی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت میں نے جب سے اس مدرسہ کی بنیاد رکھی اسی دن سے مجلس ذکر جاری ہے۔ اور الحمد اللہ میں نے مجلس ذکر کے بڑے فائدے دیکھے ہیں۔ میرا مدرسہ الحمد اللہ ذکر اللہ کی برکت سے ہر قسم کے شر سے محفوظ ہے۔ دو دن قیام کے بعد چٹا گانگ سے ڈھاکہ واپسی ہوئی۔ ڈھاکہ سے تقریباً پانچ گھنٹے کی مسافت کے قریب ایک گاؤں ہے وہاں ایک قدیمی مدرسہ ہے۔ وہاں کے مہتمم نے بھی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے معذوری ظاہر کی لیکن وہ بار بار اصرار کرتے رہے ان کے اصرار پر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر صحت ٹھیک رہی تو انشاء اللہ حاضری ہو جائے گی۔ لیکن مسلسل سفر بیانات اور لوگوں کی ملاقات کی وجہ سے صحت ٹھیک نہ رہی

کشف

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہم سفر رفقاء کو فرمایا کہ میں تو نہیں جاؤں گا کیونکہ مجھے تو شرح صدر نہیں ہو رہا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان پر سب ساتھی بڑے پریشان تھے اور حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضرت اُن لوگوں نے بڑا انتظام کیا ہے اور پورے علاقہ میں اشتہار تقسیم ہو چکے ہیں اور رکشوں پر مسلسل اعلانات ہو رہے ہیں۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی تمہاری مرضی

ہے تو انشاء اللہ چلیں گے۔ حکم فرمایا کہ سفر میں ایک اچھا قاری اور نعت خواں بھی ساتھ لے کر چلنا اور ایک حدیث نبوی ﷺ کی کتاب بھی اس لئے کہ کبھی قاری صاحب سے قرآن پاک سنیں گے اور نعت خواں سے نعت شریف اور کبھی حدیث پاک کا درس دیں گے۔ المرکز الاسلامی کے حضرات نے اپنی ویگن کی تمام پچھلی سیٹیں نکال کر چٹائیاں بچھا دیں اور گاؤ تکیے بھی لگا دئے۔ ڈرائیونگ کے فرائض مولانا روح الامین صاحب نے انجام دیے۔ انکے ساتھ مولانا محمد زبیر عثمانی صاحب اور مفتی محمد عاصم زکی صاحب تشریف فرما تھے۔ راقم الحروف سمیت پانچ حضرات پیچھے بیٹھ گئے۔ تقریباً دس بجے ڈھاکہ سے روانہ ہوئے۔ جہاں جانا تھا ڈھاکہ سے اس کا فاصلہ تقریباً پانچ گھنٹے کا تھا۔ لیکن عشاء ہوگئی۔ وہاں کے حضرات اس جگہ کا راستہ بھول گئے۔ بڑی پریشانی اُٹھانی پڑی۔ ایک مقام پر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے راقم الحروف کو فرمایا کہ حافظ جی رفع حاجت کیلئے گاڑی رکوائیں۔ گاڑی رکوائی تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے راقم الحروف کو فرمایا کہ کیوں بھئی حافظ جی، تم بھی تو ان کے ہم نوا تھے۔ راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور غلطی ہوگئی۔ خیر وہاں سے روانہ ہوئے تو اچانک دو آدمی راستہ میں موٹر سائیکل پر ملے اور یہ وہی لوگ تھے جن کے ہاں جانا تھا وہ بھی بڑے پریشان تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کیونکہ رات کے گیارہ بج چکے تھے اللہ اللہ کر کے رات بارہ بجے مدرسہ پہنچے (جہاں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان تھا) وہاں لوگوں کا ہجوم دیکھ کر عقل دنگ رہ گئی۔ مدرسہ والوں نے ایک وسیع جگہ پر پنڈال بنایا ہوا تھا۔ راقم الحروف پنڈال میں لگے ہوئے بانس گنتی کرنے لگا لیکن کوشش کے باوجود گنتی نہ کر سکا۔ مدرسہ کے مہتمم سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ عصر سے یہاں پنڈال میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ عصر ہی سے علماء کے

بیانات شروع ہیں۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں پہنچنے کے اعلانات ہو رہے تھے۔ لوگوں کے چہروں پر خوشی کے آثار دکھائی دینے لگے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ مسلسل اور لمبا سفر کر کے تھکاوٹ محسوس کر رہے تھے اس لئے عشاء کی نماز ادا کر کے فوراً لیٹ گئے۔ راقم الحروف کو اور مفتی محمد عاصم ذکی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ جاؤ تم بیان کرو۔ راقم الحروف اور مفتی محمد عاصم ذکی صاحب دونوں نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت کی۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے خوش طبعی فرماتے ہوئے حکم فرمایا کہ جو جی چاہے کہہ دینا وہ تو بنگالی ہیں۔ آپکی زبان کیا سمجھیں گے۔ خیر تعمیل ارشاد میں سٹیج پر پہنچ گئے۔ سٹیج پر حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب (کراچی والے) کے خلیفہ مجاز اور حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے میزبان حضرت مولانا روح الامین صاحب اپنی بنگالی زبان میں بیان فرمارہے تھے اور لوگ بڑی توجہ سے ان کا بیان سن رہے تھے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ بنگال میں لوگوں کے اندر دین کی کتنی قدر و منزلت ہے۔ علماء اور مشائخ کا بے انتہا عزت و احترام کرتے ہیں۔ عالم کو مولانا نہیں کہتے بلکہ حضور کے لفظ سے پکارتے ہیں۔ خصوصاً پاکستانی علماء اور مشائخ سے تو انتہا سے زیادہ عزت اور محبت کرتے ہیں۔ رات کے تقریباً اڑھائی یا تین بجے کے قریب حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اسٹیج پر تشریف لائے تو مجمع کے اندر سے بڑے زوردار نعرے بلند ہونے لگے۔ نعرے یہ تھے علماء پاکستان زندہ باد علماء ربانی زندہ باد۔ علماء حقانی زندہ باد کے نعرے لگتے رہے۔ مولانا روح الامین صاحب نے اپنے بیان کو ان الفاظ پر ختم کیا کہ آپ کے محبوب قائد اور شیخ حضرت مولانا محمد ادریس انصاری دامت برکاتہم سٹیج پر تشریف لا چکے ہیں۔ انشاءاللہ العزیز اب آپ کا بیان ہوگا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا بیان ان الفاظ میں

شروع فرمایا کہ رات کافی گزر چکی ہے۔ سفر کی وجہ سے تھکاوٹ بھی کافی ہے۔ لیکن آپ کی والہانہ محبت اور طلب دیکھتے ہوئے انشاء اللہ کچھ عرض کرنے کی ہمت کروں گا۔ تقریباً پون گھنٹہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا اور مولانا روح الامین صاحب بنگالی زبان میں ترجمانی فرماتے رہے۔ بیان کے بعد مہتمم نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضرت یہ تمام لوگ بیعت بھی کریں گے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا اتنی مخلوق کو کیسے بیعت کرونگا۔ پھر فرمایا ہمارے بزرگوں کا ایک طریقہ ہے لوگوں کو کہو کہ میری طرف جیسے مصافحہ کرتے ہیں اسطرح سے ہاتھ کرلیں سب لوگوں نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مصافحہ کی طرح ہاتھ کئے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے الفاظ کہلوائے بیعت کے بعد حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ غفوریہ کی ابتدائی تسبیحات اور قلبی ذکر کا طریقہ ارشاد فرمایا۔ مہتمم صاحب نے پھر عرض کی کہ حضرت یہ لوگ کل سے آپ کی زیارت کیلئے یہاں آئے ہوئے ہیں اب یہ سب مصافحہ بھی کریں گے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کی بڑی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔ ارشاد فرمایا ٹھیک ہے۔ آپکو کرسی پر بٹھا کر سٹیج کے کنارہ کے قریب کردیا مہتمم صاحب نے لوگوں کو اعلان کے ذریعہ بتایا کہ حضرت کمزور ہیں سفر کی تھکاوٹ بھی ہے اس لئے سب حضرات پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مصافحہ نہ کریں بلکہ حضرت کے ہاتھ سے ہاتھ لگائیں۔ راقم الحروف نے دائیں طرف والا ہاتھ پکڑلیا اور بائیں طرف والا ہاتھ مفتی محمد عاصم ذکی صاحب مدظلہ نے پکڑلیا۔ لیکن حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارک دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کی تھی جب کوئی آپکے ہاتھ سے ہاتھ لگاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً دوسرا ہاتھ ساتھ لگادیتے کچھ دیر تو ہم نے دیکھا اور پھر حضرت

پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں کو چھوڑ دیا لوگوں سے مصافحہ کرتے کرتے صبح کی اذانیں شروع ہوگئیں۔ سٹیج سے اتر کر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اپنے کمرہ میں تشریف لائے تو مہتمم صاحب نے عرض کی کہ حضرت جی ابھی نماز پڑھکر واپسی سفر پر روانہ ہوجائیں۔ اگر دن نکل آیا تو لوگوں کا ہجوم بہت ہے۔ ملاقات کی وجہ سے واپسی مشکل ہوجائے گی۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اور سب رفقاء نے فجر کی نماز پڑھی اور ڈھاکہ روانہ ہوگئے۔ پانچ گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد الحمد للہ خیریت سے ڈھاکہ پہنچ گئے۔ تقریباً دس بجے دن ڈھاکہ پہنچ کر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے واپس پاکستان کا ارادہ فرمایا حالانکہ ابھی ویزہ میں کچھ دن باقی تھے۔ راقم الحروف الرجی کی وجہ سے کافی پریشان تھا۔ بنگلہ دیش میں چاول، مچھلی ہی استعمال ہوتی ہے۔ اس لئے مسلسل چاول، مچھلی کھا کر طبیعت بھر گئی ڈھاکہ میں حضرت مولانا مفتی محمد عاصم صاحب کے دوست حافظ قمر الدین شمسی (دھان منڈی) والوں کی دعوت تھی۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں روٹی نہیں ملتی جب روٹی لائی گئی تو معلوم ہوا کہ بنگلہ دیش میں ایک روٹی پانچ ٹکہ کی تھی۔

پاکستان واپسی

ائیر پورٹ پر روانگی کے وقت مولانا ابوالبشر اسحاق مدظلہ بھی تشریف لے آئے۔ ائیر پورٹ پہنچ کر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا نماز پڑھنی ہے مولانا ابوالبشر اسحاق مدظلہ نے اپنا رومال فرش پر بچھادیا کہ حضرت نماز پڑھیں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا رومال کو اُٹھا لو۔ اچھا نہیں ہے مولانا نے جواباً عرض کی کہ حضرت برکت آجائے گی۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے نماز ادا کی ائیر پورٹ کا عملہ سب

بج گئے۔ کوئی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے وظیفہ پوچھ رہا تھا اور کوئی دم کروا رہا تھا۔ عملے کے لوگ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا سامان بغیر چیک کے جہاز پر لے گئے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں پان تناول فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے وہاں چھالیہ اور پان کے پتے خرید فرمائے۔ راقم الحروف کو ارشاد فرمایا کہ سامان خیال سے چیک کروانا۔ تو راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور عملہ کے لوگ سامان لے گئے تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے خوش طبعی فرماتے ہوئے کہا کہ حافظ جی اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ وہ ہمارے سامان کو چیک نہیں کریں گے تو ہم پان اور چھالیہ اور خرید لیتے۔ اس کے بعد الحمدللہ خیریت کے ساتھ واپس پاکستان پہنچ گئے۔

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

وفات حسرت آیات

غدود کی بیماری

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے قوت برداشت حوصلہ اور ہر نیک کام میں بڑی استقامت نصیب فرمائی تھی۔ سلسلہ کی تبلیغ کیلئے دن رات کے اسفار، ریاضت اور خانقاہ عالیہ نقشبندیہ غفوریہ کی تعمیر کی وجہ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ پر اکثر بیماریوں کے حملے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ آپ جسم کے لحاظ سے کافی کمزور قوت اور حوصلہ کے لحاظ سے بڑے مضبوط تھے۔ کچھ عرصہ پھیپھڑوں کی تکلیف رہی اس کے بعد مثانے میں غدود کی تکلیف رہی اور تقریباً دو تین مرتبہ غدود کا آپریشن بھی کروا چکے تھے۔

بلڈ کینسر کا مرض

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ تقریباً پندرہ سولہ سال بلڈ کینسر کے مرض میں مبتلا رہے لیکن کوئی آپ کی صحت، مسلسل سفروں کے دوران تین تین گھنٹے مسلسل بیانات کو دیکھ کر یہ محسوس نہیں کرسکتا تھا کہ آپ اتنی موذی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جماعت پریشان ہوتی تو فرماتے کہ موت اپنے وقت پر آئے گی انسان کو فکر نہیں کرنی چاہیے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے زندگی دی تو انشاء اللہ کام تو اسی کا کرنا ہے۔ ہم نے کون سا زمین پر کوئی ہل چلانے ہیں اور اگر وقت آ گیا تو انشاء اللہ اپنے خالق حقیقی سے ملیں گے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بلڈ کینسر کی تکلیف ساہیوال، مردان کے سفر کے دوران ہوئی مردان میں ڈاکٹر نے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ حضرت صاحب کو جلدی گھر لے جاؤ کیونکہ حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ کسی وقت بھی وصال ہوسکتا ہے۔ پوری جماعت پریشان ہوگئی۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے جب

سب کی پریشانی دیکھی تو فرمایا کہ آپ لوگ کیوں پریشان ہیں پریشانی والی بات تو نہیں ہے۔ جو تکلیف ہے مجھے معلوم ہے تو ساتھیوں نے عرض کیا کہ حضرت جی گھر چلتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ اپنا سفر پورا کر کے چلیں گے چنانچہ آپ نے بڑی ہمت کے ساتھ اپنا سفر پورا کیا اسی طرح بیانات فرماتے رہے سفر پورا فرما کر صادق آباد اپنے دولت خانے پر تشریف لائے۔

نشتر ہسپتال ملتان میں علاج

صادق آباد کے ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کو ملتان نشتر ہسپتال لے جایا جائے تاکہ علاج کی کوئی اچھی صورت پیدا ہو۔ کیونکہ مرض خطرناک ہے۔ چنانچہ ملتان نشتر ہسپتال لے جایا گیا۔ وہاں کے ایک ڈاکٹر (جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے تھا) نے علاج شروع کیا تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو پہلے (Blood Changing) کے مرحلہ سے گزرنا پڑا۔ اسی دوران پورے پاکستان کی جماعت غفوریہ کو اطلاع ہوگئی۔ مریدین دھڑا دھڑ ملتان پہنچنے شروع ہو گئے۔ نشتر ہسپتال کے ڈاکٹرز حضرات نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کیلئے ایک بڑا ہال خالی کروایا تاکہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت کی جماعت ایک ہی جگہ رہے کیونکہ یہ اللہ والے اپنے مریدوں ہی میں خوش رہتے ہیں۔ اس طرح کچھ دنوں تک علاج چلتا رہا۔ پھر جماعت اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ حضرت جی کو علاج کیلئے امریکہ لے چلیں پروگرام بن گیا جماعت تشکیل دے دی گئی۔

آغاخان ہسپتال کراچی میں منتقلی

لیکن اسی دوران شیخ عبدالغفور صاحب لاہور والوں نے کہا کہ کراچی آغاخان ہسپتال سے پہلے معلوم کرلیں اور وہاں کے ڈاکٹروں سے بھی مشورہ کرلیں چنانچہ آغاخان ہسپتال سے رابطہ کیا۔ تو وہاں کے ڈاکٹروں نے کہا کہ حضرت صاحب کو جتنی جلدی ہو سکے ملتان سے کراچی یعنی آغاخان ہسپتال لے آؤ ملتان میں صحیح علاج نہیں ہو رہا کیونکہ جو علاج ملتان والے کر رہے ہیں وہ طریقہ علاج تو پرانا ہے۔ اب جدید طریقہ علاج آ گیا ہے۔ اس مرض کا علاج جو امریکہ میں ہوتا ہے وہ ہی علاج یہاں پر بھی ہے خیر حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کو ملتان سے فوراً ہوائی جہاز کے ذریعہ کراچی آغاخان ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔

اللہ والوں کا سرمایہ

ایک عجیب بات جو اللہ والوں کا سرمایہ ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ باوجود شدید تکلیف کے نہ کوئی فرض نماز قضا ہوتی ہے اور نہ تہجد کی نماز چھوٹتی ہے۔ یہ اللہ والوں کا کمال ہے۔ اس لئے ان کی مبارک زندگی پر ہزار ہا زندگیاں قربان ہوتی ہیں۔

آغاخان میں علاج

آغاخان ہسپتال اور لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر خورشید صاحب نے علاج شروع کیا اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو عرض کی کہ اس مرض کا علاج انشاء اللہ تین انجکشن ہیں۔ لیکن ان انجکشنوں سے مریض کو تکلیف بہت ہوتی ہے۔ بعض کا پیٹ پھول

جاتا ہے بعض کو بے چینی ہوتی ہے۔ میں بھی انشاء اللہ آپ کے پاس موجود رہوں گا آپ بھی ہمت کرنا۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے بڑے حوصلے کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کو جواب ارشاد فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب فکر نہ کریں آپ اپنا کام کریں۔ انشاء اللہ سب ٹھیک رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی شان ایسے وقت میں آدمی دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیسا حوصلہ اور اپنی ذات کا کیسا عشق عطا فرماتا ہے کہ اللہ کے سوا انہیں نہ کسی چیز سے خوشی ہوتی ہے اور نہ کسی چیز کا غم۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو کچھ بے چینی ہوئی لیکن الحمد اللہ ٹھیک رہے۔

مرض پر کنٹرول

ڈاکٹر صاحب نے تین انجکشن وقفہ وقفہ سے لگا کر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضرت جی مبارک ہو کہ مرض کنٹرول ہو گیا ہے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ (الحمد للہ) ڈاکٹر صاحب نے کچھ دن ہسپتال میں رکھ کر رخصت دی اور عرض کی کہ حضرت جی ہسپتال کا ماحول ٹھیک نہیں ہوتا آپ کی طبیعت نفیس ہے اس لئے آپ کراچی میں اپنے کسی مرید کے ہاں کچھ دنوں کیلئے ٹھہر جایئے تا کہ صبح و شام مجھ سے رابطہ رہے۔ چنانچہ شیخ عبدالغفور صاحب کی کوٹھی واقع ڈیفنس سوسائٹی میں آپ تشریف لے گئے۔

ڈاکٹر کی ہدایات

کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر صاحب نے دوائی تجویز فرمائی اور صادق آباد تشریف لے جانے کیلئے عرض کی ڈاکٹر خورشید صاحب نے حضرت پیر جی

رحمۃ اللہ علیہ کوعرض کی کہ دوائی آپ کوساری زندگی کھانی پڑے گی اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ وصال تک علاج کیلئے کراچی تشریف لے جاتے رہے۔ ابتداء میں ہر پندرہ دن کے بعد کراچی جانا ہوتا تھا۔ پھرآہستہ آہستہ مہینہ دوماہ کے بعد جانا ہوتا۔ علاج کے سلسلے میں کراچی جاتے تو اس دوران بھی آپ سلسلہ کی تبلیغ کا کام پوری ہمت سے کرتے تھے۔ حضرت نواب محمد ذکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جمشید روڈ پرآپ کا اکثر قیام ہوتا اور حضرت نواب محمد ذکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوران کے صاحبزادے لوگوں کودعوت دے کر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب کرواتے تھے انکی کوٹھی اس دوران ایک مستقل خانقاہ ہوتی تھی یہ حضرات آنے والے مہمانوں کی بڑی خدمت کرتے تھے۔ بیماری کا سلسلہ وصال تک چلتا رہا۔ آپ نے بیماری کے زمانے میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ غفوریہ کی صحت کے زمانے سے زیادہ ہمت سے خدمت کی آپ مسلسل کئی کئی مہینے سفر میں رہتے۔

بزرگوں کی دعائیں

ایک مرتبہ ڈاکٹر خورشید صاحب حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرنے لگے کہ حضرت جس نوعیت کا آپ کو مرض ہے اگر آپ کے سوا کسی اور شخص کو ہوتا۔ یا تو وہ فوراً مرجاتا اور اگر موت نہ آتی تو وہ چارپائی سے نہیں اُٹھ سکتا تھا۔ لیکن آپ ماشاء اللہ سفر بھی کررہے ہیں اور تین تین چار چار گھنٹے مسلسل بیانات بھی کرتے ہیں یہ کوئی روحانی طاقت ہے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ مسکرا کر فرمانے لگے کہ ڈاکٹر صاحب یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور میرے بزرگوں کی دُعائیں ہیں۔

ڈاکٹروں کی حیرانگی

ڈاکٹر صاحب نے عرض کی کہ حضرت جی جب میں اور میرے ڈاکٹروں کا عملہ ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں تو میں اکثر آپ کا ذکر چھیڑ دیتا ہوں۔ اور آپ کی بیماری کی نوعیت ان ڈاکٹروں کو بتلاتا ہوں۔ جب وہ ڈاکٹر کمپیوٹر پر آپکی بیماری کی ہسٹری دیکھتے ہیں۔ تو حیران رہ جاتے ہیں اور مجھ سے پوچھتے ہیں کہ مریض کا کیا حال ہے۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ مریض بالکل ٹھیک ٹھاک ہے ہسپتال میں آتے رہتے ہیں۔ آپ انہیں دیکھیں۔ آپ انہیں دیکھ کر محسوس نہیں کر سکتے کہ یہ مریض اس مرض میں مبتلا ہے ڈاکٹر خورشید صاحب نے حضرت جی کو عرض کی کہ حضرت جی جب آپ ہسپتال آتے ہیں تو سب ڈاکٹرز آپ کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں ڈاکٹر خورشید احمد صاحب حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے بڑی محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اسی تعلق کی وجہ سے صادق آباد سے جاتے وقت ان کیلئے کبھی آموں کی پیٹی لے جاتے کبھی دیسی گھی لے جاتے خیر اس طرح سے علاج چلتا رہا۔

دوبارہ بیماری کا حملہ

وصال سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے آپ فیصل آباد کے دورے پر روانہ ہونے لگے تو راقم الحروف کسی مجبوری کی وجہ سے ساتھ نہ جا سکا۔ رحیم یار خان ائیر پورٹ پر پہنچ کر راقم الحروف کو فرمایا کہ حافظ جی میرے پاؤں نہیں اُٹھ رہے سفر کی ہمت نہیں ہو رہی۔ نامعلوم کیا ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے۔ راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور سفر ملتوی فرما دیں تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں وعدہ کر چکا ہوں جانا

تو ہے اللہ خیر کرے گا۔ آپ فیصل آباد ہوائی جہاز سے تشریف لے گئے ابھی فیصل آباد گئے ہوئے دو دن ہی گزرے تھے کہ اچانک رات کو تقریبا بارہ بجے فیصل آباد سے حاجی عبدالحئی صاحب (جو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے میزبان تھے) نے صاحبزادوں کو ٹیلی فون کیا کہ حضرت جی کی طبیعت بڑی خراب ہے اور ہسپتال میں داخل ہیں جتنی جلدی ہو سکے فیصل آباد پہنچ جائیں چنانچہ بھائی محمد معاذ صاحب مدظلہ اور بھائی محمد سعد صاحب مدظلہ اسی وقت اپنی گاڑی میں فیصل آباد روانہ ہو گئے۔ راقم الحروف کو صبح معلوم ہوا تو اسی وقت فیصل آباد جانے کا پروگرام بنایا راقم الحروف اور مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب مدظلہ رات کو شاہین ایکسپریس سے فیصل آباد کیلئے روانہ ہو گئے۔

عزیز فاطمہ ہسپتال میں علاج

فیصل آباد پہنچے اسٹیشن سے حاجی عبدالحئی صاحب کے گھر واقع گرین ویو راجے والا پہنچ کر معلوم کیا حضرت جی کونسے ہسپتال میں ہیں وہاں سے معلوم کر کے عزیز فاطمہ ہسپتال پہنچے۔ عزیز فاطمہ ہسپتال حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مرید میاں محمد ادریس صاحب ستارہ کیمیکل والوں نے بنوایا ہے اور یہاں زیادہ تر مفلس اور نادار لوگوں کا علاج ہوتا ہے۔ بڑا صاف ستھرا ہسپتال ہے چنانچہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے کمرہ میں حاضری ہوئی اور زیارت کی۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت بہت نازک تھی خون کی بوتل لگی ہوئی تھی اور چہرہ مبارک پر بہت زیادہ سوزش تھی کیونکہ منہ کے اور پیشاب کے راستے سے خون بہت نکل چکا تھا۔ فیصل آباد کے لوگ اور ڈاکٹر صاحب بہت پریشان تھے راقم الحروف نے ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب سے جو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے

خصوصی معالج تھے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معلوم کیا تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ حالت تشویشناک ہے اڑتالیس گھنٹے ہیں اگر طبیعت سنبھل گئی تو ٹھیک ورنہ جو اللہ کا حکم ہوگا۔ دُعا کریں۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے پاکستان میں پھیل گئی۔ کراچی سے لے کر سوات تک کے لوگ فیصل آباد آنا شروع ہو گئے۔ میاں محمد ادریس صاحب نے ہسپتال کے دو کمرے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں کی رہائش کیلئے خالی کروا لئے۔ اور ہسپتال کے ہوٹل پر جماعت کے ساتھیوں کے کھانے کا انتظام کروا دیا۔ میاں محمد ادریس صاحب اور ان کے والد میاں بشیر احمد صاحب بڑے کھلے دل کے مالک ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا عطا فرمائی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی راہ میں خرچ کرنے کا سلیقہ وسعادت بھی عطا فرمائی ہے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کیلئے فروٹ کے کریٹ منگوائے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ قبول ومنظور فرمائے۔ دنیا کی نعمتوں پر شکر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ ہر قسم کی پریشانی اور حوادث سے محفوظ فرمائے (آمین) راقم الحروف سارا دن حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی کے قریب کھڑا رہا لیکن حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ بے ہوشی کی کیفیت میں رہے۔ اچانک مغرب کے قریب حضرت پیر جی کے جسم میں کچھ جنبش محسوس ہوئی موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے کان مبارک میں عرض کی کہ حضور شوکت ہوں۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو کب آیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور صبح کا آیا ہوا ہوں فرمانے لگے کہ مجھے اُٹھا کر بٹھاؤ میں نے سہارا دے کر بٹھایا۔ تو فوراً فرمایا کہ لٹا دو بیٹھا نہیں جا رہا۔

رات دن خون کی Drips لگتی تھیں رات کو اکثر جاگنا ہوتا تھا تینوں صاحبزادے بھائی محمد معاذ انصاری، محمد سعد انصاری، حضرت مولانا محمد سعید انصاری بھی موجود رہتے تھے رات کو خدمت کی ڈیوٹی راقم الحروف اور بھائی مولانا نعیم الرحمٰن صاحب فیصل آباد والوں کی ہوتی۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اکثر رات کو حدیث پاک اور کبھی عربی کے اشعار سناتے رہتے تھے۔

صحت کی بحالی

خیر الحمدللہ صحت دن بدن بہتر سے بہتر ہوتی چلی گئی۔ تو ساتھیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اب واپس صادق آباد لے جانا چاہیے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو واپس صادق آباد تشریف لیجانے کے بارے میں عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ کیسے لے جاؤ گے مجھ سے تو چلا نہیں جا رہا دونوں پاؤں پر Drips کی وجہ سے ڈاکٹروں نے پٹیاں باندھ رکھی تھیں راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور آپ جانے کا ارادہ فرمائیں۔ انشاء اللہ ہم لے جائیں گے۔ ڈاکٹروں نے بھی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ ہسپتال کے ماحول میں صحت مند آدمی بھی اپنے آپ کو بیمار ہی سمجھتا ہے۔ اس لئے مشورہ یہ ہے کہ آپ صادق آباد نہیں تو یہاں فیصل آباد ہی کسی جگہ ٹھہر جائیں بہر حال مشورہ یہ ہوا کہ صادق آباد ہی چلتے ہیں۔ تقریباً سترہ دن عزیز فاطمہ ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد منگل کے دن بذریعہ ہوائی جہاز فیصل آباد سے رحیم یار خان پہنچے پھر دو سال تک الحمدللہ ٹھیک رہے اور مختلف شہروں کے اجتماعات میں شرکت بھی فرماتے رہے اور صحت کے زمانے کی طرح پھر ماشاء اللہ کام شروع ہو گیا۔

لیکن اکثر گفتگو میں راقم الحروف کو فرما دیا کرتے تھے کہ حافظ جی اب کے جھٹ پٹ میں کام ہو جائے گا۔ یعنی اب دیر نہیں لگے گی بلکہ جلدی دنیا سے جانا ہو جائے گا۔ اور پھر جیسا فرمایا کرتے ویسا ہی ہوا۔

مرض الموت

اچانک ۱۵ جون ۱۹۹۸ء بروز سوموار پیشاب کے راستہ سے خون جاری ہوا۔ آپ نے پیشاب ٹیسٹ کیلئے ملت ہسپتال میں ابن سینا لیبارٹری صادق آباد بھیج دیا۔ راقم الحروف کو فرمایا کہ شام کو آتے ہوئے رپورٹ لیتے آنا۔ پندرہ تاریخ کو عصر کی نماز کے بعد راقم الحروف رپورٹ لے کر خانقاہ شریف پہنچا۔ تو آپ عصر کی نماز ادا فرما کر جماعت کے ساتھ مسجد سیدنا ابوایوب انصاری کی محراب کی طرف صاحبزادہ مولانا محمد سعید انصاری کی کوٹھی جو زیر تعمیر تھی کا کام دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے محراب کے بالکل ساتھ راقم الحروف حاضر ہوا تو راقم الحروف کو دیکھتے ہی مسکرائے اور فرمایا کہ حافظ جی رپورٹ لے آئے راقم الحروف نے عرض کی کہ جی حضور فرمایا کہ رپورٹ میں کیا ہے؟ راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور رپورٹ NIL ہے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً فرمایا کہ حافظ جی رپورٹ NIL ہے کہ ہم NIL ہو گئے۔ راقم کے دل پر بڑی زبردست چوٹ لگی کہ آج حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے کیسے الفاظ استعمال فرمائے۔ فیصل آباد اور ملکہ ہانس کی جماعت کے لوگ اور فیصل آباد کے انجم صاحب بھی ساتھ تھے مٹی کا ڈھیر پڑا ہوا تھا حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے انجم صاحب کا ہاتھ پکڑا اور زور دے کر مٹی کے ڈھیر پر چڑھ گئے۔ انجم صاحب نے عرض کی کہ حضرت جی آپ

نے میرا ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا وعدہ فرمائیں کہ قیامت کو بھی ایسے ہی میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑیں گے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ انجم صاحب اگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم فرمایا تو انشاءاللہ چھوڑیں گے کسی کو نہیں۔ کوٹھی کا زیر تعمیر حصہ دیکھ کر مسجد کے سامنے والے پلاٹ میں چارپائی پر تشریف لے گئے اور لیٹ گئے جماعت کے ساتھی بدن کو دبانے لگ گئے۔

مغرب کا وقت قریب تھا راقم نے نماز مغرب شہر والی مسجد رئیس محمد غازی میں پڑھانی تھی سلئے حضرت جی سے اجازت لی اور شہر چلا گیا مغرب کی نماز پڑھ کر بے چینی میں پھر خانقاہ حاضر ہوا تو حضرت جی نماز مغرب ادا فرما کر پلاٹ ہی میں چارپائی پر بیٹھے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ کچھ دیر پاس بیٹھا رہا پھر عشاء کی نماز کا وقت آ گیا اور راقم الحروف اجازت لے کر پھر شہر چلا گیا۔ راقم سولہ جون کو صبح کی نماز مسجد رئیس محمد غازی میں پڑھا کر خانقاہ حاضر ہوا تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا حجرہ بند تھا خانقاہ پر رہنے والے ساتھیوں سے معلوم کیا کہ حضرت جی کی طبیعت کیسی ہے تو ساتھیوں نے بتایا کہ رات سے طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور ساری رات حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ جاگتے رہے اور بار بار والدہ صاحبہ کے مزار پر تشریف لیجاتے رہے۔ (حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کا مزار شریف خانقاہ کے احاطہ ہی میں ہے) صبح کی نماز بھی حجرہ شریف میں پڑھی اور پھر لیٹ گئے۔ راقم الحروف حجرہ شریف کے باہر ہی بیٹھ گیا۔ اس انتظار میں کہ دروازہ کھلے تو اندر جاؤں۔ اچانک صاحبزادہ محمد معاذ انصاری مدظلہ، تشریف لے آئے حجرہ شریف کا دروازہ کھولا اور اندر چلے گئے راقم الحروف بھی حجرہ شریف میں داخل ہو گیا صاحبزادہ بھائی محمد معاذ انصاری صاحب مدظلہ، حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھ رہے تھے کہ ابا جان طبیعت ٹھیک ہے

حضرت جی نے فرمایا کہ رات سے طبیعت ٹھیک نہیں (Bleeding) بہت ہو رہی ہے۔ یعنی پیشاب کے راستے خون آ رہا ہے کپڑے بھی خراب ہو گئے ہیں۔ راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور کپڑے دھل جائیں گے۔ فرمانے لگے کہ حافظ جی بستر ابھی خراب ہو گیا ہے راقم نے عرض کی کہ حضور بستر ابھی دھل جائے گا۔ صاحبزادہ محمد معاذ انصاری مدظلہ حضرت جی کو گود میں اُٹھا کر غسل خانے میں لے گئے اور راقم نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا بستر ا تبدیل کیا حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ غسل فرما کر تہبند باندھ کر بغیر کسی سہارے کے تشریف لائے اور چارپائی پر بیٹھ گئے۔ راقم نے عرض کی کہ حضور کرتا پہنا دوں فرمایا پہنا دو۔ راقم نے کاٹن کا باریک کرتا پہنایا۔ اور حضرت پیر جی چارپائی پر قبلہ کی طرف کروٹ سے لیٹ گئے راقم الحروف حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کو دباتا رہا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ راقم کو صاحبزادہ محمد سعید انصاری مدظلہ کی کوٹھی کی تعمیر کے بارے کچھ ہدایات فرماتے رہے ایک روز پہلے کوٹھی کی چھت ڈالنے کیلئے ٹھیکیدار عباس کو بلایا تھا۔ اس نے کہا کہ میں صبح شٹرنگ کا سامان لے آؤں گا۔ وہ اپنے وعدہ کے مطابق نہ آیا تو ٹھیکیدار کے بارے راقم کو فرمایا کہ ٹھیکیدار عباس سے کام نہ کروانا کیونکہ اس نے وعدہ خلافی کی ہے آئندہ بھی وہ تمہیں خراب کرے گا۔ یہ گفتگو چل رہی تھی کہ صاحبزادہ محمد معاذ انصاری مدظلہ غسل خانہ کی صفائی وغیرہ کر کے واپس آ گئے تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی بازار سے میری دوائی لے آؤ پیسے میری واسکٹ کی جیب سے لے جاؤ اور فرمایا کہ دوائی قیمتی ہے پاکستان میڈیکل سٹور سے لانا۔ وہاں اصل مل جائے گی کیونکہ اس دوائی کی نقل بہت چل رہی ہے۔ صاحبزادہ بھائی محمد معاذ انصاری مدظلہ نے اپنی جیب سے پانچ سو روپے نکال کر راقم کو دیئے تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں

پیسے تو ہیں۔ بھائی محمد معاذ انصاری مدظلہ نے فرمایا کہ ابا جان یہ بھی تو آپ کے ہیں۔
حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔ راقم الحروف نے حافظ محمد سالم جو حاجی عبدالغنی صاحب
کے صاحبزادے ہیں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے فارسی اور عربی پڑھتے تھے۔ کو ساتھ
لیا ہم دونوں پاکستان میڈیکل سٹور پہنچے۔ دوائی کی پرچی دی تو انہوں نے کہا کہ یہ دس
گولیاں سات سو یا آٹھ سو روپے کی ہیں۔ راقم نے وہ ڈبیہ لی اور انہیں پانچ سو روپے
دیئے اور ان کو عرض کی کہ باقی پھر دے جاؤں گا۔

پاکستان میڈیکل سٹور والے عبدالرشید ارشد صاحب بھی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے
حلقہ ارادت میں داخل ہیں۔ دوائی لے کر خانقاہ پہنچا۔ حجرہ شریف میں داخل ہوا تو
حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے تھے راقم الحروف کو دیکھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ حافظ
جی دوائی لے آئے۔ راقم الحروف نے عرض کی کہ جی حضور دوائی لے آیا آپ رحمۃ اللہ علیہ
نے دوائی کی ڈبیہ لی ہے اور فرمایا کہ دوائی ٹھیک ہے پانی لاؤ۔ پانی پیش کیا آپ نے ڈبیہ
سے دو گولیاں نکال کر کھائی اور پھر لیٹ گئے اسی دوران مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب
تشریف لے آئے (کیونکہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ مولانا سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ
کے حالات لکھوا رہے تھے)۔ مولانا سے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولا
نا کتاب بھی دیکھ کر آئے ہو۔ مولانا نے عرض کی کہ جی حضرت کتاب دیکھ کر آیا ہوں۔
حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آؤ پھر سنا دو۔ مولانا نے پڑھنا شروع کیا مولانا نے
ایک واقعہ پڑھا تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا اس واقعہ کا عنوان ٹھیک نہیں
ہے۔ لاؤ مجھے دو میں اس کا عنوان ٹھیک کر دوں لیٹے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے
دست مبارک سے کتاب پر لکھا اور پھر لیٹ گئے یہی آخری تحریر تھی۔ مولانا نے عرض کی

کہ حضرت طبیعت ٹھیک نہیں ہے پھر سنادوں گا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا زندگی کا پتہ نہیں ہے پھر تو پھر ہے۔ اچھا چلو تمہاری مرضی تھوڑی دیر بعد گھر سے بھائی محمد سعد انصاری، بھائی جان محمد سعید انصاری، بھائی جان محمد زبیر انصاری مدظلھم اور والدہ محترمہ (رحمۃ اللہ علیھا) تشریف لے آئیں۔

اللہ کی رضا

بھائی جان محمد سعد انصاری فیصل آباد عزیز فاطمہ ہسپتال اور آغا خان ہسپتال ٹیلی فون کے ذریعہ رابطہ اور مشورہ کرتے رہے آغا خان ہسپتال کے ڈاکٹر خورشید صاحب نے فرمایا کہ خون کی Drip لگوادو۔ جونہی طبیعت سنبھل جائے تو فوراً کراچی لے آؤ۔ ڈاکٹر قمر الزمان صاحب تشریف لے آئے اور انہوں نے خون کی Drip لگادی اور خود چلے گئے اس دن منگل تھا۔ منگل کے روز لاہور سے رحیم یار خان ہوتا ہوا کراچی کیلئے بوئنگ جہاز آتا تھا۔ جہاز کی سیٹیں بھی بک کروالی گئیں۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو راقم نے عرض کی کہ حضور جہاز کی سیٹیں کروالی ہیں۔ تیاری کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ کراچی چلنا ہے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی کام خراب ہوگیا ہے مجھے کہیں نہ لے جاؤ۔ مجھے اپنے رب کے فیصلے پر راضی رہنے دو۔

سانحہ ارتحال

امی جان رحمۃ اللہ علیہا کے آنے پر راقم الحروف اور مولانا عبد الرشید نعمانی صاحب مدظلہ، حجرہ شریف سے باہر آگئے راقم الحروف حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے کپڑے دھونے کیلئے وضوخانہ پر چلا گیا۔ مولانا عبد الرشید نعمانی بھی ساتھ بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد مولانا نے فرمایا کہ حافظ جی ظہر کی نماز کا وقت قریب ہے میں اب جا رہا
ہوں۔ انشاءاللہ عصر کے بعد آؤں گا۔ مولانا چلے گئے راقم الحروف نے کپڑے دھو کر
غسل کیا اپنے کپڑے تبدیل کئے شام کے تین بج چکے تھے، ظہر کی نماز خانقاہ شریف والی
مسجد میں پڑھنے کیلئے گیا۔ نماز پڑھ کر واپس مسجد کی سیڑھیاں اتر رہا تھا کہ حجرہ شریف
سے بھائی جان محمد سعد صاحب مدظلہ، بھاگے ہوئے آئے اور فرمایا کہ حافظ جی ابا جان
کو پھر خون کی قے آئی ہے جلدی سے خون کا انتظام کرو راقم الحرف شہر گیا۔ ساتھیوں کو
اطلاع دی سب ساتھیوں کو لے کر ڈاکٹر مشتاق صاحب کے کلینک پہنچایا۔ اور خود خانقاہ
شریف آیا۔ تقریباً شام کے پانچ بج چکے تھے۔ راقم الحروف حجرہ شریف میں داخل ہوا
تو حضرت جی پر بے چینی کی کیفیت تھی۔ بار بار اُٹھتے تھے اور پھر لیٹ جاتے تھے۔ اور
فرماتے تھے کہ پیٹ میں درد ہو رہا ہے اسکا کچھ کرو۔ راقم نے عرض کی کہ حضور درد کا ٹیکہ
Drip میں ڈال دیا ہے فرمایا کہ ٹیکہ وغیرہ نہ لگواؤ اسی اثناء میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا
حافظ محمد سالم صاحب کو حضرت جی کے پاس بٹھا کر ہم نے نماز عصر خانقاہ شریف کی مسجد
سیدنا ابوایوب انصاری میں پڑھی۔ نماز پڑھ کر فوراً حجرہ شریف میں حاضر ہوئے تو
حضرت جی دائیں کروٹ قبلہ کی طرف رُخ کر کے لیٹے ہوئے تھے۔ بھائی جان محمد سعد
مدظلہ نے حضرت جی کا رُخ دوسری طرف کر دیا تا کہ قے پھر نہ آ جائے لیکن حضرت جی
نے پھر اپنا رُخ قبلہ کی طرف کر لیا اور درود پاک پڑھتے رہے۔ آپکے چہرہ مبارک پر
مسکراہٹ تھی درود پاک پڑھتے ہوئے یہ آفتاب حقیقی جس کی شعاعوں سے ایک عالم منور
تھا دیکھتے ہی دیکھتے غروب ہو گیا۔ آپ کا وصال مبارک سولہ جون ۱۹۹۸ء بروز منگل
شام تقریباً چھ بجے ہوا۔ اور یوں آپ اپنے لاکھوں مریدین کو سوگوار چھوڑ کر داعی اجل کو

لبیک کہتے ہوئے خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔
متعلقین و مریدین آپ کے فراق میں مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے راقم الحروف خود بھی اشکبار تھا اور غمگین دل سے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کو تسلی و تشفی بھی دے رہا تھا راقم الحروف نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال فرماتے ہی حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم میاں عتیق الرحمٰن صاحب کو عرض کی کہ آپ ٹیلی فون ڈائری لے لیں اور پورے پاکستان کی جماعت غفوریہ کو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی اطلاع کر دیں میاں عتیق الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ میں اپنی دوکان سے جا کر اطلاع کر دیتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے پاکستان کی جماعت غفوریہ کو اطلاع کر دی اور جہاں جہاں ٹیلی فون کرتے رہے برابر ٹیلی فون پر راقم الحروف کو مطلع فرماتے رہے رحیم یار خان، خان پور اور صادق آباد کے گردونواح اور مضافات میں لاؤڈ سپیکر پر اعلانات کی ذمہ داری ہمارے مخلص ترین پیر بھائی اسرار الحق صاحب نے اپنے ذمہ لی۔ انہوں نے اپنی وین پر لاؤڈ سپیکر لگوا کر اعلان شروع کروا دیئے۔

غسل میت

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر فوراً پورے صادق آباد میں پھیل گئی اور گردونواح سے لوگ آنے شروع ہو گئے صاحبزادے غم کی وجہ سے نڈھال تھے علماء، اور صاحبزداوں نے غسل دینے کا مشورہ کیا ڈاکٹروں کے مشورہ کے مطابق فیصلہ یہ ہوا کہ غسل صبح کی نماز کے بعد ۱۷جون کو دیا جائے۔ امی جان (رحمۃ اللہ علیہا) سے کفن کے بارے میں بات ہوئی تو امی جان رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ گھر میں دو چادریں آبِ زمزم

سے دھلی ہوئی ہیں منگوالیں۔ آب زمزم سے دھلی ہوئی چادروں سے کفن تیار کیا کفن تیار کرنے کی سعادت راقم الحروف کے تایازاد بھائی دین محمد صاحب کو نصیب ہوئی موصوف نے باوضو ہو کر کفن تیار کیا غسل کیلئے آپ کے حجرہ شریف کے پیچھے والے پلاٹ میں انتظام کیا گیا۔ غسل کیلئے لکڑی کا تختہ حاجی سعید احمد صاحب نیا بنوا کر لائے۔ تختہ کو شمالاً جنوباً رکھا گیا غسل کے تختہ کو تین مرتبہ لوبان سلگا کر دھونی دی گئی۔ غسل دینے والوں میں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے چاروں صاحبزادے اور حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب، مولانا نعیم الرحمان صاحب فیصل آباد بھائی چوہدری محمد سلیم صاحب فیصل آباد، میاں عتیق الرحمٰن صاحب، محمد عرفان بٹ صاحب، اسجد حسن صاحب، راقم الحروف اور دیگر جماعت کے ساتھیوں نے شرکت کی۔ بعد غسل کے حضرت مولانا صاحبزادہ محمد سعید انصاری صاحب مدظلہ نے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک پر آب زم زم شریف بھی ڈالا۔ مسنون طریقہ پر غسل دینے کے بعد جب آپ کو کفن پہنایا گیا تو آپ کے چہرہ کی خوبصورتی کی انتہا نہ رہی چہرہ پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی غسل کے بعد آپ کا جسم مبارک جس حجرہ شریف میں آپ نے وصال فرمایا واپس اسی حجرہ شریف میں زیارت کیلئے رکھ دیا گیا۔ گھر کی مستورات اور شہر کے لوگ اور باہر سے آئے ہوئے مہمان عصر کی نماز تک آپ کی زیارت کرتے رہے۔

متوسلین کی آمد

آپکے وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے اہل سلسلہ و متوسلین کثیر تعداد میں پہنچنا شروع ہو گئے۔

کوئی ہوائی جہازوں، خصوصی بسوں، اور کوچوں کے ذریعہ جنازہ میں شریک ہونے کیلئے گرمی میں دور دراز کا سفر طے کرتے ہوئے خانقاہ غفوریہ پہنچے۔ لوگوں کا اتنا رش ہوگیا کہ خانقاہ غفوریہ میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ نماز جنازہ سے قبل بحکم حضرت صاحبزادہ مولانا محمد سعید انصاری مدظلہ، قرآن پاک کا ختم کیا گیا۔ جب آپکے جسد خاکی والی چارپائی حجرہ شریف سے باہر لائی گئی۔ تو ناظرین پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کے فوارے پھوٹ پڑے کوئی ایسی آنکھ نہ تھی جو محبوب کی جدائی پر اشکبار نہ ہو۔ بعض لوگ کلمہ شریف کا ورد کر رہے تھے۔ بعض اللہ والے فراق مرشد میں مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے۔ پیر بھائی آپس میں گلے مل کر زاروقطار رو رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے آج ہم یتیم ہوگئے۔ بزرگ ساتھی اپنی اشکبار آنکھوں سے اپنے بھائیوں کو تسلی و تشفی دے رہے تھے۔ مخلوق خدا کا اپنے محسن اور غم خوار کے فراق میں اس شدت سے رونا اس بات کی دلیل تھی کہ اس اللہ کے بندے نے ساری مخلوق خدا کی بلاتفریق دین و دنیا کے لحاظ سے بڑی خدمت کی ہے ایک عجیب بات یہ دیکھنے میں آئی کہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی ساری عمر مخالفت کرنے والے لوگ بھی زاروقطار رو رہے تھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے یہ اپنے کیے پر نادم ہیں۔

جنازے کا منظر

بدھ کے روز عصر کی نماز کے بعد خانقاہ غفوریہ سے آپ کے جسد خاکی کو اُٹھایا گیا چارپائی کو کندھا دینے والوں کے ہجوم کو دیکھ کر، چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھے گئے لوگوں کا اتنا بڑا ہجوم تھا کہ جس کو ایک دفعہ کندھا دینے کا موقع ملا

اسے دوبارہ جنازہ گاہ تک کندھا دینے کا موقع نہیں مل سکا۔ آپ کے جنازے کے ساتھ اکثر کمزور اور ضعیف لوگ گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں پر پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ آپ کے جسد خاکی کو خانقاہ غفوریہ سے اوور ہیڈ برج کے راستے صادق آباد کے مشہور وسیع و عریض چھاؤنی گراؤنڈ میں لایا گیا۔ لوگوں کے ہجوم کو دیکھ کر چھاؤنی گراؤنڈ میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا گیا۔

مولانا سیف الرحمٰن درخواستی کا بیان

نماز جنازہ سے قبل صادق آباد کے قریب ایک گاؤں روجھان کی عظیم مذہبی وسیاسی شخصیت حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کے نواسے ممتاز عالم دین حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب درخواستی نے ہزاروں کے اجتماع سے اپنی بھرائی ہوئی آواز اور دردناک لہجہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ صادق آباد کی پہچان تھے جنہوں نے صادق آباد میں رشد و ہدایت کا مرکز قائم کیا۔ خانقاہ کو آباد کیا۔ اور اشاعت دین کا عظیم فریضہ لوجہ اللہ انجام دیا۔ مولانا نے روتے ہوئے جذباتی انداز میں فرمایا کہ صادق آباد والو! تم آج ایک عظیم انسان عالم دین اور عاشق رسول ﷺ سے محروم ہو گئے۔ جن کے عقیدت مند پوری دنیا میں موجود ہیں۔ مولانا کے ان الفاظ پر ہزاروں کا مجمع زار و قطار روتا رہا۔ مولانا نے درد بھری آواز میں ایک شعر پڑھا

بچھڑا وہ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
ایک شخص سارے شہر کو ویراں کر گیا

مولانا کے بیان کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا محمد سعید انصاری مدظلہ نے مختصر الفاظ میں اپنے والد محترم حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لوگوں سے فرمایا کہ میرے ابا جان سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو وہ معاف کر دے۔ صاحبزادے کے ان الفاظ پر لوگوں کی سسکیاں بندھ گئیں۔ نماز جنازہ میں عوام الناس کے علاوہ ملک بھر سے علمائے کرام مشائخ عظام، قراء حضرات، طلباء کرام، سیاسی وسماجی تنظیموں کے اعلیٰ عہدیدار بھی شریک ہوئے۔

نماز جنازہ

آپ کی نماز جنازہ صادق آباد کے مشہور اور وسیع وعریض چھاؤنی گراؤنڈ میں آپ کے جانشین فرزند ارجمند صاحبزادہ حضرت مولانا قاری محمد سعید انصاری نے پڑھائی۔ شہر صادق آباد کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ اور ایسے رقت آمیز مناظر کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔ بات یہ ہے کہ عام طور پر جنازہ پڑھنے والوں کی وجہ سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ جبکہ بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا جنازہ پڑھ لینے سے پڑھنے والوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ آپ کا شمار بھی یقیناً ان ہستیوں میں ہوتا ہے۔

تدفین

جنازہ گاہ سے آپکے جسد خاکی کو واپس خانقاہ غفوریہ لایا گیا تو مغرب کا وقت قریب تھا۔ کچھ لوگوں کا مشورہ تھا کہ مغرب کے بعد تدفین ہو۔ لیکن مشورہ میں یہ طے ہوا کہ اب تدفین میں جلدی کرنا چاہیے۔ چنانچہ آپکے ارشاد کے مطابق خانقاہ غفوریہ کے احاطہ میں آپکی والدہ ماجدہ کے پہلو میں نماز مغرب سے قبل آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔



فوجی چھاونی کا مشہور گراونڈ جہاں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔



حضرت پیر جی رحمتہ اللہ کی آخری آرام گاہ۔

یہ آفتاب ؒ حقیقی جو اپنے باطنی انوار سے ایک عالم کو منور کیا کرتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے غروب ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آسمان سے آواز آ رہی ہے۔

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ○ وَادْخُلِي جَنَّتِي ○

ترجمہ: اے اطمینان والی روح اپنے رب کی طرف چل، اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی، پھر تو میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

آپکی پوری زندگی سنت کے احیاء کیلئے وقف تھی۔ اسی ناطے آپ کا وجود مسعود، عالم اسلام کیلئے نعمت کبریٰ تھا۔ آپکی وفات سے دنیا ایک فیض رساں شیخ سے محروم ہو گئی۔ اور جو ظاہری و باطنی علوم کا سمندر تھا، خشک ہو گیا۔

کرامت بعد از وصال

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے جنازہ کی ایسی برکت ہوئی کہ بہت سے لوگوں نے بے راہ روی کی زندگی سے توبہ کی اور جو لوگ ڈاڑھیاں نہیں رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے چہروں کو حضور ﷺ کی اس سنت سے سجالیا۔

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اولاد و امجاد

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں۔

صاحبزادہ حضرت حافظ محمد معاذ انصاری مدظلہ

آپ کی ولادت باسعادت صادق آباد شہر میں ہوئی آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد معاذ رکھا گیا گھر کا دینی ماحول ہونے کی وجہ سے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے دینی علوم کے حصول کیلئے آپ کو قرآن پاک حفظ کرایا لیکن جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے وہ ہی ہوتا ہے آپ نے سکول کی تعلیم حاصل کی اور پھر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ انصاری دواخانہ پر کام کرتے تھے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ مریضوں کو دیکھتے اور دوائی تجویز فرماتے تو آپ ڈسپنسر کا کام کرتے دوائی بناتے اور مریضوں کو دوائی سمجھاتے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے آپ معتدل مزاج، جمالی طبیعت، ملنسار، خدمت خلق اور سخاوت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ ماشاءاللہ آپ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی طرح خوبصورت ہیں آپکے چلنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ جارہے ہوں۔ آپ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے آج کل صادق آباد میں تجارت کرتے ہیں۔

صاحبزادہ محمد سعد انصاری مدظلہ

آپ کی ولادت باسعادت بھی صادق آباد میں ہوئی آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد سعد رکھا گیا۔ آپ نے سکول کی تعلیم حاصل کی اور آج کل صادق آباد میں ہی تجارت کرتے ہیں۔

صاحبزادہ حضرت مولانا محمد سعید انصاری صاحب مدظلہ

آپ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے فرزندار جمند ہیں آپ کی پیدائش صادق آباد میں ہوئی آپ والدہ ماجدہ کی گود سے ہی پیدائشی ولی کے آثار لے کر آئے حدیث مبارک میں ہے۔ اَلسَّعِیْدُ مَنْ سُعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ O سعید وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ سے سعادت لائے۔

اللہ رب العزت کی عجیب شان ہے کہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء میں آپ کے آثار دیکھتے ہوئے آپکا نام محمد سعید رکھا۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے میٹرک تک کی تعلیم صادق آباد ہی میں حاصل کی میٹرک کے بعد قرآن پاک صادق آباد ہی میں حفظ کیا۔ قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد ابتدائی کتابیں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے خود پڑھائی اور مزید علوم عربیہ کے حصول کیلئے آپ کو سعودی عرب کی جامعہ محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض یونیورسٹی میں بھجوادیا گیا آپ نے ۱۹۸۷ء میں علوم شرعیہ کی ڈگری حاصل کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی قابلیت سے نوازا ہے آپ اپنی خداداد صلاحیت کی بناء پر ایک مرتبہ محمد بن سعود یونیورسٹی کے طلبہ سرگرمیوں کے ادارہ کے زیر اہتمام مقابلہ حسن قرآت، قرآنی معلومات منعقد ہوا جس میں ایشیا، افریقہ کے تیرہ ممالک کے طلبہ نے شرکت کی آپ نے اس مقابلہ میں اوّل پوزیشن حاصل کی محمد بن سعود یونیورسٹی کی طرف سے آپ کو گرانقدر انعامات سے نوازا گیا آپ کی قابلیت اور ذہانت کو دیکھتے ہوئے جامعہ کے اساتذہ نے سعودی عرب ہی میں

رہنے کی پیش کش کی۔ لیکن آپ نے والدین کی خدمت کیلئے اس پیشکش کو قبول نہ فرمایا اور پاکستان چلے آئے۔ پاکستان پہنچنے پر آپ نے اپنے والد حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق مسجد رئیس محمد غازی میں درس قرآن پاک اور درس حدیث کا سلسلہ شروع کیا جو الحمدللہ آج تک جاری ہے تعمیری کاموں میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ بٹاتے رہے آپ ہر سال رمضان میں قرآن پاک مسجد رئیس محمد غازی ہی میں سناتے ہیں ماشاءاللہ بڑے خوش الحان قاری ہیں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد خانقاہ غفوریہ میں اپنے والد محترم حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہیں اور ساتھ ہی جامعہ غفوریہ کا نظم ونسق سنبھالے ہوئے ہیں۔

محمد زبیر انصاری مدظلہ

آپ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے چوتھے صاحبزادے ہیں آپکی پیدائش بھی صادق آباد میں ہوئی آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد زبیر رکھا گیا آپ نے اپنی تعلیم صادق آباد ہی میں حاصل کی آج کل صادق آباد ہی میں تجارت کرتے ہیں۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی چاروں صاحبزادیاں شادی شدہ ہیں اور ماشاءاللہ اپنے اپنے گھروں میں خوش حال ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کشف و کرامات

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی مختصر کشف و کرامات نقل کرتا ہوں۔

دل کا حال جان لیا

خانقاہ غفوریہ کی ابتدائی تعمیر الحمد اللہ راقم الحروف کے ہاتھ سے ہوئی۔ تعمیر کی ضرورت کے مطابق روزانہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ چیک یا کبھی کبھی نقد رقم دے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حاجی سعید احمد صاحب خانقاہ غفوریہ تشریف لائے۔ راقم الحروف نے عرض کی کہ آج فلاں فلاں آدمی کو پیسے ادا کرنے ہیں اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ گھر پر تشریف فرما ہیں۔ پانچ ہزار روپیہ لینے جانا ہے۔ آپ کے پاس موٹر سائیکل ہے چلو چلتے ہیں۔ حاجی سعید احمد صاحب نے راقم الحروف کو فرمایا کہ آپ کبھی پانچ ہزار لیتے ہو اور کبھی دو ہزار ایک مرتبہ ہی آٹھ دس ہزار روپیہ حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ سے لے لیا کرو۔ ہم دس ہزار روپیہ کا پروگرام بنا کر خانقاہ شریف سے حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے دستک دی گھر سے حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ باہر تشریف لائے۔ السلام علیکم وعلیکم السلام ہوا۔ تو حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے اتنے رعب سے فرمایا کہ کیسے آئے ہو؟ جب فرمایا تو ہم سے کوئی بات نہ ہونے پائی۔ پھر خود ہی حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پیسے چاہیے۔ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کتنے دے دوں ہم خاموش رہے۔ حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ارے اللہ کے بندو بتاؤ کتنے دوں جو پروگرام بنا کے آئے ہو وہ بتاؤ۔ جب یہ بات سنی تو ہماری تو ہوائیاں اُڑ گئیں کہ یہ کیا ہوا۔ ہم خاموش رہے پھر حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا کہ پانچ ہزار دے دوں۔ راقم نے عرض کی کہ جی حضور دے دیں۔ پھر حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ چلو دس ہزار لے جاؤ۔ دس ہزار روپے لے کر ہم واپس خانقاہ شریف آئے اور بڑی پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے کہ یہ کیا ہوا کہ ہم نے خانقاہ شریف میں پروگرام بنایا۔ اور حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو گھر پر کشف ہو گیا۔

حادثے میں مریدین کا سلامت رہنا

ایک مرتبہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مرید چوہدری محمد ارشد مرحوم کی دعوت پر (جمالدین والی) ان کے گاؤں تشریف لیجانے کیلئے ایک ویگن میں مع جماعت کے روانہ ہوئے۔ راستہ میں تیز رفتاری اور اچانک سپیڈ بریکر آنے کی وجہ سے گاڑی اُلٹ گئی قریب ایک بستی کے لوگوں نے موقع پر پہنچ کر جلدی سے ساتھیوں کو نکالا۔ الحمدللہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اور ساری جماعت بالکل ٹھیک رہی۔

ایک مرتبہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ غفوریہ سے عشاء کے بعد معمولات سے فارغ ہو کر پیدل شہر آ رہے تھے کہ راقم کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں جو عصاء ہے وہ بڑا خوبصورت ہے اگر یہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے مل جائے تو بہت اچھا ہے۔ اسٹیشن کے قریب پہنچے تو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی آپ یہاں سے اپنے گھر چلے جاؤ اور یہ عصاء بھی لے لو۔ راقم کو بڑی حیرانی ہوئی۔ شرمندگی کی وجہ سے راقم نے عصاء نہ پکڑا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لے لو بھئی۔ خیر راقم نے وہ عصاء حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ سے لے لیا۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو میرے دل کے خیال کا کشف ہو گیا۔

دعوت میں لوگوں کا جی بھر کر کھانا

۱۹۸۵ء کی بات ہے کہ راقم الحروف کے ہاں اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا۔
حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ اس وقت غفوریہ ہاؤس مری میں تشریف فرما تھے۔ راقم الحروف نے
حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کو خط لکھا (جوابی خط مکتوبات شریفہ میں لکھ دیا ہے)
حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے بیٹے کا نام محمد عزیر ارشاد فرمایا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد
آپ رحمتہ اللہ علیہ صادق آباد تشریف لے آئے۔ راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور میں
آپ کی اور چند ساتھیوں کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ قبول فرمالیں۔ حضرت جی
رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دعوت تو قبول ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہے میں جمعہ کے دن
نماز جمعہ کے بعد کھانا کھاتا ہوں۔ راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور انشاء اللہ جمعہ کی نماز
کے بعد کا ہی پروگرام بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ راقم الحروف نے تقریباً
اپنے آٹھ دس پیر بھائیوں کو مدعو کر لیا۔ پانچ کلو چاول، گوشت کا سالن، دہی اور شامی
وغیرہ بنوالی۔ راقم الحروف کو کسی پیر بھائی نے اطلاع دی کہ حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے
جمعہ کی نماز پر اعلان کر دیا ہے کہ آج جمعہ کی نماز کے بعد حافظ جی کے ہاں دعوت ہے۔
جس کا جی چاہے چلا چلے۔ راقم الحروف کے والد صاحب مرحوم فرمانے لگے کہ میں
اسٹیشن سے حضرت جی کو لے آتا ہوں۔ (اسٹیشن کے شمال کی طرف راقم کا غریب خانہ
تھا۔) حضرت والد صاحب مرحوم راستہ ہی سے واپس گھر تشریف لے آئے اور مجھے
فرمانے لگے کہ اللہ کے بندے حضرت جی کے ساتھ تو بڑی مخلوق ہے پانچ کلو چاول
سے کیا بنے گا۔ ایک دیگ بھی تھوڑی رہے گی۔ راقم الحروف نے عرض کی کہ ابا جان

حضرت جی خود اتنے لوگوں کو لے کر آ رہے ہیں۔ میں نے تو اتنے لوگوں کو دعوت نہیں دی۔ حضرت جی کے ساتھ اگر اتنے آدمی ہیں تو اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔ اب اتنی جلدی تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ خیر حضرت رحمتہ اللہ علیہ غریب خانہ پر تشریف لے آئے۔ اتنی مخلوق ساتھ تھی کہ لوگوں کو بٹھانے کیلئے جگہ کم پڑ گئی۔ بہر حال الحمد للہ گزارہ ہو گیا۔ چاول پکانے میں ذرا زیادہ ہی دیر ہو گئی۔ عصر کے قریب حاجی قیام الدین نے (جو میر رئیس محمد غازی کے منتظم ہیں) شور مچانا شروع کر دیا کہ کھانے کو کتنی دیر ہے۔ ہم نے نماز عصر اپنی مسجد مین جا کر پڑھنی ہے۔ حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بھئی کیوں شور مچاتے ہو۔ جانا ہے تو چلے جاؤ نامعلوم کہ حافظ جی کا کیا انتظام ہے۔ حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا کہ حافظ جی کھانے میں کیا دیر ہے؟ میں نے عرض کی کہ حضور چاول پکنے میں کچھ دیر ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا ہے سب ساتھیوں کو وضو کروائیں۔ نماز یہاں گھر پر ہی پڑھ لیتے ہیں اور ایک حدیث مبارک سنائی کہ حضور ﷺ بھی اپنے ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) کے ہاں تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز گھر ہی پڑھ لیتے ہیں۔ گھر میں برکت آئے گی۔ چنانچہ نماز کی تیاری کی اور گھر کے صحن ہی میں نماز عصر ادا کی نماز کی امامت حضور والا نے خود فرمائی۔ نماز کے بعد حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی اب دیر نہ کرو جو کچھ ہے جیسا ہے لے آؤ۔ لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو اور اپنے رُخ پھیر لو۔ دستر خوان لگا دیا گیا راقم الحروف نے کھانے کی تقسیم پر اپنی والدہ محترمہ کو بٹھا دیا۔ والدہ محترمہ کھانا ڈال کر دیتی رہیں ہم نے کھانا دستر خوان پر لگایا۔ کھانا شروع ہو گیا درمیان میں حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے دو مرتبہ لوگوں کو فرمایا کہ حافظ جی کی

دعوت ہے خوب کھانا، لوگ کھانا کھا چکے تو پھر فرمایا کہ آپ لوگ کھانا کھا چکے۔ سب نے عرض کیا کہ حضور کھانا کھا چکے۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خوب کھایا۔ سب نے عرض کی کہ جی حضرت خوب کھایا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب دُعا کرو۔ کافی لمبی دُعا فرمائی۔ راقم الحروف نے اپنے بیٹے محمد عزیز کو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں لٹا دیا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ غریب خانہ پر تشریف لاتے ہوئے اپنے ساتھ دو کلو مٹھائی بھی لائے تھے۔ راقم الحروف کو فرمایا کہ مٹھائی لاؤ۔ مٹھائی پیش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے منہ مبارک کیساتھ چبا کر بچے کے منہ میں دے دی اور ساتھ ہی ایک سو ایک روپیہ بھی عطا فرمایا۔ راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور ہم دونوں میاں بیوی نے مشورہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا تو وہ خدمت کیلئے حضرت جی کو پیش کر دیں گے۔ حضرت جی یہ سن کر مسکرائے۔ اور فرمایا کہ کیا میں اب اسکی عمر تک جیتا رہوں گا آپکو اور اس کی والدہ کو نیت کا ثواب مل جائیگا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اور پوری جماعت کھانے کے بعد واپس تشریف لے گئے اسی پانچ کلو چاول میں سے ہمارے گھر والوں اور مہمانوں نے بھی کھانا کھایا اور چاول پھر بھی بچ گئے والدہ صاحبہ فرمانے لگی کہ حافظ جی دیکھو اپنے پیر جی کی کرامت کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا ہے اور چاول پھر بھی بچے ہوئے ہیں۔

چھوٹی عمر میں بچے کا اللہ اللہ کرنا

راقم الحروف کا بیٹا محمد عزیر ابھی تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوا تھا کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی (تحنیک) یعنی مٹھائی چبا کر منہ میں دینا۔ اس مٹھائی کے یہ اثرات مرتب ہوئے کہ اتنی چھوٹی عمر میں بچے نے تین مرتبہ بڑی صاف آواز میں

اللہ اللہ اللہ کہا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوتى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ۔

(مسلم، ص ۳۰۹، ج ۲)

صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین اپنے بچوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ ان کیلئے خیر و برکت کی دُعا فرماتے اور تحنیک فرماتے۔

کھانے کا زیادہ ہو جانا

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے محمد معاذ انصاری کی شادی کے ولیمہ پر صاحبزادوں نے بتایا کہ کھانا لوگوں کو کھڑے ہو کر کھلانا ہے کیونکہ بٹھا کر کھانا کھلانے کیلئے جگہ نہیں ہے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا لیکن صاحبزادے برابر مجبوری کا اظہار کرتے رہے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور گھر تشریف لے گئے۔ تقریباً ایک ہزار آدمیوں کی دعوت کا انتظام تھا۔ عقب ریل بازار دولت خانہ کے سامنے سڑک پر پروگرام بنایا۔ کھانا پکانے کیلئے مخدوم الملک غلام میراں شاہ صاحب مرحوم کے خانسامے کو جمالدین والی سے بلوایا گیا۔ خیر انتظامات مکمل ہوئے۔ اللہ والوں نے ہی انتظامات کئے تقریباً پانچ سو آدمی کھانا کھا چکے تھے کہ اچانک خانسامے نے بھائی محمد ارشد مرحوم کو بلایا (جو کہ انتظامیہ کے منتظم اور ہمارے پیر بھائی تھے) اور کہا کہ پانچ سو آدمی ابھی کھانا کھانے والے باقی ہیں۔ قورمہ والی دیگ آدھی ہے۔ اتنی جلدی نئی دیگ پک نہیں سکتی کیا کیا جائے بے عزتی نہ ہو جائے۔ سائیں ناراض ہو جائیں گے ساری جماعت بڑی پریشان تھی اور لوگ کھانا کھانے کیلئے بے چین تھے کہ

اچانک حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ کھانا کیوں نہیں لگاتے۔ لوگ پریشان کھڑے ہیں بھائی محمد ارشد مرحوم نے حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضور قورمہ کی آدھی دیگ ہے کھانا کھانے والے لوگ زیادہ ہیں تو حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ پریشانی کس چیز کی ہے چلو مجھے وہاں لے چلو جہاں دیگیں پکوا رہے ہو۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو وہاں لیجایا گیا۔ حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دیگیں دکھاؤ۔ چنانچہ بھائی ارشد مرحوم ایک ایک دیگ کے منہ سے پرات اُٹھاتے رہے اس طرح حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے سب دیگوں کو دیکھا۔ جب قورمہ کی دیگ کے قریب پہنچے تو خانسامہ نے عرض کی کہ سائیں یہ دیگ ہے جو ختم ہو رہی ہے سامان موجود ہے لیکن اتنی جلدی کھانا پکایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ لوگوں کیلئے ابھی کھانا لگانا ہے۔ حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے قورمہ والی دیگ کو دیکھا اور خانسامے کو فرمایا کہ دیگ کی پرات نہ ہٹائیں بلکہ دیگ کا تھوڑا سا منہ کھول کر کھانے کی تقسیم شروع کرو۔ چنانچہ ایسے ہی کیا اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس دیگ سے پانچ سو آدمی بھی کھا چکے اور پوری انتظامیہ نے بھی کھایا اور دیگ آدھی کی آدھی بچی رہ گئی بعد کر خانسامہ نے بھائی ارشد مرحوم کو بلایا اور کہا کہ اپنے سائیں کی کرامت دیکھ لو دیگ آدھی کی آدھی ہے بعد میں صاحبزادوں کو احساس ہوا تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے پاؤں پکڑ کر معافی مانگنے لگے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے معاف کر دیا۔ لیکن آپ لوگ میری بات نہیں مانتے تو نقصان اُٹھاتے ہو۔ الحمد للہ بھائی جان محمد معاذ صاحب کی شادی کے بعد تین صاحبزادوں اور دو صاحبزادیوں کی شادی ہوئی تو کھانا سنت کے مطابق ہی کھلایا گیا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج تحریک کے طور پر

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اپنے شیخ مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ کی ترویج کیلئے دن رات فکرمند رہتے تھے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق جلدی سے جلدی اور زیادہ سے زیادہ سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہو جائے اور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے شریعت کے مطابق زندگی گزارنے والے بن جائیں یہی وجہ تھی کہ پیرانہ سالی میں بیماریوں کے باوجود آپ رحمتہ اللہ علیہ نے لمبے لمبے سفر کیئے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کرے دین کا کام کرتے کرتے موت آ جائے تاکہ سرخروئی نصیب ہو جائے۔

خلافت واجازت

راقم الحروف کو خانقاہ شریف کی جگہ لینے سے پہلے جامع مسجد رئیس محمد غازی میں (جو آپکی پہلی خانقاہ تھی) ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ بمطابق ۲۵ مئی ۱۹۸۷ء کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ غفوریہ کی خلافت واجازت سے سرفراز فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر چہ اس کے اسباق تو پورے نہیں ہیں۔ لیکن انشاءاللہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے سلسلہ کا کام لے گا۔ یاد رہے کہ (راقم کو) حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ غفوریہ کے سلوک کا آخری سبق (دائرہ لاتعین) عمرہ کے سفر پر ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز سوموار محراب شریف کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی صف میں دیا۔ الحمدللہ اس طرح سے سلوک نقشبندیہ کی تکمیل ہوئی۔

الھم لك الحمد ولك الشکر

نصیحتیں بوقت اجازت

حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ نے اس وقت درج ذیل نصیحتیں بھی فرمائیں۔

۱۔ جتنا ہو سکے کم سے کم بولنا۔

۲۔ اپنے بزرگوں کی مستند۔ کتابوں کا مطالعہ کرتے رہنا

۳۔ مراقبہ زیادہ کرنا۔

۴۔ دو ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ یعنی تہلیل لسانی کا معمول رکھنا۔

راقم کے تبلیغی اسفار

خلافت و اجازت کے کچھ عرصہ بعد ارشاد فرمایا کہ حافظ جی باپ جب بیٹے کی شادی کر دیتا ہے تو اس کا جی کرتا ہے کہ پوتا دیکھوں۔ تو آپ سلسلہ تبلیغ کیلئے سفر نہیں کرتے راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور آپ نے شفقت فرمائی ہے یہ فقیر اس لائق نہیں ہے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بات کرنے کی ہے۔ اجازت اس لئے ہوتی ہے کہ کام کریں۔ اجازت لے کر گھر بیٹھ جائے تو اجازت کا کیا فائدہ۔ پھر کافی دیر تک اس موضوع پر گفتگو فرماتے رہے اور اپنے بزرگوں کے کئی واقعات سنائے۔ اپنے شیخ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ سنایا۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ مولوی ادریس سفر کرو۔ صادق آباد کے نہ ہو کر رہ جانا۔ نہیں تو جامد ہو جاؤ گے۔

پہلا سفر پنڈت وڑی (صادق آباد)

اس واقعہ کے کچھ دن بعد راؤ محمد توفیق صاحب (ہمارے پیر بھائی ہیں) نے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو عرض کی کہ حضور حافظ جی کو حکم فرماؤ کہ ہر مہینہ کا ایک دن ہمارے گاؤں 'پنڈت وڑی میں ختم خواجگان (مجلس ذکر) کیلئے وقت دے دیا کریں۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے تو اجازت اس لئے دی ہے کہ کام کرے۔ یہ بات مجھے کیوں کہتے ہو حافظ جی کو کہو۔ خیر اس کے بعد راقم الحروف نے الحمد اللہ پابندی سے ہر ماہ کی پہلی اتوار کو پنڈت وڑی جانا شروع کر دیا۔ الحمد اللہ کچھ سلسلہ عالیہ کا کام بھی ہوا۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ جی جب تمہاری پنڈت وڑی میں جماعت بن جائے گی تو میں بھی انشاء اللہ ایک رات کیلئے پنڈت وڑی گاؤں جاؤں گا۔ الحمد اللہ پھر آپ تشریف بھی لے گئے عصر کے بعد پنڈت وڑی تشریف آوری ہوئی اور مغرب کی نماز کے بعد بیان اور عشاء کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھایا۔ اور صحت کی ناسازی کی وجہ سے پروگرام سے فارغ ہو کر واپس صادق آباد تشریف لے آئے۔ راقم الحروف کو حکم فرمایا کہ آپ یہاں پر ہی رہیں۔ چنانچہ مفتی محمد ابراہیم صاحب مدظلہ اور راقم الحروف رات پنڈت وڑی میں رہے۔

دوسرا سفر ملتان شریف

راقم الحروف کو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے دوسرا سفر ملتان رشید آباد کا کروایا۔ راقم الحروف کے ساتھ صادق آباد سے حاجی سعید احمد صاحب، میاں عتیق الرحمٰن صاحب کو روانہ فرمایا ملتان میں مدرسہ قاسم العلوم ٹھہرنے کی تاکید فرمائی

میجر جاوید مسرت صاحب ملتان والوں کو خط لکھا کہ عزیزی حافظ شوکت علی سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کیلئے ملتان آ رہا ہے۔ آپ اس کے ساتھ تعاون کریں۔ چنانچہ میجر جاوید مسرت صاحب اپنی گاڑی لیکر قاسم العلوم تشریف لے آئے اور رشید آباد کے پروگرام کے بعد تقریباً رات بارہ ساڑھے بارہ بجے ہمیں مدرسہ قاسم العلوم چھوڑ کر اپنے گھر واقع قاسم بیلہ تشریف لے گئے۔ الحمداللہ رشید آباد میں بھی سلسلہ کا کافی کام ہوا۔

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے راقم الحروف کو سلسلہ عالیہ کی ترویج کیلئے ایک سفر ملکہ ہانس، اوکاڑہ اور جھنگ کیلئے کروایا۔ الحمدللہ اسفار میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی دعاؤں سے سلسلے کا کافی کام ہوا۔ واپسی پر آپ رحمتہ اللہ علیہ سفر کی کارگزاری بھی سنا کرتے، اصلاح بھی فرماتے اور مزید ہدایات بھی فرماتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جی چاہتا ہے کہ سلسلہ کی تبلیغ کا ایک تحریک کے طور پر کام ہو۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ بڑی فکر کے ساتھ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دین کے سارے کام ہو رہے ہیں لیکن یہ اللہ اللہ کرنے والا کام ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اور اس اللہ اللہ کے بغیر کام نہیں بنے گا۔ یہ واقعات اس لئے پیش کئے ہیں کہ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ کی ترویج کے بارے کتنی کوشش اور محنت کیا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تعارف

خانقاہ فیض ادریس

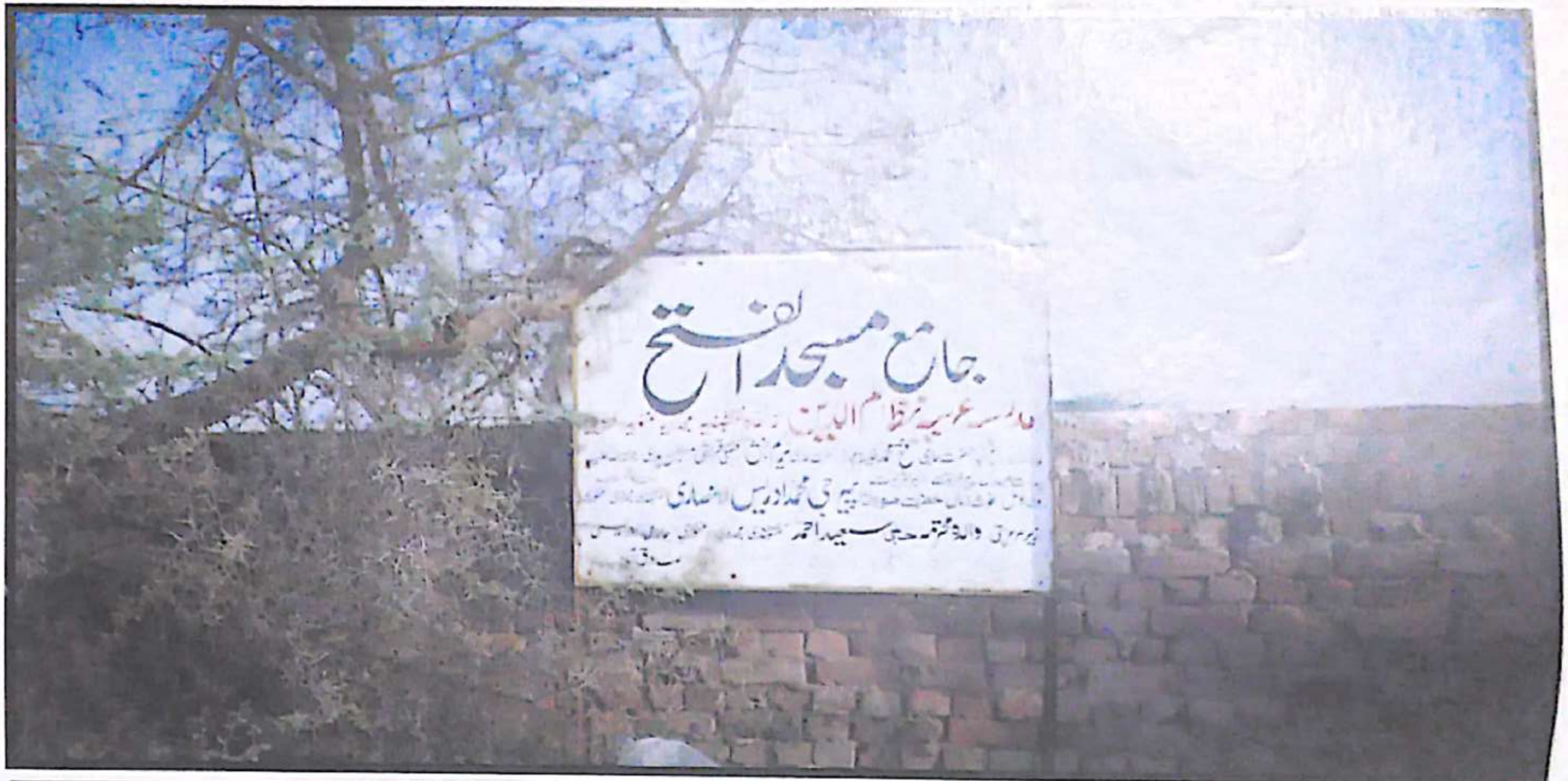
تعارف خانقاہ فیضِ الادریس نقشبندیہ (محلہ فیصل آباد، صادق آباد)

خانقاہ فیض الادریس نقشبندیہ محلہ فیصل آباد صادق آباد برلب نہر مین روڈ (بجانب مشرق) ہمارے حاجی سعید احمد صاحب خلیفہ مجاز حضرت خلیفہ حامد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ (تجدید بیعت حضرت پیر جی مولانا محمد ادریس انصاری نور اللہ مرقدہ) کی والدہ محترمہ رحمتہ اللہ علیہا نے فرمایا کہ محلہ غریب آباد موجودہ محلہ فیصل آباد میں۔ میں نے اپنے حصہ کی زمین میں مسجد بنوانی ہے حاجی سعید احمد صاحب نے اپنی والدہ محترمہ کو عرض کی کہ اگر آپ نے اپنی جگہ پر مسجد بنوانی ہے تو وہ جگہ آپ حافظ شوکت علی کو دے دیں تا کہ وہاں خانقاہ مسجد و مدرسہ بن جائے والدہ محترمہ اس پر تیار ہو گئیں۔ راقم الحروف اور حاجی سعید احمد صاحب نے باہم مشورہ کر کے حضرت پیر جی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں سارے حالات پیش کئے اور سنگ بنیاد کیلئے عرض کی تو حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے چنانچہ حضرت پیر جی نور اللہ مرقدہ موجودہ جگہ پر تشریف لائے۔ بورڈ کی پوری تحریر پڑھی اور پھر تقریباً اسی یا پچاسی اللہ والوں کی موجودگی میں اپنے دست مبارک سے بورڈ نصب فرمایا۔

تاریخ سنگ بنیاد بدست حضرت پیر جی نور اللہ مرقدہ

خانقاہ فیض الادریس نقشبندیہ کا سنگ بنیاد ۳ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۱۹۹۶ء بروز ہفتہ حضرت پیر جی نور اللہ مرقدہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔

سنگ بنیاد کے بعد طویل دعا بھی فرمائی اور مٹھائی بھی تقسیم کی اس کے بعد راقم الحروف کو حکم



تعارف ۔ خانقاہ فیض ادریس (سنگ بنیاد والے حصہ میں) بدست حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کہ اس جگہ کو اپنے نام رجسٹری کرواؤ کیونکہ آج کل حالات ٹھیک نہیں ہیں حضرت پیر جی نور اللہ مرقدہ کے تعمیل ارشاد میں راقم نے حاجی سعید احمد صاحب سے بات کی تو حاجی سعید احمد صاحب نے فرمایا کہ میں والدہ محترمہ سے بات کروں گا اس کے بعد حاجی سعید احمد صاحب کی والدہ محترمہ نے بڑی خوش دلی سے موجودہ جگہ راقم کے نام رجسٹری کروادی مرکزی خانقاہ غفوریہ اور تبلیغی مرکز میں جمعرات کے دن مغرب کی نماز کے بعد اجتماعی پروگرام ہوتا ہے اس لئے راقم نے اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے خانقاہ فیض الادریس نقشبندیہ میں ختم خواجگان۔(اجتماعی مجلس ذکر اللہ) کیلئے سوموار کا دن مقرر کیا۔ جو الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم اور بزرگوں کی دعاؤں سے پابندی کے ساتھ جاری ہے۔

الھم لك الحمد و لك الشكر

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ

کے

خلفاء عظام

پند ونصائح بوقت اجازت وخلافت

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ جب بھی کسی کو اجازت وخلافت عطا فرماتے تو پہلے دیر تک پند ونصائح سے نوازتے تھے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ خلافت کا ملنا کوئی کمال کی دلیل نہیں ہے بلکہ مناسبت اور استعداد موجود ہونے کی دلیل ہے اگر کوئی خلافت ملنے کے بعد کام نہیں کرے گا تو اپنے مقام سے گر جائے گا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات ماں باپ نالائق بیٹے کی شادی اس لئے جلدی کر دیتے ہیں کہ یہ گناہوں سے محفوظ ہو جائے۔ جبکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ ذمہ داری پڑنے سے اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک خاص مرید حاجی انور علی مرحوم (ملکہ ہانس والے) جن کا تعلق راؤ فیملی سے تھا خلافت عطا فرمائی تو وہاں کے لوگوں نے اعتراض کیا کہ راؤ کو خلافت دے دی۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ بعض حضرات کو خلافت کی ذمہ داری سونپ دی جاتی ہے جبکہ اس میں بڑی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ یہ نسبت کسی کے گھر کی میراث نہیں ہے بلکہ یہ تو مرشد کے پاس امانت ہے۔ بعض اوقات گھر والے محروم رہ جاتے ہیں اور باہر والے لے جاتے ہیں۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی یہ آیات تلاوت فرمائیں کہ

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا۔

بے شک اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ پہنچا دو امانتیں ان کے صاحبوں کی طرف

ایک مرتبہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر شیخ حق بات کے ظاہر کرنے میں سستی کرے تو وہ خائن ہے اور اگر مرید کو

وہ باتیں بری معلوم ہوں تو وہ بدقسمت ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ کی رضامندی شیخ کی رضامندی میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا غضب شیخ کی ناراضگی پر موقوف ہے۔

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام کی صحیح تعداد تو راقم الحروف کو یاد نہیں بہرحال اپنی ناقص یادداشت کے مطابق جو تعداد یاد ہے وہ درج کر رہا ہوں۔

۱	حضرت مولانا صاحبزادہ محمد سعید انصاری مدظلہ خانقاہ نقشبندیہ غفوریہ	صادق آباد
۲	حضرت مولانا محمد مسعود عثمانی صاحب مدظلہ	مدینہ منورہ
۳	حضرت مولانا قاری عبدالغنی صاحب مدظلہ	ساہیوال
۴	حضرت مولانا مفتی محمد عاصم زکی صاحب مدظلہ	کراچی
۵	حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ	چترال
۶	حضرت مولانا پیر محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مردان
۷	حضرت ماسٹر محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ	مردان
۸	حضرت حاجی محمد انور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	ملکہ ہانس
۹	حضرت ماسٹر محمد سلیم صاحب مدظلہ	ملکہ ہانس
۱۰	حضرت حاجی محمد رفیق صاحب مدظلہ	مردان
۱۱	حضرت ڈاکٹر بشیر احمد صاحب مدظلہ	نواب شاہ سندھ
۱۲	حضرت حافظ عبدالرزاق صاحب مدظلہ	ملائشیا
۱۳	فقیر شوکت علی نقشبندی عفی عنہ خانقاہ فیضِ ادریس محلہ فیصل آباد	صادق آباد

تمام خلفائے کرام کی خدمت میں مئودبانہ گزارش ہے کہ اپنے تفصیلی حالات لکھ کر اس فقیر کو بھیج دیں۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں چھپوا دیں گے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ

کی

تصنیفی خدمات

ہندوستان میں شائع ہونے والی کتب

ہمارا کلمہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں دہلی کے قیام میں اپنے مرشد و مربی اوّل حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بانی سلسلہ تبلیغ کی تبلیغی سرگرمیوں میں پوری طرح سے حصہ لیتا تھا اور اس وقت ذہن کی تمام توانائیاں تبلیغ اور اس کی سرگرمیوں اور اسکی جد و جہد میں صرف ہوتی تھیں اس تاثر کا نتیجہ تھا کہ تبلیغی تحریک کے چھ نمبروں پر چھوٹی چھوٹی اور عام فہم کتابیں ہمارا کلمہ، میری نماز، ہماری تعلیم، التبلیغ وغیرہ لکھ کر میں نے شائع کرائیں۔ یہ کتابیں دہلی میں چھپیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب ہی مقبول ہوئیں۔

(راقم) کی رائے ہے کہ اس کتاب میں کلمہ طیبہ کی فضیلت اور اس کے ورد پر ثواب کا تفصیلی تذکرہ ہے یہ کتاب آسان زبان میں لکھی گئی ہے تا کہ نوعمر بچے بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ بڑی ہی معلوماتی تصنیف ہے۔ ہر مسلمان کے گھر میں تعلیم اور عمل کی سنت سے اس کتاب کا ہونا از حد ضروری ہے تا کہ ہر مسلمان مرد، عورت اور بچے کلمہ طیبہ کی فضیلت سے واقف ہوں۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس کتاب "ہمارا کلمہ" کو خرید کر اپنے اپنے گھروں میں اسکی تعلیم کریں انشاء اللہ ایمان میں پختگی آئے گی۔ دین و ایمان کیلئے جان و مال قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

میری نماز

یہ کتاب پہلی بار دہلی میں یکم رجب ۱۳۶۴ھ کو چھپی اب پاکستان ہندوستان، عرب ممالک، یورپین ممالک میں مختلف ادارے چھپوار ہے ہیں۔
اس کتاب کا ترجمہ انگریزی، عربی، افریقی، ہندی، فارسی، پشتو زبانوں میں چھپ رہا ہے اور مخلوق فائدہ اُٹھارہی ہے اس کتاب میں نماز کی فرضیت اسکی اہمیت پنجوقتہ نمازوں کی تفصیل اور انکے درمیان ربط وحکمت اس کے ترک پر وعیدیں اور نماز سے متعلق دیگر معلومات جمع کی گئی ہیں یہ کتاب گھر کے ہر فرد کے لئے ایک معلوماتی خزانہ ہے اس کتاب میں نماز کے متعلق سوالوں کے جوابات موجود ہیں۔ نمازوں کی درستگی کیلئے یہ کتاب ایک گوہر نایاب ہے۔

ہماری تعلیم

یہ کتاب بھی دہلی میں لکھی گئی اور ۱۳۶۵ھ میں ادارہ تبلیغ الاسلام دہلی سے چھپی اس کتاب میں علم دین کی فضیلت اسکی ضرورت اور علم نافع کی پہچان اکابر سلف، حضرات صحابہ اور تابعین کی عملی مجلسوں اور علمی دلچسپیوں کو قلم بند کیا گیا ہے یہ کتاب پاکستان کے ادارہ انوار القرآن اُردو بازار لاہور نے شائع کی ہے۔

التبلیغ یعنی اسلام کا اصلاحی پروگرام

یہ کتاب بھی دہلی ہی میں لکھی گئی۔ دینی تربیت اور اخلاقی اصلاح اور معاشرہ کی درستگی کے سلسلہ میں یہ ایک مکمل نصاب ہے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ اس کتاب کے مسودہ کو میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی

رحمتہ اللہ علیہ کو وضو کے دوران سنایا کرتا تھا۔ کیونکہ حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے نماز عصر میں وضو کے وقت کتاب کو سننے کا معمول بنایا تھا۔ اور حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ وضو بڑے اہتمام سے فرمایا کرتے تھے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ التبلیغ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ تبلیغ کے بانی مرشدنا حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اس کتاب پر تقریظ (رائے مبارک لکھی) ہوئی ہے حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں اس کتاب کو پسند فرما کر اس پر اپنی رائے مبارک لکھی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جہاں تک میری معلومات ہیں۔ تبلیغی تحریک پر لکھی ہوئی تمام کتابوں میں صرف اسی کتاب کو یہ شرف حاصل ہے کہ تحریک کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی نور اللہ مرقدہ نے اس پر اپنی رائے مبارک سپرد قلم فرمائی میرے علم میں دوسری کوئی کتاب ایسی نہیں جس پر حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی رائے مبارک لکھوائی یہ کتاب ہندوستان میں چھپی اور پھر دوبارہ نہ چھپ سکی کیونکہ ہجرت کے وقت یہ کتاب اور مسودہ وغیرہ وہاں دہلی ہی میں رہ گیا تھا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ اپنی زندگی میں بڑی کوشش فرماتے رہے کہ کہیں سے التبلیغ رسالہ مل جائے تو اس کو چھپوادیں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد خیر پور ٹامیوالی سے کسی بزرگ عالم دین نے یہ رسالہ التبلیغ خانقاہ غفوریہ میں ڈاک کے ذریعے بھجوایا اب انشاءاللہ حضرت صاحبزادہ مولانا محمد سعید انصاری مدظلہ اس کو چھپوا رہے ہیں تبلیغی جماعت کے ساتھیوں کیلئے یہ رسالہ ایک گوہر نایاب ہے۔

خواتین اسلام

یہ کتاب بھی دہلی میں لکھی گئی اور دہلی ہی میں پہلی بار یہ کتاب خواتین اسلام کے نام سے چھپی پاکستان میں تشریف لانے کے بعد حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کتاب کو پاک بیبیاں کے نام سے چھپوایا یہ کتاب ان جلیل القدر خواتین کے واقعات و حالات پر مشتمل ہے جنہوں نے قرن اوّل میں اسلام اور ایمان کیلئے اپنا جان و مال نچھاور کر دیا بچوں اور بچیوں کیلئے یہ کتاب خصوصی طور پر ان آسان اسلوب میں لکھی گئی ہے مطالعہ سے انشاء اللہ عورتوں میں اپنا جان اور مال دین پر خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اور دین اسلام پر عمل کرنے کی ہمت بھی بڑھے گی۔ یہ کتاب بھی عورتوں کے اندر دینی جذبہ پیدا کرنے کیلئے ہر گھر کی ضرورت ہے۔

مسلمان خاوند مسلمان بیوی

مسلمان خاوند: یہ کتاب بھی دہلی میں لکھی گئی اور دہلی میں سب سے پہلے اردو اور ہندی زبان میں چھپی اور اب پاکستان کے علاوہ عرب ممالک میں کئی زبانوں میں چھپ کر مقبول عام ہو چکی ہے۔ یہ کتاب شوہر سے متعلق اسلامی حقوق پر مشتمل ہے۔ اس میں خاوند کی عظمت و توقیر اور بیوی پر اس کے حقوق کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

مسلمان بیوی: اس میں مسلم خواتین کیلئے حضور ﷺ کی وہ زریں نصیحتیں اور ہدایتیں جمع کی گئی ہیں جن کی ضرورت گھریلو زندگی میں ان کو پیش آتی ہے یہ کتاب بھی ہر گھر کی اہم ضرورت ہے۔

خواب

ساہیوال کے ایک بزرگ نے دیکھا کہ حشر کا میدان لگا ہوا ہے ایک آدمی کے ہاتھ میں ایک پرچہ ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ جن حضرات نے اس پرچے پر درج کتابیں لکھی ہیں ان حضرات کی نجات ہوگئی وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ جب میں نے وہ پرچہ پڑھا تو اس پر اس کتاب کا نام یعنی مسلمان خاوند مسلمان بیوی بھی لکھا ہوا تھا۔

جنت اور اس کی بہاریں

یہ کتاب بھی دہلی میں لکھی گئی اور وہیں چھپی دہلی میں اس کتاب کا نام خدا کی جنت تھا پاکستان میں یہ کتاب جنت اور اس کی بہاریں کے نام سے چھپ رہی ہے پاکستان کے تقریباً بڑے ادارے اسے چھاپ رہے ہیں اور بڑی مقبول کتاب ہے اس کتاب میں جنت اور اسکی بہاروں کا تذکرہ بڑے موثر اور دل نشین انداز میں کیا گیا ہے یہ کتاب بالکل تھوڑے وقت میں قارئین کو جنت آسمانی کی تفصیلات سے آگاہ کر دیتی ہے اس کتاب میں جنت کے محلات باغات میوہ جات، دودھ شہد کی نہریں، خیمہ جات، حوریں اور ان کے ملبوسات زیورات وغیرہ پر قرآن وحدیث کی روشنی میں نہایت دلچسپ تبصرہ کیا گیا ہے جس کو پڑھ کر آپ کے سامنے جنت کی تصویر آجاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ دنیا ہی میں جنت کی سیر کر رہے ہیں۔

پاکستان میں شائع ہونے والی کتب

ارکان فی الاسلام

پاکستان ہجرت سے پہلے دہلی میں آپ نے ایک ادارہ (ادارہ تبلیغ الاسلام) کے نام سے قائم کیا تھا پاکستان تشریف لانے کے بعد آپ نے صادق آباد ہی میں اسی نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا جسکی سب سے پہلی کوشش الارکان فی الاسلام کے نام سے سامنے آئی اصل میں یہ کتاب اسلام کے پانچ ارکان کلمہ طیبہ، نماز، زکوۃ، روزہ حج کے علیحدہ علیحدہ عنوان پر ۱۶ نومبر ۱۹۵۶ء سے ۶ دسمبر ۱۹۵۷ء تک حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے جمعتہ المبارک کے ۴۲ خطبات کا مجموعہ ہے جن کو قاری فرحت علی مرحوم دوران تقریر تحریر کرتے رہے۔ حضرت قاری فرحت علی صاحب مرحوم ان خطبات کے تعارف کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ غالباً ۱۹۵۶ء کے اوائل میں میں اپنے کلیم کے حصول کی سعی میں صادق آباد آیا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ میں بدترین جہالت کا جسے آج کل کے حضرات اپنے زعم میں آزادی سے تعبیر کرتے ہیں۔ چلتا پھرتا نمونہ تھا مگر مولانا (یعنی حضرت محمد ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ) کی مخلصانہ سعی نے مجھے اس گندگی سے نکال کر زندگی کے صحیح موڑ پر لا کھڑا کیا جس کیلئے میرا رواں رواں مولانا محمد ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ کیلئے دُعا گو ہے بہر حال ایک عرصہ سے مولانا کی زندگی کا ایک دستور بن گیا ہے کہ وہ ہر صبح کو درس قرآن دیتے تھے اور جمعہ کے روز خطبہ سے پہلے گھنٹہ پون گھنٹہ مختلف عنوانات پر موثر تقریر فرماتے میں نے بھی جمعہ کی نماز مولانا محمد ادریس انصاری (رحمۃ اللہ علیہ) کی اقتداء میں ادا کی۔ میری زندگی کا پہلا اتفاق تھا کہ میں نے مولانا

کی تقریر سنی اور تقریر کی رنگینی، جامعیت اور افادیت میں گم ہو کر رہ گیا میں نے محسوس کیا کہ لوگ انتہائی محویت و دلچسپی سے مولانا کی تقریر سنتے ہیں۔ میلوں سے ریل، تانگوں کے ذریعہ اور پیدل سفر کر کے تقریر سننے کیلئے آتے ہیں۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ یہی لوگ اس گنج گراں مایہ اور انمول موتیوں کو نسیان کے اس میدان میں بکھیر دیتے ہیں جہاں سے پھر ان کو سمیٹنے والا اور ان کی قیمت متعین کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ یہ محسوس کر کے مجھے بے حد قلق ہوا اور میں نے مولانا سے درخواست کی کہ مجھے ان خطبات کے جمع کرنے کی اجازت دے دیں الحمدتعالیٰ مولانا حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی انبساط و مسرت کے ساتھ مجھے اسکی اجازت مرحمت فرمادی اور فداہ روحی و ابی حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی حدیث بنی الاسلام علی خمس کی تشریح و توضیح تسلسل کے ساتھ شروع فرمادی اور اس شان و انداز سے کہ باوجود مخصوص عنوان اور ٹھوس دینی مضمون ہونے کے مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ادب تصوف و تاریخ کے ایسے گل ہائے رنگا رنگ کھلائے ہیں کہ گویا ایک نہایت چابک دست و فن کار باغبان نے انتہائی جانفشانی سے ایک چمن سجایا ہے جس سے ہر شخص بقدر ظرف و ذوق متمتع ہوتا ہے اور جس کی داد و تحسین کو آپکی وسیع النظری کے سپرد کرتا ہوں۔

فیض الغفور

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی پاکستان ہجرت کے بعد دوسری تصنیف فیض الغفور ہے جو آپ نے اپنے شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کے بعد کتاب وسنت اور دیگر بزرگوں کی مستند کتابوں کے مطالعے کے دوران کچھ یادداشتیں بطور تذکرہ

لکھ لی تھیں ان یادداشتوں کو کتابی شکل میں لاکر اپنے شیخ ومربی حضرت مولانا محمد عبدالغفور العباسی المدنی رحمتہ اللہ علیہ کے نام کی مناسبت سے اس کتاب کا نام فیض الغفور رکھا اس کتاب میں تصوف اور سالکین کو جو مسائل ضرور یا اثنائے سفر پیش آتے ہیں ایک خاص ترتیب سے جمع فرما دیئے ہیں تصوف وسلوک سے لگاؤ رکھنے والے حضرات کیلئے یہ کتاب ایک نادر تحفہ ہے طریقت، شریعت، ومعرفت جیسے مضامین عالیہ پر قرآن وحدیث صحابہ کرامؓ، اولیاء کرام کی حکایات وحالات کی روشنی میں موثر انداز میں تبصرہ اور علم سلوک میں وقت کی دلچسپ اور کارآمد کتاب ہے سچی بات ہے کہ کتاب پڑھنا شروع کر کے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا کامل اور مکمل مسلمان بننے کیلئے ہمیشہ اس کتاب کو مطالعہ میں رکھا جائے۔ خود پڑھیں اور اپنے گھر والوں کو پڑھائیں انشاء اللہ زندگی میں تبدیلی پاؤ گے۔

ذکر الغفور

یہ کتاب ذکر الغفور ۱۳ جون ۱۹۶۵ء میں لکھی گئی اور بہت مقبول ہوئی حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں دوبارہ چھپی اور اب غالباً چوتھی مرتبہ کتاب کی مقبولیت کے پیش نظر صاحبزادہ حضرت مولانا محمد سعید انصاری مدظلہ چھپوا رہے ہیں کتاب میں ذکر وفکر کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ذکر اللہ کے فوائد کے بارے میں قرآن و حدیث سے دلائل دیئے ہیں مرنے کے بعد کیلئے توشہ جمع کرنے، عبادات میں دل جمعی، نمازوں میں حلاوت اور قلوب میں رقت ونرمی جو ایک مومن کامل کی نشانی ہے ذکر الغفور کے دوامی مطالعہ کی خصوصی تاثیرات ہیں۔ اس کتاب کو خود بھی پڑھیں بچوں کو پڑھائیں اگر ہو سکے تو احباب ودوستوں کی مجلس میں سنانے کا معمول بنالیں تو انشاء اللہ بے حد فائدہ

ہوگا۔

دعائیں اوران کی طاقتیں

یہ کتاب حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے القاہی طور پر لکھی اس کتاب میں قرآن پاک اورحدیث پاک کی مختلف دُعاؤں کوجمع کر دیا ہے اس کتاب کو پڑھنے سے انشاءاللہ مسلمان کی توحید،توکل، اور ہر کام کا اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین دل میں بیٹھ جاتا ہےمخلوق سےانسان کی نظر اُٹھ جاتی ہے اور مسلمان ہر کام میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف دیکھتا ہےمطالعہ کریں اوراپنادین ودنیا سنواریں۔

قبولیت دُعا اوراس کے طریقے

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں قبولیت دُعا۔ اس کے آداب اورطریقوں کوذکرفرماکرایک عنوان قائم کردیا ہےاسمیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ،شیخ شرف الدین یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ خواجہ عثمان وامانی رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ،حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اوراپنے شیخ ومربی حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات اشغال و وظائف کوجمع کیا ہے۔

خاص خاص وظیفے نمازیں ودُعائیں

اس کتاب کے وجہ تالیف کے بارے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تحریر لکھتا ہوں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تالیف کی ترتیب وتدوین کا

سبب یہ ہوا کہ مسکین صبح کی نماز کے بعد سے اشراق کے وقت تک تفسیر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا درس دیتا تھا اور نماز عصر کے بعد حدیث پاک کی کتاب ترمذی شریف کا درس ہوتا تھا دونوں وقت کے درس میں بڑے اچھے اچھے وظائف نمازیں اور خاص خاص دُعائیں معلوم ہوتی رہیں۔ان کے فضائل وفوائد دیکھتے ہوئے دل میں تقاضا ہوا کہ حلقہ درس کے علاوہ میرے وہ بھائی بہنیں جو ان وظائف نمازوں اور دُعاؤں سے مستفید ہوں جو دور کے رہنے والے یا اپنی مجبوریوں کے باعث شریک درس نہیں ہو سکتے اس کے پیش نظر دونوں کتابوں پر موقع بموقع نشان لگا تا رہا اور آخر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک خاص ترتیب کے ساتھ ترجمہ لکھ کر انہی وظائف، نمازوں اور دُعاؤں کو ان کے فضائل وفوائد کے ساتھ کتابی شکل میں جمع کر دیا ہے دوران تالیف دیگر کتابوں صحیح بخاری، نسائی، ابن ماجہ، موطا امام مالک، مشکوۃ شریف اور مکتوبات حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے استفادہ کرتے ہوئے اسکا اہتمام رکھا کہ جو وظیفہ نماز یا دُعا جس کتاب سے لی گئی اس کا حوالہ مع صفحہ درج کرتا رہا ہوں تا کہ یہ رسالہ عام لوگوں میں مستند اور حضرات علماء کرام کے نزدیک قابل اعتبار ہو۔

حالات ومقالات صحابہ رضی اللہ عنہ

اس کتاب میں حضرت پیر جی نور اللہ مرقدہ نے ان صحابہ کرام کی تاریخ اوران کے حالات ومقالات مرتب فرمائے ہیں جنہوں نے حضور پاک ﷺ کی مبارک زندگی کو بچشم خود دیکھا ہے اور بذات خود آپ ﷺ سے احادیث مبارکہ سنیں حضرت پیر جی نور اللہ مرقدہ نے اس کتاب میں تیرا ۱۳ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کے حالات قلمبند کیے ہیں یہ کتاب پاکستان ہندوستان، عرب ممالک کے علاوہ انگلستان اور امریکہ بھی پہنچی حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی نے مدینے منورہ میں بعد نماز عصر کی عام مجلس میں اس کتاب کو اوّل سے آخر تک سن کر مکتوب مسرت تجویز فرمایا یہ کتاب عوام وخواص میں بڑی مقبول ہوئی خاص کر علماء حضرات کیلئے یہ کتاب بہت بڑا سرمایہ ہے۔

حالات ومقالات صوفیہ

یہ کتاب اصل میں عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف طبقات الصوفیہ کا اردو ترجمہ ہے اس میں مشہور بزرگان دین اور صوفیائے کرام کی سوانح حیات ترتیب دی گئی ہے جن میں ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت فضیل بن عیاض، ابونعیم اصفہانی خطیب بغدادی مصنف حلیۃ الاولیاء امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم کے حالات زندگی درج ذیل ہیں۔اس کتاب کے تعارف کیلئے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خط مبارک ہی کافی ہے (اس کتاب کو حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دوران قیام مدینہ منورہ اپنی مجالس میں سنکر مندرجہ ذیل مکتوب ارسال فرمایا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

عزیزم مولوی ادریس سلمہ! بعد سلام مسنون

تمہاری کتاب " حالات ومقالات صوفیہ کی رسید تو پہلے کارڈ پر لکھوا چکا ہوں وہ مکہ میں ایسے وقت میں ملی تھی کہ میں مدینہ پاک کیلئے روانہ ہو رہا تھا میرا معمول حضرت رائے پوری قدس سرہ کے طرز کے موافق عصر کے بعد کی مجلس میں کسی اردو کی مفید

کتاب کے سنوانے کا ہے کہ مجمع بہت ہو جاتا ہے اور باتیں میرے سے کرنی نہیں آتیں۔
اس لئے دس بارہ سال سے سہارنپور میں یہ سلسلہ بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ سے چل رہا
ہے۔ حجاز میں بھی کسی کے ساتھ چلتا ہے اس لئے یہاں آنے جانے والے کی ملاقات کا
وقت بس یہ ہی ہوتا ہے۔ تاہم اکابر کی سوانح حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات
اور اسی طرح سے اکابر کی مفید کتابوں کا سلسلہ ہمیشہ چلتا رہا تین چار دن سے تمہاری
کتاب عصر کے بعد مجلس میں چل رہی ہے اور جی بھی بہت خوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مبارک
فرمائے اور تمہارے لئے دارین کی ترقیات کا ذریعہ بنائے کتاب پر کسی جگہ قیمت نہیں ملی
اگر قیمتاً فروخت ہوتی ہو تو دس نسخے مجلد مولوی احسان الحق سلمہ، مدرسہ عربیہ رائیونڈ کے
پاس بھیج دیں اور ان سے قیمت منگالیں اور اگر مفت تقسیم کے واسطے ہو تو پھر حسب گنجائش
جتنے نسخے بھیج سکتے ہو بھیج دو۔ میرا خیال اس کو مظاہر العلوم میں وقف کرنے کا ہے اور
اپنے خاص دوستوں کو ہدیہ کرنے کا مجھے یہ کتاب بہت پسند آئی۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۴ جنوری ۱۹۷۵ء

فقیر نے اس کے جواب میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں درخواست
کی کہ کتاب کو سن کر کچھ کلمات خیر تحریر کروادیں جسے منظور فرماتے ہوئے حضرت والا نے
مدینہ منورہ سے یہ دُعانامہ بھیجا۔
ناکارہ عزیزم مولانا محمد ادریس صاحب کی جدید تالیف حالا و مقالات صوفیہ سے بہت

جی خوش ہوا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اس ناکارہ کو اور عزیزم موصوف اور میرے سب دوستوں کو مشائخ کے قدم بہ قدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان اکابر کے فیوض و برکات سے کچھ حصہ نصیب فرمائے کتاب میں کچھ غیر متعلق چیزیں آ گئی ہیں جن کی تفصیل میں عزیز موصوف کو لکھوا چکا ہوں کہ صوفیہ کے حالات میں حدیثی لغوی بحثیں مناسب نہیں ہیں کہ عوام کو ان سے کوئی دلچسپی یا فائدہ نہیں ہوتا۔ عوام کیلئے صوفیاء کے ہی حالات پر اختصار کرنا چاہیے آخر میں یہ ناکارہ مگر دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولف سلمہ کو مکارہ سے محفوظ فرما کر ہر نوع کی ترقیات سے نوازے۔

فقط والسلام

(حضرت شیخ الحدیث)

۲ فروری ۱۹۷۸ء ۱۳۲۵ھ (مدینہ منورہ)

یاد دوست

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کتاب یاد دوست کی وجہ تالیف فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فضائل ذکر پر بہت سے حضرات نے رسائل لکھے ہیں اور مسکین نے بھی اپنے مرشد شیخ الاسلام حضرت مولانا عبد الغفور المدنی العباسی نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ کی حیات طیبہ میں ۱۳ ربیع الاوّل ۱۳۸۰ھ بمطابق ۱۳ جون ۱۹۶۵ء کو ایک رسالہ ذکر الغفور الانیسہ کے نام سے طبع کرایا تھا جو ۱۱۵ صفحات پر مشتمل ہے اس رسالہ میں قرآنی آیات اور فضائل ذکر کی احادیث کا انتخاب کر کے ترجمہ و تشریح لکھی تھی اس کے بعد اسی مضمون پر دوسرا رسالہ لکھنے کی ضرورت نہ تھی مگر مئی ۱۹۸۲ء میں عمرہ پر حرمین شریفین زاد

ھا اللہ شریفا جانا ہوا عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ان ایام میں اپنے محترم استاد حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی زیارت کیلئے مدرسہ علوم شرعیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کو اس مسکین سے جو قدیم قلبی تعلق تھا اس بنا پر اپنی خاص توجہات سے نوازتے رہے ایک مرتبہ اپنے رفقا محترم الحاج شیخ محمد صدیق نقشبندی غفوری اور جناب قاری عبدالغنی صاحب نقشبندی غفوری خطیب جامع مسجد غلہ منڈی ساہیوال کے ساتھ حاضر خدمت ہوا تو پوچھا تیرے ساتھ ذاکر شاغل ہیں۔ میں نے عرض کیا الحمد للہ ہیں۔ خاموش ہو گئے پھر کئی دن کے بعد حاضر ہوا تو یہی فرمایا تیرے ساتھ ذاکر شاغل ہیں۔ میں نے پھر عرض کیا جی ہاں الحمد للہ تو پھر خاموش ہو گئے میں نے مواجہ شریف کی کچھ کیفیات اور ایک خواب عرض کیا تو فرمایا، ظاہری اور باطنی فیضان ہے ایک دن میں نے عرض کیا حضرت میں مشکوٰۃ شریف سے وہ احادیث لکھنا چاہتا ہوں جو تصوف کے متعلق ہوں مرقاۃ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ اور اشعۃ اللمعات سے لکھوں گا شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اشعۃ اللمعات تیرے پاس ہے میں نے کہا پاکستان میں مل جاتی ہے منگا لوں گا فرمایا۔ دیکھ پیشگی کہے دیتا ہوں۔ کہ تو جو کتاب بھی لکھے گا مقبول ہوئی اس کے بعد یکا یک حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی صحت خراب ہو گئی پہلے غنودگی رہی پھر یرقان ہو گیا آخر کار اسی مرض میں راہی ملک بقاء ہو گئے الحمد للہ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی نماز جنازہ اور جنازہ کے ساتھ بقیع میں جا کر دفنانے اور مٹی دینے کی سعادت نصیب ہوئی اس کے بعد ہم لوگ مکہ مکرمہ سے ہوتے ہوئے وطن واپس آ گئے مگر یہاں آ کر ذکر و فکر کی اہمیت پر علماء اور دین کی دعوت دینے والوں کو متوجہ نہ دیکھ کر جو کچھ وہ دین کا کام کر رہے ہیں اس پر مگن اور قانع دیکھ کر دکھ ہوا اور ان حضرات کو متوجہ

کرنے کیلئے اسلام میں ذکر وفکر کی اہمیت کے نام سے یہ رسالہ لکھنا شروع کیا ابتداء میں قرآن پاک کی آٹھ آیات کا ترجمہ اور تفسیر روح البیان سے ان کی تفسیرات لکھیں پھر مشکوٰۃ شریف سے صحیح احادیث کا انتخاب کیا۔ جن کی شریحات مرقاۃ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ اوراشعۃ اللمعات شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لکھیں اس کے علاوہ حدیث کی دوسری کتابوں سے بھی کچھ احادیث نقل کیں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی فضائل ذکر سے حدیث نمبر ۲۷ تا ۳۵ نمبر تک ۹ حدیثیں نقل کر کے مجموعی طور پر کل ۱۵۵ احادیث معہ ترجمہ وتشریح ذکر کی اہمیت پر لکھی گئیں پہلے میرا خیال تھا کہ اس رسالہ کا نام اسلام میں ذکر وفکر کی اہمیت رکھا جائے مگر بعد میں دل میں خیال آیا کہ اسکا نام یاد دوست رکھ دوں چنانچہ ذکر وفکر کی اہمیت کا یہ دعوت نامہ یاد دوست کے نام سے پیش کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو میرے لئے ذریعہ نجات بنائے اور امت کو اس سے نفع اُٹھانے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

پیر کے خط مریدوں کے نام

اصل میں یہ خطوط قطب العالم حضرت مولانا خواجہ دوست محمد قندھاری نور اللہ مرقدہ خانقاہ نقشبندیہ سعیدیہ دوستیہ موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) کے ہیں جو فارسی میں حضرت دوست محمد قندھاری نور اللہ مرقدہ نے اپنے مریدوں کو لکھے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے ان خطوط کا اردو ترجمہ فرما کر مخلوق اور خصوصاً اس لائن کے سالکین کیلئے ایک بہت بڑے خزانے کو ظاہر فرما دیا تصوف سے تعلق اور دلچسپی رکھنے والے حضرات اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

یادگار خطوط

اس کتاب میں حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیوخ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید حافظ فخر الدین شاہ صاحب اور حضرت مولانا عبد الغفور العباسی المدنی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ ہم کے خطوط جو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ان بزرگوں نے لکھے وہ مخلوق اور خصوصاً نقشبندیہ سلسلہ کے سالکین کے لئے فائدہ اور ترقی کے لئے جمع فرمادیئے ان خطوط میں سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق کا کافی حد تک خلاصہ موجود ہے۔

صفات صوفیہ

اصل میں یہ کتاب مولانا عبد الرحمٰن جامی نور اللہ مرقدہ کی نفحات الانس کا مقدمہ ہے جو فارسی زبان میں تھا حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے مخلوق کے فائدہ کیلئے اردو ترجمہ فرما کر اس کتاب کو صفات صوفیہ کے نام سے شائع فرمایا یہ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے والے انشاء اللہ العزیز مطالعہ کے بعد کھرے اور کھوٹے صوفی یعنی پیر میں تمیز کر سکیں گے۔

جواہر الحدیث

یہ کتاب مبارک تین سو تینتیس احادیث شریفہ پر مشتمل ہے جو نفس کے تزکیہ اور آخرت کی ترغیب دینے کیلئے سیدنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کے مختلف ابواب سے جمع فرمائی پاکستان اور

بیرون ممالک کی اکثر مساجد کے ائمہ حضرات اپنی اپنی مساجد میں اس کتاب (جواہر الحدیث) کا درس دے رہے ہیں۔

مقبول دُعائیں

یہ ایسی مبارک دُعاؤں کا مجموعہ ہے جو کہ نبی کریم ﷺ اپنے مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنی عمومی اور خصوصی مجالس میں یہ ہی عربی کی دُعائیں مانگا کرتے تھے آپ نے ان کو جمع فرما کر اس کتاب کا نام مقبول دُعائیں رکھا۔

اعمال رحمانی

یہ کتاب مختلف بزرگوں کے معمولات اور تعویذات کا عظیم مجموعہ ہے اس کتاب میں اکثر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے مجربات ہیں جو آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے فائدہ کیلئے لکھ کر دیتے اور مشکلات میں بتایا کرتے تھے مخلوق خدا کے فائدہ کے پیش نظر آپ نے اپنے تمام معمولات اور تعویذات کو ایک جگہ جمع فرما کر اس کتاب کا نام اعمال رحمانی رکھا تاکہ مخلوق خدا مشکل وقت میں ان تعویذات اور معمولات و وظائف سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

حیات صوفیہ

اصل میں یہ کتاب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس اللہ سرہ کی تصنیف نفحات الانس کا اردو اور سلیس ترجمہ ہے جو حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے فرمایا اس کتاب میں تقریباً چار سو انہتر اولیاء کرام کے حالات و

مقالات وارشادات جمع فرمائے ہیں اور آپ نے اس کتاب کا نام حیات صوفیہ رکھا حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کتاب کے بارے ایک مرتبہ فرمایا کہ جو حیات صوفیہ پڑھتا رہے گا انشاء اللہ ولی بن جائے گا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ کا خط حیات صوفیہ کے بارے میں مکتوبات والے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

تفسیر الحمد شریف

اس کتاب کے تعارف میں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی تحریر نقل کرتا ہوں فرمایا کہ دہلی کے قیام میں غالباً ۱۹۴۵ء، ۱۹۴۶ء کے درمیان اپنے دو دوستوں حاجی حنیف الدین مرحوم بندوق والے اور حاجی محمد سعید مرحوم آٹے والوں کے تعاون سے ایک ادارہ تبلیغ اسلام دہلی کے نام سے قائم کیا۔ میری نماز، مسلمان خاوند مسلمان بیوی، ہماری تعلیم، ہمارا کلمہ، خواتین اسلام، التبلیغ، اسلام کا اصلاحی پروگرام، جس کے حوالے سے شائع کی گئیں۔ اس کے بعد مشورے سے طے پایا کہ ایک ماہوار رسالہ آفتاب نبوت کے نام سے شائع کیا جائے۔ پہلے قانونی تقاضے رسائل اور اخبارات کے پورے کیے گئے انگریزی حکومت کا دور تھا آسانی کے ساتھ مراحل طے ہو گئے اور ڈکلیریشن حاصل کر لیا۔ یاد پڑتا ہے ایک دو اشاعتیں یعنی دو ایک مہینے رسالہ چلتا رہا اس کے بعد ہندوستان کی تقسیم عمل میں آ گئی اور پاکستان بن گیا۔ دینی اور تبلیغی تمام رسائل حکومت ہند نے بند کر دیئے ہم نے خطرات کو مول لیتے ہوئے نئی دہلی کے دفاتر میں جانے کی ہمت بھی کیں مگر حکومت کے کارندوں نے ہماری بات کی طرف کوئی توجہ نہ کی آخر مایوس ہو کر پاکستان آنا پڑا اور کراچی سے رسالے کا اجراء عمل میں آیا۔ اس

رسالے میں مختلف عنوانوں میں ایک عنوان تفسیر مجالس قرآن کے نام سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر شروع کی گئی تا کہ قسط وار پورے قرآن کی تفسیر شائع ہو جائے اور پڑھنے والوں کیلئے مفید ہو۔ تقریباً ایک سال تک رسالہ چلتا رہا مگر سرمایہ نہ ہونیکی وجہ رسالہ آفتاب نبوت بند ہوگیا۔ آفتاب نبوت میں مجالس القرآن سے جو تفسیر شائع ہوگئی تھی اس کے متعلق اللہ نے میرے دل میں ڈالا ان سب کو جمع کر کے ایک کتابی شکل میں شائع کیا جائے کہ یہ قرآن پاک کی خدمت بھی ہوگی اور جن کی قسمت میں نفع اُٹھانا ہوگا وہ اس سے نفع حاصل کرتے رہیں گے اللہ کا کرم ہوا اب یہ مضامین تفسیر الحمد شریف کے نام سے شائع کرائے جا رہے ہیں کہ زندگی کو بقا نہیں۔ ہوسکتا ہے رب کریم و رحیم میری اس سعی کو میرے لئے ذریعہ نجات بنادے اور پڑھنے والوں کیلئے بھی.......... میں اللہ کا شکر کرنے سے قاصر ہوں جس نے میری آخری عمر میں مجھے اس خیر کی سعادت دی اور اپنے تعاون کرنے والوں کا ممنون ہوں جنہوں نے میری مدد فرمائی۔

☆☆☆☆☆☆



حجرہ شریف حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بمقام خانقاہ غفوریہ



تبرّکات حضرت پیر جی رحمتہ اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ملفوظات و ارشادات

ملفوظ نمبر ۱

فرمایا کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے پس جتنا تمہارے دل کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگا اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا رخ تمہاری طرف ہوگا اور جتنا تم اسکا دھیان رکھو گے اس سے کہیں زیادہ وہ تمہارا خیال رکھے گا۔

ملفوظ نمبر ۲

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دھیان تصور اور خیال دل میں ایسا بیٹھ جائے کہ ہر وقت دل اللہ تعالیٰ کے تصور میں محو اور مستغرق رہے اور جب تمہاری یہ کیفیت ہو جائے تو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ تمہارا خیال رکھیں گے اور حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا

یاد میں رکھ اپنی مستغرق مجھے
ہو نہ ہوش ماسوا مطلق مجھے

ملفوظ نمبر ۳

فرمایا کہ جس پودے یا جانور پر مالک کی نظر ہو جائے تو نظر کی بقدر اس کی دیکھ بھال اور حفاظت کی جاتی ہے اسی طرح جس آدمی پر رب کریم کی نظر ہو جائے تو نظر کی بقدر اُس کی حفاظت کے سامان ہو جاتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۴

فرمایا کہ جو بھی تقویٰ والی زندگی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کیلئے مشکلات سے نکلنے کی صورتیں پیدا فرما دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اُس کو روزی پہنچاتا ہے جس جگہ سے اُسے وہم گمان بھی نہیں ہوتا۔ فرمایا تقوی والی زندگی سے مراد رسول اکرم ﷺ کے طریقے والی زندگی ہے۔

ملفوظ نمبر ۵

فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح تم دنیا میں رہو گے۔ اسی طرح تمہیں موت آئے گی اور جس طرح مرو گے اُسی طرح قبروں سے اٹھائے جاؤ گے۔ تو تمہیں چاہیے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ ذکر کرتے ہوئے موت آئے اور ذکر کرتے ہوئے قبروں سے اُٹھائے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غفلت کی موت سے محفوظ فرمائیں۔ آمین

ملفوظ نمبر ۶

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے اعراض کرتا ہے تو اُس کی زبان اولیاء اللہ کی عیب گیری میں دراز ہو جاتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۷

فرمایا کہ جس کو جتنا اللہ تعالیٰ کا علم ہوگا اتنا ہی اس سے ڈرے گا اور جتنی اللہ تعالیٰ کی معرفت ہوگی اتنا ہی گناہ سے بچے گا۔ مثلاً بچے کے سامنے آگ یا سانپ رکھو تو بچہ فوراً پکڑنے کیلئے بھاگے گا کیونکہ اس کو نفع ونقصان کا علم نہیں۔ اگر علم ہوتا تو اُس سے دُور بھاگتا

ملفوظ نمبر ۸

فرمایا کہ محبت سے جو کچھ ملتا ہے وہ محنت سے نہیں ملے گا۔ محنت سے جو کچھ ملے گا وہ حساب سے ملے گا اور محبت میں کوئی حساب نہیں پھر حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مثال ارشاد فرمائی کہ گھر کی ملازمہ جو سارا دن گھر کا کام کرتی ہے اُسے ماہانہ تنخواہ جو چار سو پانچ سو مقرر کی ہے وہ ہی ملے گی اور بیوی کو جو کام نہیں کرتی یا کام کم کرتی ہے سارے دن کی کمائی کا روپیہ اُسکے سامنے ڈال دیتے ہو۔ چاہے جتنا خرچ کرے تو بھائی اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرو تا کہ بے حساب ملے۔

ملفوظ نمبر ۹

فرمایا کہ کبھی یہ نہ سوچنا کہ میں نے کوئی عمل کیا ہے یہ تو عجب ہے بلکہ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یہ دُعا کرو کہ اے اللہ اچھے لوگوں کے طفیل میری ناقص نماز کو قبول فرمالیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ دُعا فرمارہے

تھے کہ اے اللہ میں یہ نہیں کہتا کہ میری نیکیاں قبول فرمالیں میں تو یہ کہتا ہوں کہ میرے گناہوں پر معافی کا قلم پھیر دیں۔

ملفوظ نمبر ۱۰

فرمایا کہ حضرت دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بارہ ہزار مرتبہ اسم ذات یعنی اللہ اللہ روزانہ اس طریقہ پر کرو کہ پانچ ہزار لطیفہ قلب پر ایک ہزار مرتبہ لطیفہ روح پر اور ایک ہزار مرتبہ لطیفہ سر پر۔ اور ایک ہزار مرتبہ لطیفہ خفی پر اور ایک ہزار مرتبہ لطیفہ اخفیٰ پر اور دو ہزار مرتبہ لطیفہ نفس پر اور ایک ہزار مرتبہ لطیفہ قالبیہ پر۔ اگر کوئی سالک پابندی کے ساتھ مذکورہ تعداد سے کرے گا تو انشاء اللہ جو بات اُسکے دل میں آئے گی پوری ہوگی۔

ملفوظ نمبر ۱۱

فرمایا کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر ۱) ذکر کامل۔ ۲) ذکر ناقص

ذکر کامل: ذکر کامل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کرے اور معصیت سے بھی بچے یعنی کوئی گناہ نہ کرے انشاء اللہ پھر ذکر کا پورا اثر پائے گا۔

ذکر ناقص: ذکر ناقص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کرے اور معصیت سے نہ بچے یعنی گناہ بھی کرے۔ تو ذکر کا کچھ اثر تو آئے گا لیکن مطلوبہ فائدہ نہ ہوگا۔ تو کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ہو اور گناہوں سے بھی دُوری ہو تا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر میں رکھا ہے وہ نصیب ہو جائے۔

ملفوظ نمبر ۱۲

فرمایا کہ نفس کیا ہے؟ انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے خواہ وہ خواہش بھلائی کی ہو یا برائی کی اسکو نفس کہتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۳

فرمایا کہ لوگوں کو دکھانے کیلئے نیک عمل کرنا شرک ہے اور لوگوں کے خوف سے برائی چھوڑنا ریا ہے۔ اس لئے نیک اعمال بھی اللہ تعالیٰ کیلئے کرنے چاہییں۔ اور بُرے اعمال کا ترک کرنا بھی اللہ تعالیٰ کیلئے ہو۔

ملفوظ نمبر ۱۴

فرمایا کہ اہل ذکر کو چاہیے کہ وہ کالے سانپ کے پاس بیٹھ جائے لیکن اہل غفلت کی صحبت میں نہ بیٹھے کیونکہ سانپ کے پاس تو ہوشیار ہو کر بیٹھے گا۔ اور اس کے وار سے بچ جائے گا۔ لیکن اہل غفلت کے پاس بیٹھ کر اس کی نحوست سے نہیں بچ سکے گا۔

ملفوظ نمبر ۱۵

فرمایا کہ بدقسمتی کی علامتیں تین ہیں۔

۱ علم دیں لیکن عمل کی توفیق نہ دیں۔

۲ عمل کی توفیق دیں لیکن اخلاص سے محروم رکھیں۔

۳ اولیاء کی صحبت کا موقع ملے لیکن ان کے آداب ملحوظ نہ رکھے۔

ملفوظ نمبر ۱۶

فرمایا کہ میرے حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل ذکر پر سکینہ نازل ہوتی ہے۔ سکینہ کے معنی دل جمعی کے ہیں جس کے سبب دنیا کی خواہش اور ماسوا اللہ کی لذتیں نکل جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل ہوجاتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۷

فرمایا کہ میرے حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سلسلہ کے تین نمبر ہیں نمبر ۱) کثرت ذکر اللہ نمبر ۲) اتباع سنت رسول اللہ ﷺ نمبر ۳) رابطہ شیخ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اپنے آپ کو تین نمبروں میں ڈھال لو تو انشاء اللہ قرب الٰہی میں اُڑتے ہوئے پہنچ جاؤ گے۔

ملفوظ نمبر ۱۸

چار قسم کے لوگ

فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں چار قسم کے آدمی ہیں۔

نمبر۱﴾ دنیا میں بھی بادشاہی کی اور آخرت میں بھی بادشاہ ہی ہوں گے۔

نمبر۲﴾ دنیا میں بادشاہی کی اور آخرت میں فقیر ہوں گے۔ (ذلیل وخوار)

نمبر۳﴾ دنیا میں فقیر تھے آخرت میں بادشاہ ہوں گے۔

نمبر۴﴾ دنیا میں بھی فقیر تھے اور آخرت میں بھی فقیر ہی ہوں گے۔

ملفوظ نمبر ۱۹

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نماز پڑھو اور ڈرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرو کہ "اے اللہ میں نے آپ کی منشاء کے مطابق نماز نہ پڑھ سکا مجھے معاف فرمادیں" اس سے اچھی نماز پڑھنے کی توفیق ملے گی

ملفوظ نمبر ۲۰

فرمایا کہ علم اس لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ عمل کی حفاظت ہو جائے۔ جیسے بادام کا چھلکا اس لئے ہے کہ گری کی حفاظت ہو جائے۔ کوشش کرو کہ عمل قبول ہو جائے۔ عمل قبول ہوگا تقویٰ یعنی گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے سے قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المائدة)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۲۱

فرمایا کہ ذکر دو طرح سے کیا جاتا ہے۔

نمبر۱) زبان سے نمبر۲) دل سے

زبان سے ذکر ہر وقت نہیں ہو سکتا کیونکہ جب بات کرو گے ذکر نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرا ذکر ہر وقت ہر گھڑی ہو۔ دوسرا ذکر دل سے ہے اگر کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر دل پر محنت کر لو گے تو انشاء اللہ ہمہ وقت ذکر کی دولت نصیب ہو جائے گی۔ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ یہ حال ہو جائے ہتھ کار ول، دل یار ول" یعنی آپ کا ہاتھ کام میں لگا ہوا اور دل یار کی یاد میں مشغول ہو۔ اس لئے ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں پہلے پہل دل پر محنت کروائی جاتی ہے تاکہ دل ذاکر ہو جائے۔

ملفوظ نمبر ۲۲

فرمایا کہ علم سے خوف خدا آئے گا اور ذکر سے ذوق و شوق پیدا ہو گا۔ خوف ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ سے مجھے دوزخ میں ڈال دیں گے کیونکہ یہ خوف کمزور لوگوں کا ہے بلکہ خوف یہ ہے کہ میرے گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے اور ذکر اتنا کر لیں کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق بڑھ جائے کیونکہ ہر دوست اپنے دوست سے جلدی ملنے کا متمنی ہوتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۳

فرمایا کہ ہمارے ہاں علوم اور عمل پر بہت کوشش اور محنت ہو رہی ہے لیکن عمل کے قبول ہونے پر کوئی محنت نہیں ہو رہی۔ عمل سے زیادہ بڑی چیز قبولیت ہے فرمایا کہ علم سے عمل وجود میں آئیں گے اور تزکیہ سے عمل قبول ہونے کے لائق بنیں گے۔

ملفوظ نمبر ۲۴

فرمایا کہ جتنا گناہ دوسرے کو قتل کرنے کا ہے اتنا ہی گناہ اپنے کو قتل کرنے کا ہے کیونکہ یہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اللہ تعالیٰ کو حق ہے مارنے کا تجھے کوئی حق نہیں۔

لِلّٰهِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْض

(جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کا ہے)

ملفوظ نمبر ۲۵

فرمایا کہ صحت کی حفاظت رکھنا فرض ہے کیونکہ دین و دنیا کا دارومدار صحت پر ہے۔ صحت ہوگی تو دین و دنیا کا کام ہوگا۔ فرمایا مٹی پاک ہے اور پاک کرنے والی ہے لیکن مٹی کا کھانا حرام ہے اس لئے کہ صحت کو خراب کرتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۶

فرمایا کہ مخلوق کے چاہنے والے بہت ہیں۔ کوئی اے سی، کوئی ڈی سی اور کوئی ڈاکٹر بننے کا خواہشمند ہے لیکن سارے گھر میں اللہ تعالٰی کے چاہنے والا کوئی ایک ہوگا۔ پہلے زمانہ میں اللہ تعالٰی کے چاہنے والے بہت ہوتے تھے۔ اب رزق حلال مشکل سے ملتا ہے اس لئے اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کو چھپا لیا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۷

فرمایا کہ ذکر نماز اور جہاد کی روح ہے یعنی تمام عبادات کی روح ذکر ہے جب ذکر آئے گا عمل میں طاقت آئے گی۔ مردہ جسم کو ہزار طاقت کے ٹیکے لگاؤ کوئی طاقت نہیں آئے گی کیونکہ اصل چیز یعنی روح نکل گئی۔ اس لئے تمام اعمال کی روح یعنی اللہ تعالٰی کی یاد ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۸

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نماز میں زبان کے ساتھ دل شامل نہ ہو وہ نماز اللہ تعالٰی سے دور تو کرے گی نزدیک نہیں کرے گی۔ نماز کی تاثیر کب آئے گی؟ جب زبان کے ساتھ دل بھی شامل ہوگا۔

ملفوظ نمبر ۲۹

فرمایا کہ دین پر محنتیں تین قسم کی ہیں۔

نمبر۱) اللہ تعالیٰ کے کلام پر محنت

نمبر۲) اللہ تعالیٰ کے کام پر محنت

نمبر۳) اللہ تعالیٰ کے نام پر محنت

الحمد اللہ! اللہ تعالیٰ کے کلام پر بڑی محنت ہو رہی ہے بڑے بڑے مدارس میں خوب قرآن پاک کی تعلیم دی جا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کام (یعنی دین) پر بھی بڑی محنت ہو رہی ہے۔ ماشاءاللہ خوب دعوت وتبلیغ کا کام ہو رہا ہے اور تیسری محنت اللہ تعالیٰ کے نام پر ہے یعنی اللہ اللہ کرنا۔ جو بہت کم ہوگئی ہے کہیں کوئی اللہ کا بندہ بیٹھ کر محنت کروا رہا ہے۔ اکثر تو یہ ختم ہوگئی ہے۔ لیکن حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب تک دنیا میں ایک بھی اللہ اللہ کرنے والا موجود رہے گا۔ قیامت نہیں آئے گی۔ اگر اللہ اللہ کرنے والا کوئی بھی موجود نہ ہوگا تو قیامت آجائیگی۔ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالُ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہ اَللّٰہ۔ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اس جہان کی بقاء اللہ تعالیٰ کی یاد پر ہے۔ افسوس کہ سب نے اس محنت کو چھوڑ دیا۔ اولیاء کرام نے اس نام پر محنت کی تو خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ایک آدمی تھے اور نوے لاکھ مسلمان کئے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے قوموں کی قومیں مسلمان کیں۔

ملفوظ نمبر ۳۰

فرمایا کہ محاسن وکمالات کا رنگ کسی باکمال شخصیت کی صحبت سے ہی چڑھتا ہے۔ محض مطالعہ کے زور سے معلومات کے دفتر تو جمع کئے جا سکتے ہیں لیکن کمالات کا نفس میں انتقال جب بھی ہوا، کسی مقدس شخصیت کی صحبت کے فیض سے ہوا۔

ملفوظ نمبر ۳۱

فرمایا کہ شیخ سے مناسبت پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شیخ کی خدمت میں لگا رہے خدمت کے بغیر مناسبت پیدا نہیں ہوگی۔ اور خدمت سے کسی وقت دل سے دُعا نکلتی ہے اور کام بن جاتا ہے اور یہی توجہ ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور محبت میں سرشار تھے ایک اشارہ پر جان دیتے تھے اسی طرح شیخ کی ہر بات ہر کام سے محبت ہو جائے تو کام بن جاتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۲

فرمایا کہ اگر قرآن پاک تجوید سے پڑھنے کیلئے زبان پر محنت کرو گے تو اچھے قاری بن جاؤ گے۔ ہاتھ پر محنت کرو گے تو اچھے کاریگر بن جاؤ گے اور اگر دل پر محنت کرو گے تو اللہ والے بن جاؤ گے۔ (۳۰ دسمبر ۱۹۹۴ء رشید آباد ملتان)

ملفوظ نمبر ۳۳

فرمایا کہ اگر خالی برتن میں کوئی چیز ڈال دی تو ٹھیک ہے۔ اگر خالی رکھا تو برتن میں ہوا بھر جائے گی۔اس لئے اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھر و گے تو ٹھیک ہے نہیں تو پھر بُرے خیالات اور وساوس آئیں گے۔

ملفوظ نمبر ۳۴

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تین نفسوں کا ذکر کیا ہے۔

نفس امارہ: ہر وقت برائی کا حکم دیتا ہے۔

نفس لوامہ: برائی کرنے کے بعد افسوس کا ہونا۔

نفس مطمئنہ: اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر اطمینان کا حاصل ہو جانا اور یہ اللہ والوں کو حاصل ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۵

فرمایا کہ جس طرح ہوائی جہاز مکمل بھی ہے اور بہت قیمتی بھی لیکن اس میں بھی پیٹرول نہ ہو تو اُڑے گا نہیں اسی طرح کوئی شخص زہد کرے، محنت کرے لیکن توجہ شیخ نہ ہو تو ترقی نہیں کرے گا طالب صادق کیلئے توجہ شیخ تیل و پیٹرول کی طرح ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۶

فرمایا کہ کچھ چیزیں خلوت ہی میں ملتی ہیں اور کچھ جلوت میں بھی مل جاتی ہیں۔ مثلاً آدمی جسم کی پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے غسل خانے میں جاتا ہے یعنی بدن کی پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے خلوت اختیار کرتا ہے اسی طرح باطن کا تزکیہ بھی خلوت ہی میں حاصل ہوتا ہے۔

ملفوظ ۳۷

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ گو دیکھنے میں وہ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۳۸

فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، خبردار! بدن میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہو تو سارا بدن ٹھیک ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے غور سے سنو۔ وہ دل ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۹

فرمایا کہ جتنا جتنا علم آئے گا اتنا ہی فخر ہوگا اور یہ بات آئے گی کہ میں عالم ہوں یہ جاہل ہے۔ عالم کو یہ سوچنا چاہیے کہ میرے پاس اللہ کے علم کے مقابلہ میں کیا علم ہے تاکہ شکر کی توفیق ملے۔

ملفوظ نمبر ۴۰

فرمایا کہ شیطان بہت بڑا عالم تھا لیکن اس میں کبر تھا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے۔ تین سو علماء ان کی رکاب میں چلتے تھے، ہزاروں کا لباس پہنتے تھے لیکن جب خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تربیت فرمائی تو چار درہم سے زیادہ کا لباس نہیں پہنتے تھے۔

ملفوظ نمبر ۴۱

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر آئے گا خانقاہوں میں جا کر اور علم آئے گا مدارس میں جا کر۔ علم کی دعوت خوب زور شور سے چل رہی ہے لیکن ذکر کی دعوت بہت کم ہے۔

ملفوظ نمبر ۴۲

فرمایا کہ مکمل دین کا علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور ذکر کا حاصل کرنا فرض عین ہے ذکر میں یہ تاثیر ہے کہ ذکر کرنے سے دل کا زنگ اُترتا ہے، اخلاص پیدا ہوتا ہے، نیت درست ہوتی ہے کیونکہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ تو نیت کا درست کرنا فرض عین ہے تکبر سے بچنا فرض عین ہے۔ حسد کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا حسد تمام نیکیوں کو اسطرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

ملفوظ نمبر ۴۳

فرمایا کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے جب مکہ کو فتح کیا تو پہلے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کرایا پھر نماز پڑھی میں کہتا ہوں کہ جب اللہ کے پیغمبر ﷺ بتوں کی موجودگی میں بیت اللہ میں داخل نہیں ہوئے تو جس دل میں غیر اللہ ہوگا۔ اُس میں اللہ کیسے آئے گا۔

ملفوظ نمبر ۴۴

فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اللہ تعالیٰ کا کام کرتے اور اللہ کا نام لیتے کچھ دیر آرام کرتے پھر تہجد پڑھتے تو دوستو! تہجد کو اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حضور ﷺ سے کہ تہجد بھی پڑھو، اللہ کے نام کا ذکر بھی کرو۔

ملفوظ ۴۵

فرمایا کہ اللہ والے کسی کو نہیں بلکہ اپنے آپ کو دیکھتے ہیں۔ اگر کسی کو دیکھیں تو اچھی نظر سے دیکھتے ہیں اور اپنے کو دیکھیں تو صرف نقص دیکھتے ہیں جیسے مور کی سارا جہان تعریف کرتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے پیروں کو دیکھتا ہے کہ سیاہ ہیں شرمندہ ہو جاتا ہے اور روتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۴۶

فرمایا کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رات کو نماز پڑھنے اور قرآن پاک پڑھنے کی تلقین فرمائی یعنی رات کو سو کر اُٹھو اور نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ ہم سمجھتے ہیں ہم نے نمازیں پڑھ لیں کچھ قرآن پاک پڑھ لیا ہم نے بڑا کام کیا۔ بھائی ہم نے اللہ کے پیغمبر ﷺ سے بڑا تو کوئی کام نہیں کیا۔ حضور اقدس ﷺ کہیں مسئلہ بتا رہے ہیں۔ کہیں جنازے میں شرکت فرما رہے ہیں، بیماروں کی عیادت کرتے ہیں، وفود سے ملتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا رات کو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو تہجد بھی آپ ﷺ کی ایسی نہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی نماز متوازن ہوتی تھی یعنی ایک رکعت میں جو سورۃ پڑھی ہے اس کے مناسب دوسری رکعت میں سورۃ پڑھتے۔

ملفوظ نمبر ۴۷

فرمایا کہ جنت کیا ہے؟ راحت کی جگہ اور دوزخ کیا ہے؟ انسان کی مصیبت کی جگہ اللہ تعالیٰ نے جنت بھی بنادی اور دوزخ بھی کہ اگر میرے لئے نہیں کرتے تو اپنی راحت کیلئے ہی عمل کرو۔ حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو جنت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کیلئے عمل کرے وہ صحیح معنوں میں عمل میں مخلص نہیں ہے۔

ملفوظ نمبر ۴۸

فرمایا کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔

اگر تم لوگ شکر کرو گے یعنی شکر گزار رہو گے تو میں تمہیں ضرور بالضرور بڑھادوں گا۔ اگر تم شکر گزار بن جاؤ گے تو نعمت کو حقیقت نہ سمجھو گے۔

فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور بے تاب دل ایک

ملفوظ نمبر ۴۹

فرمایا کہ جو بھی تقویٰ والی زندگی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے مشکلات سے نکلنے کی صورتیں پیدا فرمادیتا ہے اور ایسی جگہ سے اُسکو روزی پہنچاتا ہے جس جگہ سے اُسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا فرمایا تقویٰ والی زندگی سے مراد رسول اکرم ﷺ کے طریقے والی زندگی ہے۔

ملفوظ نمبر ۵۰

فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح تم دنیا میں رہو گے۔ اُسی طرح تمہیں موت آئے گی اور جس طرح مرو گے اُسی طرح قبروں سے اُٹھائے جاؤ گے۔ تو تمہیں چاہیے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو۔ تا کہ ذکر کرتے ہوئے موت آئے اور ذکر کرتے ہوئے قبروں سے اُٹھائے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غفلت کی موت سے محفوظ فرمائیں۔ آمین

ملفوظ نمبر ۵۱

فرمایا کہ کسی شخص نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت لوگ اولیاء اللہ کی قبروں کے ساتھ اپنی قبریں کیوں بنوانا چاہتے ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس وقت مجلس میں تشریف فرما تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خادم کو ارشاد فرمایا کہ بھائی پنکھا کرو (یعنی ہوا کرو) خادم نے پنکھا کرنا شروع کیا تھوڑی دیر کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خادم کو ارشاد فرمایا کہ تم کس کو پنکھا (ہوا) کر رہے ہو تو خادم نے عرض کیا کہ حضرت آپ کو۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس والوں سے پوچھا کہ بھائیو! آپ کو بھی ہوا آ رہی ہے تو لوگوں نے عرض کیا حضرت آ رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بھائی آپکے سوال کا یہی جواب ہے کہ جب اولیاء اللہ کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے تو ساتھ والے بھی محروم نہیں رہتے۔

ملفوظ نمبر ۵۲

فرمایا کہ میرے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ معرفت حق جتنی حاصل ہو جائے اُتنا ہی بہتر ہے تا کہ محبوب کے وصال میں زیادہ لذت حاصل ہو کیونکہ معرفت جمال کا بیج ہے تو جتنا بیج زیادہ ہوگا پیداوار بھی زیادہ ہوگی تو جس قدر معرفت کا کامل ہوگی اُسی قدر مشاہدہ جمال میں لذت آئیگی۔

ملفوظ نمبر ۵۳

"نفس اور طبیعت"

نفس: فرمایا کہ نفس یہ ہے کہ روٹی کھانی ہے، مرغی سے کھائے یا گوشت سے۔ چاہے وہ گوشت حرام ہی ہو۔

طبیعت: طبیعت یہ ہے کہ روٹی کھانی ہے چاہے مرغی سے ہو یا دال چٹنی سے۔

ملفوظ نمبر ۵۴

انسان کے چار جوہر ہیں۔

نمبر۱) عقل نمبر۲) حیاء نمبر۳) دین نمبر۴) اعمال صالحہ

اور چار ہی چیزیں انکو ختم کر دیتی ہیں۔ غصہ، حرص، حسد، غیبت

عقل: عقل کو غصہ کھاجاتا ہے۔

حیاء: حیاء کو حرص ختم کر دیتی ہے۔

دین: دین کو حسد ختم کر دیتا ہے۔

اعمال صالحہ: اعمال صالحہ کو غیبت ختم کر دیتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۵۴

فرمایا کہ یہ جو کچھ دنیا میں آپ دیکھ رہے ہیں یہ سب محبت اور صحبت کا نتیجہ ہے۔ محبت اور صحبت یعنی آپس میں ملنا نہ ہو تو بات نہیں بنتی اور صحبت ہو اور محبت نہ ہو جب بھی بات نہیں بنتی۔ پس محبت بھی ہو اور صحبت بھی ہو تو انشاء اللہ بہت جلدی آپ اُسکا نتیجہ دیکھ لیں گے۔

ملفوظ نمبر ۵۵

تصوف کا خلاصہ

فرمایا کہ بندہ کے اندر سے میں نکل جائے اور تو آجائے یعنی اللہ تعالیٰ آجائے بس کام بن گیا۔ ہم تو کو بھول گئے اور میں میں لگی ہوئی ہے۔ میں کچھ نہیں سب کچھ تو ہے بس اِسی کا نام حضوری ہے ولایت اور مشاہدہ یہی ہے میں کو بھول جاؤ تو کو یاد رکھو۔

ملفوظ نمبر ۵۶

فرمایا کہ اپنے سے کسی کو کمتر جاننا تکبر ہے۔ میں عالم ہوں وہ جاہل ہے میں پیر ہوں وہ مرید ہے میں امام ہوں وہ مقتدی ہے میری پانچ ایکڑ زمین ہے اس کے پاس کچھ نہیں کسی کو برا جاننا اور ہلکا جاننا تکبر ہے بلکہ یہ سمجھے میں سب سے کمتر ہوں باقی سب مجھ سے اچھے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۵۷

فرمایا کہ اندر کے روگ یعنی کدورتیں، حسد، بغض، کینہ اور تکبر ذکر کرنے سے ہی دور ہوں گے۔ الحمدللہ ہمارا تجربہ ہے اگر کوئی کام غلط کر رہا ہو تو دوسرا شخص کہتا ہے کہ بھائی ہمارا تجربہ ہے اس طرح کام کرو انشاء اللہ ٹھیک ہوگا۔ فرمایا میں نے بہت کام کیے امامت بھی کروائی تبلیغ بھی کی وعظ بھی کیے کتابیں بھی پڑھیں۔ لیکن جو کچھ ذکر والی لائن میں ملا کہیں نہیں ملا یہ لائن سب لائنوں سے اونچی لائن ہے۔

ملفوظ نمبر ۵۸

فرمایا کہ ایک عروج ہے اور ایک نزول۔ عروج یہ ہے کہ تیرا دھیان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور تو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔ نزول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دھیان ہٹ کر مخلوق کی طرف ہو جائے۔

ملفوظ نمبر ۵۹

فرمایا کہ عادت اللہ یوں ہی جاری ہے کہ جب بندہ مجاہدہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ کا فضل اس کے حال پر ہوتا ہے۔ باقی مجاہدہ، اعمال اور ریاضت، علت نہیں ہیں، اصل شے فضل یا وصل ہے تو سالک کو چاہیے کہ اعمال صالحہ اور مجاہدہ میں کمی نہ کرے اور اعتماد (بھروسہ) صرف اللہ کے فضل پر ہو اس لئے کہ اگر اپنے عمل پر اعتماد ہوا تو یہی اُس کی درگاہ سے روکنے والا ہے مقصود یہ ہے کہ سوا اللہ کے اعتماد کسی شے پر نہ رہے۔

ملفوظ ۶۰

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دنیا اپنے دوستوں کو بھی دیتا ہے اور دشمنوں کو بھی لیکن دین صرف اُسے دیتا ہے جس سے اُسے پیار ہوتا ہے کئی صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین بڑے مالدار تھے۔

ملفوظ ۶۱

فرمایا کہ ایک ہے عبادت اور ایک ہے معرفت دونوں الگ الگ چیزیں ہیں حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو سب کے دلوں کی طرف توجہ فرمائی جس دل کو اپنی معرفت کے قابل سمجھا اُسکو اپنی عبادت ومعرفت عطا فرمادی اور باقی کو صرف عبادت۔

ملفوظ ۶۲

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے دو آنکھیں دی ہیں۔ یہ اچھائی بھی دیکھتی ہیں اور برائی بھی تو فرمایا کہ دوسروں کی اچھائی دیکھو اور اپنی برائی دیکھو۔

ملفوظ نمبر ۶۳

فرمایا کہ جس طرح آپ اپنے منیجر یا کسی دوسرے شخص کو سودا کرنے کا اختیار دے دیتے ہیں وہ لاکھوں کروڑوں کا سودا کر لیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو سودا کرنے کا اختیار دیا ہے اور من جانب اللہ حضور ﷺ کے ہاتھ پر سودا آ رہا ہے۔ اولیاء کرام کے ہاتھ پر سودا انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ پر سودا کرنا ہے۔ انبیاء علیہم السلام مختلف علاقوں اور مختلف وقتوں میں یہ اختیار لے کر آئے۔ میاں! دین میں جنت کا سودا ہے۔

ملفوظ نمبر ۶۴

فرمایا کہ بجلی کی تار کا جوڑ کھمبے سے ہے کھمبے کا جوڑ ٹرانسفارمر سے ہے اور ٹرانسفارمر کا جوڑ بجلی گھر سے ہے اگر یہ جوڑ نہ ہو تو بجلی کب آئے گی۔ اولیاء کے ساتھ جوڑ حضور ﷺ سے جوڑ ہے اور بالآخر اللہ تعالیٰ سے جوڑ ہے۔ اسی طرح بیعت بھی ایک جوڑ ہے اور اس جوڑ سے بہت فائدے ہوتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۶۵

فرمایا کہ اگر آپ کسی دوسرے سلسلے میں بیعت ہوں اور ان کا انتقال ہو گیا ہو تو آپ کسی اور سے بیعت کر سکتے ہیں۔ اور اس میں مضائقہ نہیں فائدہ ہے۔ بلکہ پہلی بیعت مزید مضبوط ہوتی ہے۔

ملفوظ نمبر ٦٦

فرمایا کہ میرے حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ایک علم ہے ایک عمل ہے اور ایک اخلاص ہے۔ علم کی روح عمل ہے اگر علم پر عمل نہیں تو وبال ہے عمل کی روح اخلاص ہے۔ کیونکہ عمل بغیر اخلاص کے بے کار ہے یعنی مقبول نہیں ہوگا۔ بلکہ وبال ہوگا۔

ملفوظ نمبر ٦٧

فرمایا کہ شریعت تین باتوں کا نام ہے۔ ا) علم ٢) عمل نمبر٣) اخلاص

علم : علم اپنے ہونے میں عمل کا محتاج ہے۔

عمل : عمل اپنے قبول ہونے میں اخلاص کا محتاج ہے۔

اخلاص : اخلاص پیدا ہوگا اخلاص والوں کی صحبت سے۔

ملفوظ نمبر ٦٨

فرمایا کہ جنت میں جانے والے لوگوں میں سے جو مقربین ہیں۔ انکی بات ہی کچھ اور ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے بندوں کی تین صفات بیان کی ہیں۔ اصحاب الشمال، اصحاب الیمین۔ مقربون حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہی اللہ کے مقربین ہونگے۔

ملفوظ نمبر ۶۹

فرمایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی کا عمل اسکو جنت میں نہیں لے جائے گا۔ سوائے اللہ کے فضل کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ آپ ﷺ کا بھی۔ فرمایا ہاں اگر اسکی رحمت کی چادر نے ڈھانپ لیا۔ تو عمل کی کوئی حیثیت نہیں اگر اس کا فضل نہ ہو۔

ملفوظ نمبر ۷۰

فرمایا کہ عجب ایک زہریلا مرض ہے جو شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ میں نے مسجد اور مدرسہ بنوا دیا میں نے اتنے آدمیوں کی اصلاح کر دی یہ سب عجب ہے یعنی اپنے عمل کو دیکھنا ہے جو نہایت خطرناک ہے۔

ملفوظ نمبر ۷۱

فرمایا کہ ذکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ یہ بات نماز اور دوسرے اعمال کے بارے میں نہیں فرمائی اس لئے بزرگوں نے فرمایا کہ ترقی اپنے ذکر سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ کے ذکر سے ہوتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۷۲

فرمایا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کو ہر عمل سے اگر اس میں اخلاص ہے تو جنت ملے گی اور ذکر سے اللہ ملے گا اور اس کا دیدار ہوگا۔ دیدار الٰہی اور تجلیات الٰہی بقدر معرفت ملیں گی۔

ملفوظ نمبر ۷۳

فرمایا کہ جو آدمی جنت کی طلب میں عمل کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے۔ اور جو آدمی دوزخ سے ڈر کر برائی چھوڑتا ہے وہ بھی اپنے نفس کیلئے کرتا ہے پھر اخلاص کہاں گیا؟ اخلاص یہ ہے کہ اللہ کیلئے عمل کرے۔

ملفوظ نمبر ۷۴

فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عالم اگر علم حاصل کرنے کے بعد تجارت میں لگ گیا تو اس کا علم نہیں رہے گا زراعت میں لگ گیا تو کھیتی باڑی کرنی آ جائے گی لیکن علم نہیں رہے گا۔ اگر علم کی حفاظت کرنی ہے تو تعلیم و تعلم میں لگ جائے۔ اسی طرح اگر کسی کو شیخ کی طرف سے اجازت ہو جاتی ہے تو یوں نہ سمجھے کہ میں ولی ہو گیا بلکہ اگر کام کرے گا تو ترقی کرے گا ورنہ نیچے ہی نیچے جائے گا۔ اجازت دینے سے کامل نہیں ہوتا۔ میاں اگر تم کوشش کرتے کرتے مر بھی گئے تو کیا ہوا؟ کامل تو اللہ ہی کرتا ہے اور انسان کام کرتے کرتے کامل بن جاتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۷۵

فرمایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تہجد پڑھا کرو کہ یہ تم سے پہلے صالحین کی عادت رہی ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝

اس آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا قرآن پاک کے اندر اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں احکامات دیئے ہیں اور جن سے انہوں نے منع کیا ہے وہ ہمیں معلوم ہوں۔ قرآن پاک بندے اور اس کے ربّ کے درمیان جوڑ پیدا کرتا ہے۔ اگر قرآن پاک تم میں موجود ہو تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم گمراہ نہیں ہوگے۔ فرمایا جب اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو حکم فرما رہے ہیں کہ تہجد پڑھو اور اللہ اللہ کیا کرو جب سارے کاموں کے باوجود اللہ کے پیغمبر ﷺ کو یہ حکم ہے تو پھر اور کوئی اس سے مستثنیٰ کیسے ہو سکتا ہے۔

وتبتل الیہ تبتیلا ۝ کہ بس اللہ کے ہو رہو۔

ملفوظ نمبر ۷۶

فرمایا کہ حضور ﷺ نماز کے بعد اللہ اکبر استغفر اللہ پڑھتے تھے۔

حضور ﷺ کی نماز تو ماشاء اللہ کامل نماز تھی۔ دراصل ہمیں تعلیم دینا مقصود تھا کہ میاں اللہ کی عبادت کرو اور ڈرو بھی کہ اس کی شان کے لائق عمل نہیں کیا۔ ہمارے سامنے اللہ کی ربوبیت اور جلالیت کا استحضار نہیں ورنہ حرکت کرنا اور کھجلانا، کھانسنا وغیرہ کیسا؟ جب ربّ کے سامنے کھڑے ہو تو پھر یہ حرکات کیسی؟

ملفوظ نمبر ۷۷

فرمایا کہ ایک دعا ہے اللّٰھُمَّ کُن لِی واجعلنی لک جتنا چاہو پڑھو تعداد کوئی نہیں۔ کم از کم ایک سو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کا ہو جائے گا کسی چیز کی فکر نہیں رہے گی۔

ملفوظ نمبر ۷۸

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آدم کے بچے میرا طالب ہو جا تو مجھے پالے گا اگر تو چل کے آئے گا تو میں دوڑ کر آؤں گا اگر تو ایک ہاتھ آئے گا تو میں ایک باہ یعنی دونوں ہاتھوں کے بقدر تیری طرف آؤں گا۔

ملفوظ نمبر ۷۹

فرمایا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جسے خواب آوے وہ مجھے بیان کر دے کہ میں اُسے تعبیر بتاؤں۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے بھی خواب آیا ہے میں نے خواب دیکھا کہ قیامت کا میدان ہے ایک فرشتہ مجھے پکڑ کر لے گیا حتی کہ دوزخ کے کنارے تک۔ حضور ﷺ نے اس کی تعبیر فرمائی کہ عبداللہ بڑا اچھا آدمی ہے اگر وہ تہجد بھی پڑھ لیا کرے؟ وہ فرماتے ہیں پہلے میں سویا کرتا تھا لیکن اب میں نے اس تعبیر کے بعد تہجد پڑھنی شروع کر دی۔

ملفوظ نمبر ۸۰

کرامت حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

فرمایا کہ حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے جو بیعت ہو جاتا تھا۔ اس کی تہجد قضا نہیں ہوتی تھی۔ تکبیر اولیٰ کا اتنا اہتمام کرتے کہ سب مساجد کے اوقات معلوم ہوتے تھے جہاں تکبیر اولیٰ ملتی وہیں نماز پڑھتے۔

ملفوظ نمبر ۸۱

فرمایا کہ حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ صحبت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک مٹی سے مجھے خوشبو آئی۔ میں نے پوچھا خوشبو کیسی ہے؟ عرض کیا کہ میں کچھ عرصہ گلاب کے پھول کے ساتھ رہی ہوں اس کی خوشبو مجھ میں آ گئی ہے۔ ورنہ میں تو مٹی ہی ہوں۔ جب گلاب کی صحبت کا یہ حال ہے تو اللہ والے کے ساتھ جڑنے کے اثرات کیوں نہ ہوں گے۔

ملفوظ نمبر ۸۲

فرمایا کہ بزرگوں کے ہاں ایک ہوتی ہے رویت اور ایک ہوتی ہے صحبت، رویت کا مطلب ہے کہ تین دن بزرگوں کے ہاں ٹھہرے اور صحبت کا مطلب ہے کہ کم از کم ایک سال یا چھ مہینے بزرگوں کے ہاں ٹھہرے۔

ملفوظ نمبر ۸۳

فرمایا کہ کامل توکل سبب سے ہٹ کر ہے۔ اسباب سے بھی اللہ ہی دیتا ہے اور بغیر سبب کے بھی دینے پر قادر ہے۔ جب تک توکل مضبوط نہ ہوگا ترقی نہیں کروگے۔ جب توکل مضبوط ہوگا تو معرفت الٰہیہ میں اُڑتا ہوا چلا جائیگا۔

ملفوظ نمبر ۸۴

فرمایا کہ کلام پاک کیا ہے؟ یہ اللہ کی باتیں ہیں کلمہ ایک بات اور کلام بہت سی باتیں کیوں بھائی اپنے دوست کی باتیں کتنی توجہ کے ساتھ سنتے ہو؟ اور یہی راز ہے پیر کے ساتھ نسبت جوڑنے کا مرید پیر کی بات بڑی توجہ اور عقیدت سے سنتا ہے اور ان کا اثر لیتا ہے کیونکہ یہ اللہ ہی کی باتیں ہیں۔

ملفوظ نمبر ۸۵

فرمایا کہ پہلے کوشش کرو کہ علم حاصل ہو جائے۔ پھر کوشش کرو کہ عمل آجاوے پھر کوشس کرو کہ اخلاص حاصل ہووے اور اخلاص روح عمل بھی ہے اور روح علم بھی دین کا خلاصہ یہی تین چیزیں ہیں۔

ملفوظ نمبر ۸۶

فرمایا کہ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک آدمی بازار میں چراغ لے کر پھر رہا تھا تو اس سے پوچھا گیا کہ میاں دن میں چراغ لے کر کیا ڈھونڈتے ہو؟ تو کہنے لگا کہ میں ڈھونڈتا ہوں کوئی مرد مل جائے کہا کہ بازار بھرا ہوا ہے تو کہنے لگا یہ بھی کوئی انسان ہیں۔ انسان تو وہ ہے جو اپنے رب کا طالب ہو۔

ملفوظ نمبر ۸۷

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے یہ نیک بندے مجھ سے کیا چاہتے ہیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ الٰہی وہ جنت چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے عرض کرتے ہیں کہ نہیں فرمایا اگر وہ دیکھ لیتے تو فرشتے عرض کرتے ہیں پھر تو اور بھی زیادہ چاہتے پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ اور کیا چاہتے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ الٰہی پھر تو وہ اور بھی زیادہ ڈرتے پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے فرشتو تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ الٰہی ان میں ایک آدمی جو ذکر کیلئے نہیں آیا تھا وہ تو ویسے ہی کسی سے ملنے آیا تھا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں میں نے اس کو بھی بخش دیا۔

ملفوظ نمبر ۸۸

فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور خطاؤں سے ہجرت کرے۔ اس کو ہم سفر در وطن کہتے ہیں کیونکہ اسے بُری منزل چھوڑنی ہے اور اچھی منزل اختیار کرنی ہے۔ حرص چھوڑنی ہے، قناعت اختیار کرنی ہے۔ تکبر چھوڑنا ہے تواضع اختیار کرنی ہے۔

ملفوظ نمبر ۸۹

فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ جا رہے تھے ایک کتا نالی میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ایک طرف سمٹ کر کھڑے ہو گئے۔ کتے کو اللہ نے زبان دی پوچھا کہ بایزید ایک طرف کیوں ہٹ گئے؟ فرمایا تو نجس ہے کہیں میرے کپڑوں کو خراب نہ کر دے۔ کتے نے کہا یہی تو تکبر ہے کہ مجھے حقیر جانا اپنے کو بڑا جانا۔ میرے چھینٹوں سے تو ناپاک ہوتا تو پانی سے پاک ہو لیتا۔ لیکن یہ تکبر کی ناپا کی سات سمندروں سے بھی دھوئے گا تب بھی پاک نہ ہوگا۔ تو آپ نے نعرہ مارا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے جب آپ کو ہوش آئی تو کتے سے کہا ہم اکٹھے رہا کریں گے کتے نے کہا کیسے رہ سکتے ہیں کہ تم تو سال کی گندم مٹکوں میں بھر کر رکھتے ہو اور میں صبح و شام کیلئے کچھ نہیں رکھتا میرا توکل تمہارے توکل سے بڑا ہے اس پر آپ نے کہا اللہ اور بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو کتا جا چکا تھا۔

ملفوظ نمبر ۹۰

فرمایا کہ تصوف نہ تو زیادہ نمازیں پڑھنے کا اور نہ زیادہ روزے رکھنے کا نام ہے، نہ تہجد پڑھنے کا بلکہ تصوف نام ہے اس کا کہ مخلوق میں سے کسی کا اپنے دل پر رنج نہ رکھے۔ یعنی ہر معاملہ میں مخلوق کو معذور سمجھے۔

ملفوظ نمبر ۹۱

فرمایا کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ زمین میں سب سے اچھی جگہ کونسی ہے اور سب سے بری جگہ کونسی ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا مجھے پتہ بھی نہیں میں اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قریب آؤ۔ قریب بلا کر فرمایا کہ میرے حبیب ﷺ کو کہو کہ سب سے بری جگہ بازار ہے، اور سب سے اچھی جگہ مسجد ہے، جبرائیل علیہ السلام نے آ کر عرض کی کہ آج اتنا قرب ہوا کہ پہلے نہیں ہوا لیکن پھر بھی میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ستر ہزار پردے حائل تھے۔

ملفوظ نمبر ۹۲

فرمایا کہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیسے پہنچوں آپ تک اے میرے رب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے کو چھوڑ دے اور آ جا۔ نفس، اللہ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ جب تک اسے نہیں چھوڑ دو گے رب تک نہیں پہنچ سکو گے۔

ملفوظ نمبر ۹۳

فرمایا کہ میرے حضرت رحمتہ اللہ علیہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ بادشاہ کو خیال ہوا کہ دیکھو علماء اور فقراء میں کیا فرق ہے؟ اس کے دل میں ترکیب آئی اور اس نے پہلے علماء کی دعوت کی اور کھانے کے بعد خصوصی ملاقات کا وقت بھی دیا اور ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ ایک کمرے میں ملاقات کے دوران ہر عالم سے پوچھتا کہ آپ نے علم کہاں سے حاصل کیا اور کن کن علوم پر عبور حاصل کیا اس کے جواب میں ہر عالم جواب دیتا رہا کہ میں نے فلاں جگہ علم حاصل کیا اور فلاں اُستاد سے حاصل کیا اور فلاں فلاں علوم پر عبور حاصل کیا۔ علماء کے بعد اس نے فقراء کی دعوت بھی کی اور اسی طرح اُن سے ملاقات کی اور پوچھتا رہا کہ آپ نے فقیری کہاں سیکھی، کس سے سیکھی، کیا مقام حاصل کیا تو اس کے جواب میں ہر فقیر کہتا کہ میں نے فقیری کب سیکھی ہے۔ میں نے تو بس وقت ضائع کیا ہے ہاں البتہ یہ دوسرے حضرات واقعی بزرگ ہیں بادشاہ سمجھ گیا کہ بس علماء اور فقراء میں یہ ہی فرق ہے کہ علماء اپنے کو بڑا جانتے ہیں اور فقراء اپنے کو کچھ نہیں جانتے۔

ملفوظ نمبر ۹۴

فرمایا کہ کتابوں میں ایک بزرگ کا حال لکھا ہے کہ ان کا آخری وقت آ گیا انہیں معلوم ہو گیا (القا ہو گیا) تو انہوں نے خادم سے کہا کہ جا بھئی کفن وغیرہ لے آؤ جب وہ کفن وغیرہ خریدنے گیا تو اس نے دو آدمیوں کے کفن کا سامان خریدا۔ واپس آیا تو شیخ کا وصال ہو چکا تھا۔ جب دیکھا تو سامان رکھ کر شیخ سے چمٹ گیا اور کہنے لگا کہ میرے شیخ میں ساری عمر تو آپ کے ساتھ رہا اب آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر جا رہے ہیں میں کیسے رہوں گا؟ یہ کہا اور جان دے دی۔

ملفوظ نمبر ۹۵

فرمایا کہ ہمارے بزرگوں کا فرمان ہے لا طمع (یعنی طمع نہ رکھے) وَلَا منع (انکار نہ کرے) یعنی اگر کوئی دے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہوئے قبول کرلے وَلَا جَمْع (جمع نہ کرے) یعنی جب آجائے تو پھر جمع نہ کرے۔

ملفوظ نمبر ۹۶

فرمایا کہ ہمارے حضرت فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ارے بھائی بازار میں ہر چیز کی دکان ہے کوئی ایسی دکان بھی ہے جہاں اللہ کی محبت بکتی ہو؟ تو فرمایا بھائی یہ خانقاہیں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی جگہ ہے۔

ملفوظ نمبر ۹۷

فرمایا کہ اللہ تک پہنچنے کے دو طریقے ہیں۔ نمبر ۱ محنت سے پہنچنا یعنی شریعت مطہرہ کی پابندی کرتے ہوئے چلتے رہنا حتیٰ کہ اللہ تک پہنچ جائے۔ نمبر ۲) محبت سے اللہ تک پہنچنا۔ محبت سے پہنچنا محنت کی نسبت آسان ہے سارے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین محبت سے ہی پہنچے تھے۔

ملفوظ نمبر ۹۸

فرمایا کہ نماز اگر چھوٹ گئی تو ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں توبہ اور فدیہ سے لیکن حضور ﷺ نے فرمایا ہے جس آدمی کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا معلوم یہ ہوا کہ متکبر آدمی بے نمازی سے بھی بُرا ہے۔

ملفوظ نمبر ۹۹

فرمایا کہ علم ایک درجہ کا ہو تو عمل دس درجہ کا ہونا چاہیے اور علم وعمل دونوں محتاج ہیں اخلاص کے فرمایا علم کے مقابلے میں عمل مشکل ہے اور ان دونوں کے مقابلے میں اخلاص بہت ہی زیادہ مشکل ہے۔ دین تین چیزوں کا نام ہے۔

نمبر۱) علم ہو بقدر ضرورت

نمبر۲) عمل ہو علم کے بقدر

نمبر۳) دونوں میں اخلاص ہو

ہمارے حضرات صوفیہ کرام تینوں پر کوشش فرماتے ہیں دین تب مکمل ہوگا جب تینوں پر عمل کروگے۔ اگر دو پر عمل ہے ایک پر نہیں تو کمزوری ہے اور اگر ایک پر عمل ہے دو پر نہیں تو اللہ رحم کرے۔

ملفوظ نمبر ۱۰۰

فرمایا کہ آپ غلط ملط کیوں کرتے ہیں کہ نماز بھی ذکر اور قرآن کا پڑھنا بھی ذکر ہے۔ جو آدمی پیٹ کی تکلیف میں مر جائے وہ شہید ہے لیکن تم اسے غسل بھی دیتے ہو کفن بھی، لیکن میدان جہاد میں جو شہید ہوتا ہے اسے نہ غسل دیتے ہیں نہ کفن، پھر فرمایا بھئی آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔ ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں ایک آدمی نے کسی غیر محرم عورت کو بری نگاہ سے دیکھ لیا تو کیا اس پر حد جاری ہوگی (علماء) کہنے لگے کہ حضرت حد تو جاری نہیں ہوگی۔ فرمایا کیوں؟ زنا تو ہوا (علماء) کہنے لگے یہ حکماً زنا ہے۔ فرمایا پھر بھئی اس طرح قرآن پڑھنا، نماز پڑھنا حکماً ذکر ہے۔ وہ ذکر نہیں جس کا مطالبہ یا حکم ہے بلکہ ذکر تو باقاعدہ خود ایک موضوع اور باب ہے۔

(آزاد کشمیر میں علماء سے خطاب)

ملفوظ نمبر ۱۰۱

فرمایا کہ بس بھائی علم محتاج ہے عمل کا علم بغیر عمل کے بے فائدہ ہے ہمارے حضرات فرماتے ہیں ع چار ہیں، عالم، عامل عابد، اور عارف بس جس میں یہ چاروں ہوں گے وہ کامیاب ہے اکیلے علم کے لحاظ سے تو شیطان معلم الملکوت تھا لیکن برباد ہوگیا۔ بہت سے لوگ علماء سے مسئلے سننے والے جنت میں جائیں گے اور وہ علماء دوزخ میں جائیں گے تو لوگ پوچھیں گے ہم تو آپ سے سن کر جنت میں جارہے ہیں لیکن آپ کو کیا ہوا۔ تو وہ کہیں گے بس بھئی افسوس ہے کہ ہم کہتے تھے لیکن کرتے نہیں تھے۔ معلوم ہوا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک کام خود نہ کریں اور دوسروں کو کہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۰۲

فرمایا کہ مکھیاں دو قسم کی ہوتی ہیں، نمبر۱) وہ مکھی جو ہر جگہ بیٹھتی ہے گندگی پر بھی اور میٹھے پر بھی، نمبر۲) شہد کی مکھی کبھی گندگی پر نہیں بیٹھے گی ہمیشہ پھول یا پھل پر بیٹھے گی۔ کبھی گندگی پر نہیں بیٹھے گی۔

ملفوظ نمبر ۱۰۳

فرمایا کہ تین چیزیں ہیں۔

☆ سخاوت ☆ جودوکرم ☆ ایثار

سخاوت : جو آدمی اپنی ضرورت رکھ کر باقی کو خرچ کرے وہ سخی ہوتا ہے۔

جودوکرم : یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے اور اسے جواد کہتے ہیں کیونکہ وہ تو ضروریات سے پاک ہے اور بے نیاز ہے ان کے ہاں تو آج کل کا مسئلہ ہی نہیں

ایثار : یہ ہے کہ اپنی ضرورت بھی ہے لیکن اپنی ضرورت کو دبا کر دوسرے کی ضرورت پوری کرے۔

ملفوظ نمبر ۱۰۴

فرمایا کہ دین جوڑتا ہے دنیا توڑتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۰۵

فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں یہ شعر پڑھا تو حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ خوشی سے فرمانے لگے کہ خواجہ صاحب اگر میرے پاس ایک لاکھ روپیہ ہوتا تو اس شعر کے بدلے تمہیں ایک لاکھ روپیہ دیتا۔

سب تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

ملفوظ نمبر ۱۰۶

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب دو پہاڑ آمنے سامنے ہوتے ہیں تو ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کہ کیا تیرے اوپر سے کوئی اللہ اللہ کرنے والا گزرا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میاں گزرا ہے تو دوسرا پہاڑ کہتا ہے مبارک ہو۔

ملفوظ نمبر ۱۰۷

فرمایا کہ آدمی کی سوچ ہے کہ یہ اپنے لئے اچھا سوچتا ہے اور دوسروں کیلئے برا سوچتا ہے لیکن معاملہ تب بنے گا تب کہ اُن کیلئے بھی اچھا سوچے تو یہ فرشتوں سے برتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام پیغمبروں کو یہ خصلت اور فطرت عطا فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کا بھلا سوچتے ہیں۔ (یکم اگست ۱۹۹۰ء لاہور)

ملفوظ نمبر ۱۰۸

فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے پاس حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے اور پوچھا کہ اجازت ہو تو آپ علیہ السلام کی روح نکال لوں۔ کہا کہ ابھی تو پہلے کیسے آ گیا ابھی چالیس سال اور باقی ہیں۔ فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ وہ تو ایسے کہہ رہے ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ اُن سے کہو کہ جو حضرت داؤد علیہ السلام کو دیے تھے وہ کہاں ہیں تو آدم علیہ السلام نے کہا کہ مجھے کچھ یاد نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان بہت بھولنے والے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۰۹

فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے معجزہ عطا فرمایا مادرزاد اندھوں کی آنکھوں پر دم کرتے تو ٹھیک ہو جاتی تھیں۔ کوڑھی (جزام) اور برص کے مریض کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔

ملفوظ نمبر ۱۱۰

فرمایا کہ میاں قیمت اندر سے بنتی ہے ہمارے ہاں ایک آم ہوتا ہے دیکھنے میں خوبصورت اور ذائقے میں کھٹا اُسے کوئی پسند نہیں کرتا تو اس لئے اندر کے بنانے کی فکر کرو تاکہ مخلوق خدا کو فائدہ ہو اور تمہیں ہر کوئی پسند کرے۔

ملفوظ نمبر ۱۱۱

فرمایا کہ ہم نے نماز پڑھنے کو بہت بڑا سمجھا ہے اور اندر کی خبر ہی نہیں، نماز تو منافق بھی پڑھتے تھے اور حضور ﷺ کے پیچھے پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اندر سے غافل ہیں۔ میاں مومن تب بنو گے کہ جب ظاہر بھی شریعت کے مطابق ہو اور اندر یعنی باطن بھی شریعت کے مطابق ہو الحمدللہ اس کی ہم دعوت دیتے ہیں ہم کہتے ہیں۔ نماز پڑھو اور اندر بھی ٹھیک کرو، علم حاصل کرو اور اندر بھی ٹھیک کرو، (حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے بٹوے کی مثال دیکر سمجھایا) کہ بٹوے میں اگر ایک ہزار روپیہ ہے تو دوسرا کوئی آدمی آپ کو یہ کہے کہ یہ بٹوا آٹھ سو میں مجھے دے دو تو تم کبھی نہیں دے دو گے تو معلوم ہوا کہ قیمت اندر سے بنتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۱۲

فرمایا کہ مثال کے طور پر میرے پاس آئینہ ہے اس میں، میں دیکھتا ہوں تو چھت کی تمام چیزیں نظر آئیں گی اور اگر یہ میلا ہو تو کیا نظر آئے گا۔ اگر شیشہ پر گرد و غبار پڑا ہو تو نظر نہیں آتا تو جب دلوں پر گناہوں کا گرد و غبار لگا ہو تو اللہ رب العزت کیسے نظر آئیں گے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار،
جب ذرا گردن جھکائی تو دیکھ لیا۔

ملفوظ نمبر ۱۱۳

فرمایا کہ ختم خواجگان کو اپنے گھر میں معمول بنالو۔ گھر میں بچے، عورتیں اس کی برکات حاصل کریں گے اور اگر باہر پڑھتے ہو تو چند ساتھیوں کو ساتھ ملا کر پڑھ لو۔ ہمارے اندر کچھ نہیں اپنے بزرگوں کی توجہات ہیں تو کہتا ہوں کہ یہ ختم خواجگان کی برکت ہے کہ لوگ دُور دُور سے تکلیفیں اُٹھا کر اللہ اللہ سیکھنے آتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۱۴

فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ نے بزرگوں کے حالات کی کتاب لکھی ہے نفحات الانس، اُس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ والوں کے جو قصے ہیں یہ اللہ کے لشکر ہیں جو لوگوں کو پکڑ پکڑ کر اللہ کی طرف لاتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۱۵

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی تم یوں کہا کرو میں تو بگاڑنے والا ہوں۔ میں نے جو کام کیا اس کو اللہ پاک سیدھا کر دے اور صحیح فرمادے۔ صحیح معنوں میں مخلص وہ ہے جو اپنے اخلاص میں کیڑے نکالے اور اپنے عمل پر تہمت لگائے۔ اخلاص سے کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو اخلاص والا نہ جانے اور اللہ سے ڈرتا رہے۔

ملفوظ نمبر ۱۱۶

فرمایا کہ لوگ بادشاہوں کے قرب کیلئے بہت کچھ کرتے ہیں حالانکہ انکی بادشاہت عارضی ہے۔ اللہ سے قرب کی کوشش کرو کہ وہ لازوال ہے۔ حی وقیوم ہے، قادر مطلق ہے، قرب الٰہی جو حاصل ہوگا وہ ذکر سے ہوگا۔

ملفوظ نمبر ۱۱۷

فرمایا کہ اللہ کہتے ہیں کہ پاک ہوجا اور آجا۔ جیسے مسجد میں ناپاک آدمی داخل نہیں ہوسکتا تو اللہ تعالیٰ کا قرب پلیدی والے کو کیسے حاصل ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا میں تیرا رب ہوں یہ پاک وادی ہے۔ اپنی جوتیاں اُتار دو۔ حضرت موسی علیہ السلام کی جوتیاں گدھے کی کھال کی تھیں اور چمڑا کچا تھا رنگا ہوا نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ باطن کے ناپاک کو اپنے پاس کیسے آنے دے گا؟

ملفوظ نمبر ۱۱۸

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اَن گنت ہیں۔ سانس کا آنا اور سانس کا جانا نعمت ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں انسان چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ الحمدللہ ہر حال میں کہو، نماز پر اللہ کا شکر کرو اور الحمدللہ کہو اور شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیل نہیں بنایا گدھا نہیں بنایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان بنایا اور معذور نہیں بنایا اور پھر مسلمان بنایا اللہ تعالیٰ یہ پوچھے گا کہ مجھے یاد کیسے کیا؟ اور کتنا یاد کیا؟ ہمارے حضرات

کہتے ہیں کہ تم اتنا ذکر کرو کہ ذکر کے خیال سے آزاد ہو جاؤ اور ہمیشہ ذکر ...و۔ ذکر کے معنی یاد کے ہیں۔ ماسوا کو بھول جاؤ اور صرف اللہ کو یاد کرو یعنی ہر وقت اللہ کی یاد میں رہو۔ اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی ذکر کرو گے انشاء اللہ قیمتی بنو گے۔

ملفوظ نمبر ۱۱۹

ہمارے اکابر کی کمال درجے کی توجہ الی اللہ

فرمایا کہ ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مسجد میں گھڑی نہیں لگوائی۔ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ مسجد میں آ کر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں رہتے بلکہ نظر گھڑی پر رہتی ہے۔ فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کہاں گھڑیاں تھیں، نمازی جمع ہو جاتے تو حضور ﷺ کو اطلاع دی جاتی کہ نمازی آ گئے حضور ﷺ تشریف لاتے اور نماز پڑھتے۔

ملفوظ نمبر ۱۲۰

ہمارے حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کا کمال درجہ کا استغناء

مری کے سالانہ اجتماع پر ارشاد فرمایا کہ الحمد اللہ ہم اپنے گھر سے چلتے ہیں سلسلے کی ترویج کیلئے تو اپنی جیب سے کرایہ دے کر چلتے ہیں حاجی محمد صدیق مرحوم فیصل آبادی بیٹھے ہوئے تھے تو انکی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ پوچھ لو کہ کبھی کرایہ دیا ہو اور الحمد اللہ کبھی نظر بھی نہیں کی کہ کرایہ دیں گے اگر ایسا ہی ہے تو پھر توحید کیا ہوئی اصل توحید یہ ہے کہ بندہ اللہ کی طرف دیکھے اور مخلوق سے اسکی نظر اُٹھ جائے۔

ملفوظ نمبر ۱۲۱

محدث کبیر کی کمال درجہ کی فنائیت

فرمایا کہ محدث کبیر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضرت دعا فرمائیں کہ مجھے توجہ الی اللہ والی نماز پڑھنی آجائے۔ تو حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائی اگر توجہ الی اللہ والی نماز پڑھنی آجائے تو اور کیا چاہیے۔

ملفوظ نمبر ۱۲۲

فرمایا کہ تین گناہ ایسے ہیں جو تمام گناہوں کی جڑ ہیں ہیں۔

۱) تکبر: کسی دوسرے کو اپنے سے کمتر جاننا کسی حیثیت میں بھی ہو اور اپنے کو اچھا جاننا۔ اور یہ پہلا گناہ شیطان نے کیا۔

۲) حرص: زیادہ کی لالچ کرنا یعنی مال جمع کرنے پر لگا رہے اور پیٹ نہ بھرے (میرے حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حرص سے اگر پوچھو کہ تیری ماں کا کیا نام ہے تو وہ کہے گی کہ تقدیر میں شک کرنا)

۳) حسد: کسی کی نعمت کو دیکھ کر جلنا (ہابیل اور قابیل کا واقعہ) بھائی کی خوبصورت بیوی پر حسد ہوا اور بھائی کو قتل کر دیا اور تین گناہ کیئے۔

۱) بھائی کا قتل کیا۔ ۲) والدین کا دل دکھایا۔

۳) قتل کی بڑی رسم جاری کی۔

ملفوظ نمبر ۱۲۳

فرمایا کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ نماز پڑھتے
رہو جیسا کہ نماز کا حق ہے اور دیکھو لوگوں کو نیکی کا کہتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا اور صبر
کرنا اس چیز پر جو تجھے اس راستے میں پیش آئے۔

ملفوظ نمبر ۱۲۴

فرمایا کہ رحمٰن اور رحیم اللہ کی صفت ہے

رحمٰن: والد والی شفقت اور

رحیم والدہ والی شفقت ہے۔

فرمایا کہ ماں حال کو دیکھتی ہے اور باپ مستقبل کو دیکھتا ہے کہ میرا
بچہ کچھ بن جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی یہ چاہتا ہے کہ میرا بندہ حال میں بھی میرا
رہے اور مستقبل میں بھی میرا۔

ملفوظ نمبر ۱۲۵

ارشاد مبارک بنگلہ دیش بمقام ڈھاکہ

فرمایا کہ حضرت نقشبندیہ و مجددیہ کے اصول چہار ہیں۔

نمبر۱) کثرت ذکر اللہ: اتنی کثرت سے ذکر کرے کے اللہ ہر وقت یاد رہے۔

نمبر۲) اتباع سنت: سنت نبوی ﷺ کی پوری اتباع کرے۔ ظاہری سنتوں کی بھی اور باطنی سنتوں کی بھی۔ ہمیشہ سنتوں کو معلوم کرنے کی کوشش کرے۔

نمبر۳) جہاں تک ہو سکے عزیمت پر عمل کرے اور رخصتوں پر عمل کرنے سے بچتا رہے۔ مثلاً وضو کرے تو مسواک کرے۔ تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرے۔ اگر صحت اجازت دے تو ہر وقت باوضو رہے۔

نمبر۴) رابطہ شیخ: اپنے شیخ اور مربی سے دلی محبت رکھے اگر ہو سکے تو ان کی صحبت میں رہے اگر یہ ممکن نہیں تو ان کو اپنے حال سے باخبر رکھے اور انکی ہدایات پر عمل کرے۔ اگر ان چیزوں پر عمل کرے گا تو مقامات علوی پر انشاء اللہ اُڑتا ہوا۔ اور ترقی کرتا ہوا پہنچ جائے گا۔

ہمارے اذکار سات لطیفوں پر کرائے جاتے ہیں۔

پہلا لطیفہ قلب ہے دوسرا لطیفہ روح ہے، تیسرا لطیفہ سر ہے، چوتھا لطیفہ خفی ہے۔ پانچواں لطیفہ اخفی ہے، چھٹا لطیفہ نفس ہے، اور ساتواں قالبیہ ہے۔ اس کو سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۲۶

فرمایا کہ آنکھوں کا ذکر اللہ تعالیٰ کی محبت یا خوف سے رونا
اور کانوں کا ذکر اللہ تعالیٰ کی بات کو غور سے سننا۔

زبان کا ذکر	:	اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا۔
قلب کا ذکر	:	اللہ تعالیٰ سے امید اور خوف رکھنا۔
ہاتھ کا ذکر	:	اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا۔
پیٹ کا ذکر	:	حرام سے بچنا۔
روح کا ذکر	:	تسلیم و رضا میں رہنا۔

ملفوظ نمبر ۱۲۷

فرمایا کہ تو اللہ والوں کے پاس آنا جانا رکھے گا تو وہ تجھے چھ چیزوں میں سے نکال کر چھ چیزوں میں پہنچا دیں گے۔

۱) شک سے نکال کر یقین میں لے آئیں گے۔
۲) ریا سے نکال کر اخلاص میں لے آئیں گے۔
۳) غفلت سے نکال کر ذکر میں لے آئیں گے۔
۴) دنیا کی رغبت سے نکال کر آخرت کی رغبت میں لے آئیں گے۔
۵) تکبر سے نکال کر تواضع میں لے آئیں گے۔
۶) بخل سے نکال کر ایثار میں لے آئیں گے۔

ملفوظ نمبر ۱۲۸

فرمایا کہ اللہ کی رضا کیلئے اتنی کوشش کرو جتنا کہ تو اس کا محتاج ہے۔

دنیا : دنیا کیلئے اتنی محنت کر جتنا یہاں رہنا ہے۔

آخرت : آخرت کیلئے اتنی محنت کر جتنا کہ تجھے وہاں رہنا ہے۔

گناہ : اتنا کر کہ جتنا تجھ میں عذاب سہنے کی طاقت ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۲۹

فرمایا کہ قرآن پاک میں آتا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ اس میں نقطہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ لے گیا تو کیا مشکل ہے۔ لہٰذا معراج کے منکر کو کوئی حق نہیں کہ انکار کرے کیونکہ لے جانے والا اللہ ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۳۰

فرمایا کہ یا ایھا الرسل کلو من الطیبات و اعملو الصالحہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے پیغمبرو! پاک کھائیں اور اعمال صالحہ کریں پہلے رزق حلال ہے پھر اعمالِ صالحہ ہیں لیکن آج اسکا اُلٹ ہے عمل صالح پر تو زور ہے لیکن رزق حلال کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ آج کل دین ودنیا کی خدمت کرنے والوں کے معاملات بہت خراب ہیں۔ جب معاملات کی صفائی نہ ہو۔ رزق حلال نہ ہو ریاضت قبول نہ ہوگی۔

ملفوظ نمبر ۱۳۱

فرمایا کہ جس طرح احادیث کی اسناد ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہمارے شجرات ہیں۔ یہ شجرات ہمارے سلسلہ کی اسناد ہیں کہ اس میں انقطاع نہیں۔ جس طرح حدیث کی روایات میں انقطاع آ جائے تو وہ اُس حدیث کی صحت ختم ہو جاتی ہے اس طرح اگر سلسلہ میں انقطاع آ جائے تو سلسلہ نہیں رہتا اور سلسلہ تو وہ ہی ہے جو تسلسل سے ہو۔

ملفوظ نمبر ۱۳۲

فرمایا کہ

۱) ذکر خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

۲) دنیا کو چھوڑو گے تو آخرت ملے گی۔ دنیا اور آخرت دونوں کو چھوڑو گے تو ربّ ملے گا۔ دنیا دار جیتا ہے اسباب کے ساتھ اور اللہ والے جیتے ہیں مسبب الاسباب یعنی سبب والے کے ساتھ۔

ملفوظ نمبر ۱۳۳

موافقت:

فرمایا کہ محبت کی اصل موافقت ہے۔

یعنی ناموافق حال پر بھی طبیعت بے چین نہ ہو۔ اللہ تعالی کی طرف سے آنے والی خوشی وغمی ایک ہو جائے۔ بیماریوں تنگدستیوں اور پریشانیوں میں بھی دل میں ملال نہ ہو بلکہ ان حالات میں بھی دل کا حال ایسا ہو جیسا کہ خوشحالیوں اور راحتوں میں ہوتا ہے

میرے کارساز کو میری فکر ہے
اپنی فکر اپنے لئے آزاری کا باعث ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۳۴

ولی بننے کا نسخہ

فرمایا کہ جو حیات صوفیہ پڑھتا رہے گا۔ انشاءاللہ ولی بن جائے گا۔

ملفوظ نمبر ۱۳۵

فرمایا کہ اللہ کا نور دل میں آجائے تو سینہ کھل جاتا ہے اسکی نشانیاں یہ ہیں

۱) اس دھوکہ کے گھر (دنیا) سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔

۲) ہمیشہ ہمیشہ کے گھر (آخرت) کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔

۳) مرنے کے بعد والی زندگی کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔

مثال:

ایک لڑکی کو جب یقین ہو جاتا ہے کہ اس کی شادی ہونے والی ہے تو وہ اگلے گھر کی تیاریاں شروع کر دیتی ہے۔ ہر چیز سمیٹ سمیٹ کر رکھتی ہے۔ اپنے میاں کے گھر کیلئے۔ کیونکہ اُسے یقین ہے کہ اب یہاں نہیں رہنا۔ پھر اپنے باپ کے گھر کو اپنا نہیں کہتی، میاں کے گھر کو اپنا کہتی ہے۔ حالانکہ اُس گھر کا تو کوئی بھروسہ نہیں۔ ذرا سی بات پر میاں واپس گھر بھیج دے۔ افسوس! کہ اس کو تو یقین ہے، اپنے اگلے گھر کا ہمیں نہیں ہے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ملفوظ نمبر ۱۳۶

فرمایا کہ نماز توحید کا ایک سبق ہے یعنی جگہ جگہ اللہ اکبر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہی سب کچھ ہے، میں کچھ نہیں، دین اور اسلام کی بنیاد نماز پر ہے۔ نماز اگر تصور اور دھیان سے پڑھی جائے تو عملی توحید کا مظاہرہ ہے۔ جو نماز کو ضائع کرے گا۔ اس کیلئے باقی دین کو ضائع کرنا بھی کوئی مشکل نہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۳۷

فرمایا کہ بندہ بیمار ہو تو صحت کیلئے دعا کتنی کی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر انسان کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ میں بڑا گناہ گار ہوں تو وہ ہر وقت معافی مانگتا رہے گا۔

ملفوظ نمبر ۱۳۸

فرمایا کہ سات آدمی اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہونگے جس دن اس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۱۔ عادل حکمران

۲۔ جوانی کا عابد

۳۔ جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے۔

۴۔ اللہ ہی کے واسطے محبت اور نفرت کرنے والا۔

۵۔ خوبصورت عورت برائی کی دعوت دے لیکن جو اللہ کے خوف کی وجہ سے بچ جائے۔

۶۔ چھپا کر خیرات کرنے والا۔

۷۔ اللہ کا ذکر تنہائی میں کرتے ہوئے اس کے خوف سے آنسو بہہ جائے۔

ملفوظ نمبر ۱۳۹

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے، پھر عمل میں اخلاص دے۔ اخلاص سب سے قیمتی شے ہے۔ اخلاص یعنی خالص اللہ کیلئے عمل کرے نہ جنت کے شوق میں، نہ دوزخ کے خوف اور اخلاص مخلصین کی صحبت و مجلس سے حاصل ہوگا۔

ملفوظ نمبر ۱۴۰

فرمایا کہ اوقات کو موافقت الٰہیہ میں گذارنا افضل ترین عمل ہے۔
موافقت الٰہیہ دو طرح کی ہوتی ہے۔
موافقت امور شریعہ
موافقت امور تکوینہ
شریعت کے احکام پر خوش ہونا۔ اور تقدیر کے متعلق کاموں اور عوامل پر راضی رہنا۔

ملفوظ نمبر ۱۴۱

فرمایا کہ ذکر کی سات قسمیں ہیں۔

۱) آنکھوں کا ذکر رونا
۲) کانوں کا ذکر اچھی بات دھیان سے سننا
۳) ہاتھوں کا ذکر خیرات کرنا

۴) دل کا ذکر خوف و رجا

۵) روح کا ذکر تسلیم و رضا

۶) بدن کا ذکر وفا

۷) زبان کا ذکر حمد و ثنا

ملفوظ نمبر ۱۴۲

فرمایا کہ کامل مومن بننے کیلئے۔ چار کو چار سے پاک کرلو۔

۱) دل کو حسد سے

۲) زبان کو جھوٹ اور غیبت سے

۳) عمل کو ریا سے

۴) پیٹ کو حرام سے

ملفوظ نمبر ۱۴۳

فرمایا کہ اوپر کا نام ہے۔ شریعت

اندر کا نام ہے۔ طریقت

جب تک طریقت نہیں آئے گی حقیقت نہیں آئے گی۔ اوپر بھی رنگ ہو۔ حضور ﷺ کا اور اندر بھی سوز و گداز ہو حضور ﷺ ہی کا۔

ملفوظ نمبر ۱۴۴

فرمایا کہ محنتیں دو قسم کی ہیں۔

۱) دماغ پر محنت

۲) دل پر محنت

دماغ پر محنت دنیا کی طرف لے جاتی ہے۔

دل پر محنت خدا سے ملاتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۴۵

فرمایا کہ ولایت عامہ: یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔

ولایت خاصہ: اس کیلئے کوشش کرنی چاہیے۔ قرآن حکیم میں بھی آیا ہے کہ تین طبقے ہیں۔

۱) اصحاب الیمین، ۲) اصحاب الشمال، ۳) مقربین

تصوف میں اس کی کوشس ہے کہ عام مومنین سے نکل کر مقربین میں شامل ہونے کا شوق ہوجائے۔ یہ استعداد تخلیہ میں پیدا ہوتی ہے۔ جیسے حضور ﷺ بھی چھ ماہ کیلئے غار حرا میں تشریف لے گئے تھے تو پھر نبوت کے آثار شروع ہوئے۔

ملفوظ نمبر ۱۴۶

فرمایا کہ توجہ چار قسم کی ہوتی ہے۔

۱) توجہ انعکاسی: اس کی مثال عطر والے کی سی ہے کہ جب تک اس کی صحبت میں رہے تو فائدہ (خوشبو) حاصل کرتا رہے۔ یہ سب سے کمزور اور ہلکے درجہ کی توجہ ہے۔

۲) توجہ انقلابی: اس کی مثال کھلے چراغ کی سی ہے کہ جلتا تو ہے لیکن ہوا کے جھونکے برداشت کرنے کی طاقت اور ہمت نہیں رکھتا،، ذرا سی ہوا چلی تو یہ بجھ جائے گا۔

۳) توجہ اصلاحی: اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نہر سے راستہ بنا کر کوئی تالاب یا حوض بھر لیا جائے۔ لیکن ذرا سی رکاوٹ آ گئی، کوئی چیز راستہ میں اٹک گئی تو رابطہ کٹ جائے گا اور فیض (پانی) آنا بند ہو جائے گا۔

۴) توجہ اتحادی: اس کی برکت سے شیخ کی سب صلاحیتیں مرید کے اندر آ جاتی ہیں۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے غار حرا میں حضور ﷺ سے کہا اقراء آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہی جواب دہرایا تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو تین مرتبہ سینے سے لگایا اور دبایا تو پھر قرآن مجید کی وہ آیات جو ریشمی کپڑے پر لکھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے پڑھنا شروع کر دیں یہ سینے سے لگا کر دبانا توجہ ہی تو تھی۔

ملفوظ نمبر ۱۴۷

فرمایا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے تعلق کے بغیر چین نہ آئے۔ یعنی اس کی یاد کے بغیر اسے چین نہ آئے۔ جس طرح مچھلی کا تعلق پانی سے ہوتا ہے۔ پانی ٹھنڈا ہو چاہے گرم۔ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کے بغیر اس کی موت ہے۔ بس دل کو بے قراری ہو جب تک اسے یاد نہ کر لے۔ جب اسے یاد کر لے تو قرار آ جائے۔
(پھر انشاء اللہ عبادات میں بھی مزہ آئے گا)

ملفوظ نمبر ۱۴۸

فرمایا کہ تصوف یہ ہے کہ مخلوق کی محبت نکل جائے اور خالق کی محبت آ جائے۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کا خیال بھی نہ رہے۔ یہ بھی سنت ہے کہ بغیر لالچ کے عبادت کرے۔ صرف اسکی رضا کیلئے۔ بیوی جسے خاوند سے تعلق ہوتا ہے وہ ہر وقت اس بات کا خیال رکھتی ہے کہ میرا خاوند مجھ سے راضی ہو جائے۔ ناراض نہ ہو جائے، جسے تعلق نہیں ہوتا اس کو اس بات کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ یہی اخلاص ہے کہ خالص ایک کیلئے کام کیا جائے۔

ملفوظ نمبر ۱۴۹

فرمایا کہ عبادت تو نوکر کرتے ہیں۔ اللہ کا عشق پیدا کرو۔ عشق کی بات ہی کچھ اور ہے۔ اللہ کو ایک ماننا تو بہت آسان ہے۔ یہ یقین آ جائے کہ تمام تصرّفات میں وہ ایک ہے۔ اللہ سے تعلق جوڑ لو۔ ماسوا سے تعلق توڑ لو۔ انشاء اللہ سارے کام بن جائیں گے۔

ملفوظ نمبر ۱۵۰

فرمایا کہ تمام مذاہب میں گانا ہے۔ اسلام میں گانا نہیں ہے ہندوؤں کا مذہب ہے گانا بجانا۔ عیسائیوں میں بھی یہی ہے۔ فرمایا کہ جس کو گانے کا شوق ہے وہ قرآن پڑھے۔

ملفوظ نمبر ۱۵۱

فرمایا کہ سلسلہ کا فیض موقوف ہے عاجزی وانکساری پر جتنی عاجزی آئے گی اتنا ہی فیض ملے گا۔ ہر بات میں یہی سمجھے میں کچھ نہیں، میں کچھ نہیں۔ جس نے اپنے آپ کو کچھ سمجھا کہ میں چوہدری ہو، سیٹھ ہوں ، فلاں ہوں، اور فلاں ہوں اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جس طرح اگر زمین نہر سے نیچی ہوگی تو فصل دے گی اور اگر نہر سے اونچی ہوگی تو کتنی ہی بڑی نہر ہو اس کو سیراب نہیں کرسکتی۔ عاجزی وانکساری ہی سب کچھ ہے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

کہنے کو تو یہ ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن ہے بہت بڑی اور آپ کو اس لئے بتا رہے ہیں کہ شاید آپ کو بھی نصیب ہو جائے۔

ملفوظ نمبر ۱۵۲

آندھی کی وجہ سے شیشم کا ایک گرا ہوا درخت جو اندر سے خالی تھا دیکھ کر حضرت جی کے تاثرات، فرمایا کہ! یہ گرا ہوا درخت دیکھو جو باہر سے کتنا اچھا موٹا تازہ تھا۔ لیکن اندر سے یہ خالی ہونے کی وجہ سے طوفان کا مقابلہ نہیں کر سکا اور ٹوٹ گیا اور اس کے بالکل ساتھ اس سے کمزور درخت سلامت کھڑا ہے۔ اصل بات اندر سے بنتی ہے اُوپر اُوپر سے کچھ نہیں ہوتا۔

ملفوظ نمبر ۱۵۳

فرمایا کہ اچھا بننے کیلئے اچھے ماحول کی ضرورت ہوتی ہے ماحول انسان کو تبدیل کرتا ہے، ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اسکے والدین کا ماحول اسے سکھ یا عیسائی بنا دیتا ہے۔ اچھے ماحول میں جاؤ گے اچھے بنو گے۔ بُرے ماحول میں جاؤ گے بُرے بن جاؤ گے۔

گر بڑوں کے پاس بیٹھو گے بُرے ہو جاؤ گے
نیک ہونے کیلئے نیکوں کی صحبت چاہیے

ملفوظ نمبر ۱۵۴

فرمایا کہ جانوروں میں بھی پہچان ہے۔ جو اس کے کھانے پینے کا خیال رکھے وہ بھی اس کا خیال رکھتے ہیں یعنی (اس سے مانوس ہو جاتے ہیں) لیکن انسان اس سے بھی بدتر ہے کہ اگر یہ اپنے مالک اللہ کو نہ پہچانے؟

ملفوظ نمبر ۱۵۵

فرمایا کہ عبدیت عبد سے ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر وقت اور ہر گھڑی ہمارا معبود ہے اسی طرح عبد کو بھی ہر حال میں عبدیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ عبد (یعنی غلام) اور ملازم میں فرق یہی ہے کہ ملازم کچھ وقت کیلئے عبدیت کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن عبد کا ہر حال اور ہر کیفیت اس بات کی مظہر ہوتی ہے۔ تصوف کا حاصل بھی یہی ہے کہ بندہ ہر حال میں عبدیت کا مظاہرہ کرے۔

ملفوظ نمبر ۱۵۶

فرمایا کہ بندہ یا تو خود بادشاہ کے گھر چلا جائے یا بادشاہ کو اپنے گھر بلا لے۔ دونوں صورتوں میں کامیابی ہے۔ اسی طرح یا تو اللہ والوں کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرلیا جائے یا پھر ان کے دل میں گھر کرلیا جائے۔ یعنی یا تو آپ کا تعلق ان کے ساتھ مضبوط ہو یا پھر ان کا تعلق آپ کے ساتھ مضبوط ہو۔ دونوں صورتوں میں بادشاہ تک رسائی ہوسکتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۵۷

فرمایا کہ بھئی علم بھی بیکار ہے اور عمل بھی بیکار۔ صرف وہی علم اور عمل کام کا ہے جس میں اللہ کی رضا شامل ہو ہر کام صرف اس لئے کرے کہ اس سے میرا اللہ خوش ہو جائے۔ یہ سب سے بڑا اخلاص ہے اور یہی سب سے بڑی عبادت ہے ہر بات میں اس کی ناراضگی اور خوشی پیش نظر ہو سب سے بڑی بات اس کی رضا ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۵۸

فرمایا کہ دنیا میں رہتے ہوئے سب سے بڑی پریشانی بندے کو رزق کی محسوس ہوتی ہے۔ اگر اس معاملہ میں کوئی پریشانی آجائے تو بندہ کی برداشت سے باہر ہوتا ہے لیکن روایات میں آتا ہے کہ اس کائنات انسانی کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے فیصلے فرمادیئے تھے۔ ہر کسی کا رزق بھی مقرر فرمادیا تھا۔ اس لئے وہ رزق تو انسان کو ہر حال میں ملنا ہی ہے پھر پریشان ہونے والی کونسی بات ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۵۹

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل یہ ہے کہ بندہ جب گناہ کرے تو پھر سچے دل سے (نادم ہوکر) اللہ سے معافی مانگے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرلے اور پھر اللہ تعالیٰ کا اس بندہ کو معاف کردینا۔ بندہ نادم تب ہوگا جب اسے اپنے گناہ کا صحیح معنوں میں احساس ہوگا۔ احساس کہاں نظر آئے گا۔ دل کے آئینہ میں اور آئینہ جتنا صاف ہوگا اتنا (اس میں گناہ) واضح نظر آئیگا اور جتنا اپنا آپ واضح اور صاف نظر آئے گا اتنا ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور جتنے درجہ کا احساس ہوگا اتنے درجہ کا ہی بندہ نادم و شرمندہ ہوگا اور یہ نادم و شرمندہ ہونا ہی وہ معافی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کو بہت محبوب ہے اور یہ دل کا آئینہ کیسے صاف ہوگا؟ یہ آئینہ کپڑے، ٹشو یا اخباری کاغذ سے صاف نہیں ہوگا بلکہ دل کا آئینہ کسی صاحب دل (یعنی اللہ والے) کی صحبت میں بار بار آنے سے صاف ہوتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۶۰

فرمایا کہ اللہ کی مخلوق جو اس سے ہٹ چکی ہو، اس کو اللہ سے جوڑنا یہ سب سے بڑا اور انبیاء والا کام ہے۔ دنیا میں بہت سے نیک کام ہیں لیکن سب سے بڑا کام یہ ہے کہ اللہ سے ٹوٹے ہوئے کو اللہ سے جوڑنا، اور جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے یہ کام لیتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۶۱

فرمایا کہ

عقیدت : کسی سے دل کا تعلق اور جوڑ

محبت : جب عقیدت کا دل پر غلبہ ہوتا ہے تو محبت ہوتی ہے۔

عشق : محبت کا غلبہ ہو جانا عشق کہلاتا ہے۔

خدا کو نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا

جو اُس کو نہ چاہا تو کچھ بھی نہ چاہا

محبت نام ہے محبوب کے ماسوا کو بھول جانے کا

ملفوظ نمبر ۱۶۲

فرمایا کہ حضرت خراز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنا دوست بنانا چاہتا ہے تو ذکر کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے اور جب ذکر کرتے کرتے اس کو لذت آنی شروع ہو جاتی ہے تو قرب کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے جب وہ قرب الٰہی میں رہتا ہے تو اس کو پھر اللہ سے انس (محبت) ہو جاتی ہے اور اس کے بعد اس پر توحید منکشف ہو جاتی ہے۔ یہی مقام فنا ہے یعنی سارے واسطے ختم ہو جاتے ہیں صرف اللہ کی ذات ہی باقی رہ جاتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۶۳

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جب کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھو تو پھر بھی خدا کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں اُس جیسا نہیں بنایا۔

ملفوظ نمبر ۱۶۴

فرمایا کہ قربتیں بڑے امتحان لیتی ہیں۔ کسی سے واسطہ رکھنا تو دور کا رکھنا۔ تعلقات کبھی ایک جیسے نہیں رہتے۔ اسے گنوا کے بھی جینے کا حوصلہ رکھنا۔

ملفوظ نمبر ۱۶۵

فرمایا کہ جو فنا کے مقام پر پہنچ جاتا ہے وہ دنیا کی ہر خوشی اور غمی یکساں رکھتا ہے نہ کسی خوشی سے خوش ہوتا اور نہ کسی غمی سے مغموم ہوتا ہے ہر فعل اور ہر عمل بلکہ اپنی ذات اور ساری کائنات کو ناچیز تصور کرتا ہے اور اللہ جل جلالہ کو باقی جانتا ہے اور یہی فناء کامل ہے جس کا ثمرہ معرفت الٰہی ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۶۶

فرمایا کہ تصوف کا جوہر مقامات عشرہ ہیں۔

۱) توبہ ۲) انابت ۳) زہد، ۴) صبر، ۵) قناعت
۶) توکل ۷) شکر ۸) خوف، ۹) تسلیم، ۱۰) رضا

ملفوظ نمبر ۱۶۷

فرمایا کہ شریعت کے احکام کی پابندی جو فکر و استدلال کے ذریعہ ہو وہ شریعت ہے۔ شریعت کے احکام کی پابندی جو ذاتی تجربہ اور قلبی مشاہدہ کے ذریعے ہو وہ حقیقت ہے اور اس مقام تک پہونچنے کیلئے جو محنتیں اور کوششیں یعنی ریاضات و مجاہدات کئے جائیں اُن سب کا نام طریقت ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۶۸

فرمایا کہ تصوف مخلوق سے منہ پھیر لینا اور اللہ کی طرف منہ کر لینا ہے یا تصوف کی حقیقت غیر سے علیحدہ ہو جانا اور حق کے ساتھ مل جانا ہے یا تصوف کی حقیقت اعراض و اقبال ہے اور یہ دونوں اِنی الحصول ہیں ایک میں دوسرا وجود پاتا ہے۔ جب دنیا سے اعراض ہوگا۔ حق تعالیٰ کی طرف اقبال ہوگا۔ اور جب دنیا کی طرف اقبال ہوگا۔ حق سے اعراض ہوگا۔

ملفوظ نمبر ۱۶۹

فرمایا کہ اسباب و انساب سے منقطع ہو کر موثر حقیقی اور فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھنا ہی تصوف ہے۔ اسباب سے منقطع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کو ظاہری فاعل کی طرف منسوب نہ کرے یعنی ظاہری اسباب کو نہ دیکھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی فاعل سمجھے اور انساب سے منقطع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی چیز کی نسبت کسی چیز کی طرف نہ کرے۔ بلکہ ساری مخلوق کو اللہ ہی کی سمجھے یعنی یوں نہ کہے کہ یہ قلم اُس کا ہے۔ یہ میرا مصلیٰ ہے بلکہ اس طرح کہے کہ یہ سب اللہ کا ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۷۰

فرمایا کہ سونا چاندی کیا چیز ہے ہیرا بنو۔ جس کا تعلق اللہ سے ہو گیا خدا کی قسم وہ ہیرے سے بھی زیادہ قیمتی ہے اللہ والے بن جاؤ تم سب کچھ بن جاؤ گے اللہ والے نہ بنو تو تم کچھ بھی بن جاؤ خاک بھی نہیں بنے۔

ملفوظ نمبر ۱۷۱

فرمایا کہ ہم بڑے بڑے کاموں میں تو خدا کو مانتے ہیں کہ دن اللہ لارہا ہے رات وہی لا رہا ہے لیکن چھوٹی چھوٹی باتوں میں اسے نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ فلاں نے یہ کردیا فلاں نے یہ کردیا۔

ملفوظ نمبر ۱۷۲

فرمایا کہ ایک رونا ہے شوق کا ایک رونا ہے خوف کا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان میرے خوف کی وجہ سے روتا ہے اور جونہی اسکی آنکھ سے آنسو نکلا میں نے اس کی مغفرت فرمادی اللہ تعالیٰ کو رونے والی آنکھ بڑی پسند ہے اور ایک رونا ہے محبت کا اور شوق کا، انسان اللہ تعالیٰ کی ملاقات کیلئے اور اسکی محبت کیلئے روئے حدیث پاک میں آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اسکی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند نہیں

کرتا مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ آنکھ بڑی اچھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں روئے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آئے گی کیونکہ ذکر اللہ سے دل میں نرمی آتی ہے اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ ذکر کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کیا کرو، زیادہ بولنا دل کو سخت کر دیتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۷۳

فرمایا کہ صحبت کے بڑے اثرات ہوتے ہیں دنیا داروں کے پاس بیٹھو گے تو حرص پیدا ہوگا۔ حاکموں کے پاس بیٹھو گے تو تکبر پیدا ہوگا۔ شیر کی کھال پر بیٹھو گے تو درندگی پیدا ہوگی فرمایا جو شخص بکری پالتا ہے اس کے اندر عاجزی آئے گی جو شخص گھوڑا پالتا ہے اس کے اندر تکبر آئے گا جانوروں کی کھال اور جانوروں میں رہنے کے بھی اثرات ہوتے ہیں اسی طرح اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھو گے تو اللہ ملے گا۔

ملفوظ نمبر ۱۷۴

فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو گے تو تمہیں جن دیکھے گا وہ بھی ڈرے گا اور اگر انسان دیکھے گا تو اس پر بھی ہیبت طاری ہوگی اگر یہ چیز نہیں تو تم ساری مخلوق سے ڈرو گے۔

ملفوظ نمبر ۱۷۵

فرمایا کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے کہ آپ مسلمان ہیں تو مجھ پر بڑا بوجھ ہوتا ہے اگر میں یہ کہوں کہ میں مسلمان ہوں تو یہ دعویٰ ہے اور اگر کہوں کہ مسلمان نہیں تو یہ بھی ٹھیک نہیں سوچتا ہوں کہ میرے اندر مسلمانوں کی صفات کہاں ہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۷۶

فرمایا کہ جو شخص اپنے شیخ کے پاس ایک یا دو دن کیلئے آتا ہے اسے وارد کہتے ہیں اور جو چھ مہینے ٹھہرے اسے زائر کہتے ہیں اور جو اپنے آپ کو زندگی بھر کیلئے حوالے کر دے اسے مصاحب کہتے ہیں۔ (از خواجہ عثمانی دامانی رحمۃ اللہ علیہ)

ملفوظ نمبر ۱۷۷

فرمایا کہ اللہ کے ہاں اس کی بڑی قدر ہے جو اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھیں اللہ تعالیٰ تو عاجزی اور تواضع کو پسند کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ کے ہاں اُس کی کوئی قدر نہیں جو اپنے آپ کو کچھ سمجھیں۔

ملفوظ نمبر ۱۷۸

فرمایا کہ دل میں اللہ تعالیٰ نے عشق کا مادہ رکھا ہے اگر اس میں اللہ تعالیٰ کا عشق آ جائے تو یہ قیمتی ہے۔ مثلاً پیالہ ہے اگر اس میں پانی ہے تو ٹھیک پانی نہیں ہے تو خالی ہے تو اس میں ہوا ضرور ہوگی۔ خالی نہیں رہے گا ایسے ہی دل ہے اگر اس میں اللہ تعالیٰ کا عشق نہیں ہے تو کسی کا عشق ضرور ہوگا اور یہ عشق ذکر کے ساتھ آئے گا اور دل کو ہی ذکر کے ساتھ مانوس کرنا ہوتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۷۹

فرمایا کہ سب کام اللہ کرتا ہے لیکن مخلوق کے پردے میں کرتا ہے مثلاً سورج روشنی کر رہا ہے۔ بادل پانی برسا رہا ہے۔ زمین فصل اُگا رہی ہے لیکن سوچو تو صحیح کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو سورج روشنی دے گا؟ بادل پانی برسائے گا؟ زمین فصل دے گی؟ اس لئے یقین کو پختہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کی طاقت سے بڑھ کر کسی کی طاقت نہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۸۰

فرمایا کہ عالم کا اصل عمل اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جب تک اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہوگا عالم باعمل نہیں ہوسکتا، علم اس لئے کہ عمل آ جائے عمل اس لئے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

ملفوظ نمبر ۱۸۱

فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ شر کی کنجیاں ہوتے ہیں کہ ان سے شر یعنی برائی پھیلتی ہے اور کچھ لوگ شر کے تالے ہوتے ہیں کہ ان سے شر یعنی برائی بند ہوتی ہے۔ اور نیکیاں جاری ہوتی ہیں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شر کے تالے بنائے اور نیکیوں کی کنجیاں بنائے۔

ملفوظ نمبر ۱۸۲

فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ سارے جہاں کے سورج ڈوب جائیں گے لیکن ہمارا سورج قیامت تک چمکے گا اس لئے اللہ تعالیٰ سے جوڑ پیدا کرو جب اللہ تعالیٰ سے جوڑ پیدا ہو جائے گا تو اس جوڑ کی برکت سے سارے کام ٹھیک رہیں گے۔

ملفوظ ۱۸۳

فرمایا کہ ایک ہے شریعت کا بالغ اور ایک ہے طریقت کا بالغ جب انسان سے منی نکلے تو وہ شریعت میں بالغ ہو جاتا ہے اور جب انسان سے میں نکل جائے تو وہ طریقت کا بالغ ہو جاتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۸۴

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام ہر فیصلہ اچھا لگنے لگے یہ تعلق کی نشانی ہے
فرمایا کہ عربی ضرب المثل ہے کہ یار کی جو مار ہے وہ کشمش ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۸۵

فرمایا کہ عبادات میں اگر اخلاص ہو تو جنت مل جائے گی۔ اور اگر ذکر اللہ میں اخلاص ہو تو انشاء اللہ (اللہ) مل جائے گا۔

ملفوظ نمبر ۱۸۶

فرمایا کہ جب کسی اللہ والے کی زیارت کا ارادہ دل میں پیدا ہو جائے تو سمجھو کہ جوہر ایمان کی حفاظت کا سامان پیدا ہو رہا ہے اور اسکے چار فائدے ہیں یعنی اللہ والے کے پاس جانے پر اللہ تعالیٰ کے چار انعامات ہیں۔
۱) ارادہ ہو گیا۔ ۲) اللہ والے کے پاس پہنچ گیا۔
۳) وہاں جا کر کچھ لے آیا۔ ۴) اور جو لیکر آیا تھا اس پر استقامت مل گئی۔

ملفوظ نمبر ۱۸۷

فرمایا کہ اصل چیز ان کی نظر کرم ہے ایک پتھر پر نظر ہوئی جو رنگ کا سیاہ تھا لیکن ان کی نظر کرم ہونے کے باعث سارا جہان اسکو چومتا ہے حتی کہ سردار انبیاء ﷺ نے بھی بوسہ دیا اور وہ حجر اسود ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۸۸

فرمایا کہ نماز کا ثواب ممکن ہے ملے اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہ ملے یعنی قبول ہوئی تو ثواب ہوگا۔ اگر قبول نہ ہوئی تو کوئی ثواب نہیں لیکن نماز کے انتظار میں بیٹھنے کا ثواب پکا ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۸۹

فرمایا کہ ایک آدمی تھا وہ میرے پاس آیا میں نے اس کیلئے دعا کی وہ کہنے لگا کہ حضرت مجھے دعا نہ دو میرے شیخ (دامت برکاتہم) بیمار ہیں ان کیلئے دعا کر دیں یہ بات رابطہ شیخ کی ہوتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۹۰

فرمایا کہ بندگان خدا کو عام مومنین سے نکال کر مقربین بنانے کیلئے خانقاہ وجود میں آئی خانقاہ اس جگہ کا نام ہے جہاں ماسوا کی طلب نکالی جائے اور ذات حق کی طلب پیدا کی جائے۔

ملفوظ نمبر ۱۹۱

فرمایا کہ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تک کیسے پہنچوں گا؟ فرمایا دنیا و آخرت کو چھوڑ دے۔

ملفوظ نمبر ۱۹۲

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو فرمایا کہ جب تو میرے ذکر کرنے والے کو دیکھے تو اس کا خادم ہو جا۔

ملفوظ نمبر ۱۹۳

فرمایا کہ حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا پڑھی ہوئی نہ تھیں لیکن اللہ نے انہیں علم لدنی عطا فرمایا تھا۔ یہ کیسے ملے گا یہ علم لدنی کثرت ذکر کے اہتمام سے مل جائے گا۔

ملفوظ نمبر ۱۹۴

فرمایا کہ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک قصہ لکھا ہے کہ دو بھائی تھے یتیم ہو گئے۔ مصر چلے گئے۔ اُن میں سے ایک وزیر کے ہاتھ لگ گیا اُس نے اسکو پڑھایا پھر ایک وقت آیا کہ وہ مصر کا وزیر بن گیا۔ دوسرا بھائی ایک عالم کے ہاتھ لگ گیا اُس نے

اسے پڑھا کر عالم بنایا۔ ایک دن وزیر صاحب نکلے جا رہے تھے اور عالم صاحب بھی اپنی کتابیں لئے جا رہے تھے وزیر نے پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی ہیں۔ وزیر نے ایک آدمی ان کے پیچھے بھیجا کہ دیکھو یہ کہاں جاتے ہیں کیا کرتے ہیں؟ معلوم کرنے کے بعد ان کو اپنے پاس بلایا اور ایک دوسرے سے متعارف ہو کر کہا کہ بھائی مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت نوازا ہے کہ میں وزیر ہو گیا اگر لوگوں کو پتہ چلا کہ تم میرے بھائی ہو تو کہیں گے کہ وزیر کا بھائی مُلا گیری کرتا ہے اس میں میری ذلت ہے آپ جو کچھ کہیں گے میں کروں گا لیکن آپ یہ کام چھوڑ دیں۔ عالم صاحب پہلے تو خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ جب وزیر نے اپنی بات پوری کر لی تو فرمانے لگے کہ بھائی مصر میں دو گدیاں ہیں ایک گدی فرعون کی ہے جو تجھے مل گئی ہے اور دوسری گدی موسیٰ علیہ السلام کی ہے جو مجھے مل گئی ہے تو میں موسیٰ علیہ السلام کی گدی کیوں چھوڑوں۔ وزیر نے کہا اس میں میری ذلت ہے تو کہنے لگا جو ذلت کی جگہ بیٹھے گا ذلیل ہی ہوگا۔

ملفوظ نمبر ۱۹۵

فرمایا کہ جبار کے معنی ہیں ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے والا یہ جبار جبر سے نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ظالم نہیں ہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۹۶

فرمایا کہ حلاوت کو تین چیزوں میں تلاش کرو یعنی تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں لذت نہیں آتی تو سمجھ کر وہ صحیح ادا نہیں ہو رہی ہیں۔

نمبر۱) نماز

نمبر۲) ذکر

نمبر۳) تلاوت قرآن مجید

نماز میں لذت نہیں آتی ہے سمجھو کہ میری نماز کچی ہے نماز کے بعد یوں تو کہہ لیا کرو کہ اے اللہ میری کچی نماز کو پکی کر دے۔ ذکر میں حلاوت تلاش کرو اگر مزہ نہیں آتا تو سمجھو میرا ذکر کچا ہے۔ اپنے ذکر کو پکاؤ اور ذکر کے بعد کہا کرو اے اللہ میرے ذکر کو پکا کر دے قرآن کریم کی قرأت میں اگر تمہیں لذت نہیں ملتی تو کوشش کرو۔

ملفوظ نمبر ۱۹۷

فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ہے نمازیں پڑھوانا اور روزے رکھوانا اور شریعت کے کاموں میں لگانا لیکن جتنا اللہ تعالیٰ اس کام سے خوش ہوتے ہیں کہ اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملایا جائے اتنا کسی کام سے نہیں میں یہ کہا کرتا ہوں کہ اور کاموں میں اگر اخلاص ہوا تو جنت مل جائے گی۔ اور ذکر والی لائن میں اگر اخلاص ہوا تو اللہ تعالیٰ ملیں گے۔

ملفوظ نمبر ۱۹۸

فرمایا کہ ہمارا سیاست سے کوئی واسطہ نہیں ہے لیکن یہ بھی نہیں کہ ہم ملک کے اندر آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہیں۔ جس کا جو جی چاہے کرے کیونکہ اپنے وطن سے محبت کرنا فرض ہے اسلئے کہ حضور اکرم ﷺ کو مدینہ منورہ سے بہت محبت تھی۔

ملفوظ نمبر ۱۹۹

فرمایا کہ مال کو مال اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی طرف طبیعت کا میلان ہوتا ہے اور بھائی کو بھائی اسلئے کہتے ہیں کہ وہ دل کو بھاتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۰۰

فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ کے اسم اعظم کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے۔ اگر اس کے وسیلے سے سوال کیا جائے تو اس کے سوال کو پورا کیا جاتا ہے اور اللہ کا اسم اعظم ہے۔

لَااِلٰہ الا انت سبحانك انی کنت من الظلمین٥

یہ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہے اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتا رہے وہ پیغمبروں کو بھی تنبیہ کر دیتے ہیں جب مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کو پیٹ میں لے کر سمندر کی تہہ میں چلی گئی تو آپ سمندر کی تہہ کی کنکریوں کی آواز سنی کہ وہ اللہ کی تسبیح کر رہی تھیں دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ اگر چہ تم اس تسبیح کا شعور نہیں رکھتے درخت بھی تسبیح کرتے ہیں اور جانور بھی اگر کوئی درخت تسبیح کرنا چھوڑ دیتا ہے تو کاٹ لیا جاتا ہے اور جانور اگر تسبیح نہ کرے تو شکار کر لیا جاتا ہے لیکن انسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ درگزر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اچھا آخر کار ہمارے پاس ہی آنا ہے پھر مچھلی کو فرمایا کہ خشکی پر جا کر یونس علیہ السلام کو اُگل دو دنیا میں آنے والا کون ایسا ہے جو محتاج نہ ہو۔ میرے حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

غم دنیا مخور کہ غم غم دین است
سعدی کس درد دنیا بے غم نہ دید

حضور اکرم ﷺ نے اسکی کوئی تعداد نہیں بتائی لیکن بزرگوں نے اپنے تجربہ کی بناء پر ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ اس کا ورد بتلایا ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ لیں آگے پیچھے درود شریف پڑھا جائے وہ دعاؤں کو اُٹھا کر لے جاتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۰۱

فرمایا کہ جھوٹا ہے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور جب رات آئے تو سو جائے۔

ملفوظ نمبر ۲۰۲

ارشاد فرمایا کہ میرے حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص تہجد کا عادی ہوگا اللہ تعالیٰ اسے موت سے پہلے ولایت نصیب فرما دیں گے یعنی ولی بنا کر موت دیں گے۔

ملفوظ نمبر ۲۰۳

فرمایا کہ محبت سے اطاعت آسان ہو جاتی ہے انسان خوشی خوشی بات تسلیم کرتا ہے اور اگر محبت نہ ہو تو کام تو کرے گا لیکن بوجھ سمجھے گا۔

ملفوظ نمبر ۲۰۴

فرمایا کہ اس لائن میں آنے والے کے بعد یعنی اللہ والوں کے ساتھ رہنے یا انکی صحبت میں بیٹھنے سے سالک کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ ساتھ شیخ سے بھی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ تہجد بھی پڑھتا ہے۔ نوافل کا اہتمام بھی کرتا ہے حالانکہ شیخ یعنی (مرشد) اُسے تہجد یا نوافل کیلئے نہیں کہتا۔

ملفوظ نمبر ۲۰۵

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا خلیل (دوست) بناتا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا۔

ملفوظ نمبر ۲۰۶

فرمایا کہ اگر نماز میں لذّت چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرو، اللہ تعالیٰ کے نام کا خوب ذکر کرو انشاء اللہ ہر چیز میں لذّت آئے گی۔

ملفوظ نمبر ۲۰۷

فرمایا کہ دل کا زنگ کثرت ذکر اللہ، کلام پاک کی کثرت سے تلاوت اور کثرت سے موت کو یاد کرنے سے دُور ہوتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۰۸

فرمایا کہ تقویٰ کا مطلب اللہ تعالیٰ سے ڈر کر گناہوں سے بچنا اور دوڑ کر نیکیوں کی طرف جانا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۰۹

فرمایا کہ ناجنسوں کی یاری سب سے بُری چیز ہے (تصوف کے منکر اور مخالف کو ناجنس کہتے ہیں) (راقم)

ملفوظ نمبر ۲۱۰

فرمایا کہ کھانا کھانے کی برکت کیا ہے؟ یہ کہ کھانا کھا کر اعمال خیر کی قوت پیدا ہو۔ اور اعمال شر سے نفرت ہو۔

ملفوظ نمبر ۲۱۱

فرمایا کہ راز کی بات یہ ہے کہ بندہ اپنے سے نکل جائے یعنی اللہ کا ہو جائے پھر یہ اسباب کا پابند نہیں رہے گا۔ بلکہ اسباب اس کے پابند ہو جائیں گے۔

ملفوظ نمبر ۲۱۲

فرمایا کہ ذکر روح کی غذا ہے اور ذکر بیمار دل کی دوا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۱۳

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پیشانی کو پیدا کیا سجدہ کیلئے آنکھوں کو بنایا عبرت کیلئے اور دل بنایا اپنی معرفت کیلئے۔

ملفوظ نمبر ۲۱۴

فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھو تو وہ تمہارا خیال رکھے گا۔ رسول اکرم ﷺ کی ایک ایک سنت کو تلاش کر کے عمل کرنے کی کوشش کرو۔

ملفوظ نمبر ۲۱۵

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی سے ناراض ہوتا ہے تو اس کو لایعنی (فضول باتوں) میں مصروف کر دیتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۱۶

فرمایا کہ صوفی کیلئے وقت بہت قیمتی سرمایہ ہے اسے ضائع نہ کرے۔ وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کرے۔ کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب جنتیوں میں بھیج دیں گے تو جنت میں جانے کے بعد بھی دنیا کی ان مجلسوں پر حسرت ہوگی جو مجالس اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی گزر گئی۔

ملفوظ نمبر ۲۱۷

فرمایا کہ میرے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نفس کا مقابلہ کرو پہلا قدم نفس پر رکھ دو۔ دوسرے قدم سے اللہ تک پہنچ جاؤ گے۔

ملفوظ نمبر ۲۱۸

فرمایا کہ میرے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ معرفت حق جتنی حاصل ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے تاکہ محبوب کے وصال میں زیادہ لذت حاصل ہو کیونکہ معرفت جمال کا بیج ہے۔ تو جتنا بیج زیادہ ہوگا پیداوار بھی زیادہ ہوگی۔ تو جس قدر معرفت کامل ہوگی اُسی قدر مشاہدہ جمال میں لذت آئے گی۔

ملفوظ نمبر ۲۱۹

فرمایا کہ اگر طریقت ہے اور شریعت نہیں ہے تو وہ خدا سے نہیں ملائے گی۔ اور اگر شریعت ہے طریقت نہیں ہے تو وہ بھی کام نہیں کرے گی۔ دونوں لازمی ہیں شریعت بھی ہو اور طریقت بھی۔

ملفوظ نمبر ۲۲۰

فرمایا کہ اچھی صحبت ہو یا بُری اپنا رنگ لائے بغیر نہیں رہ سکتی۔

ملفوظ نمبر ۲۲۱

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز جہاں رکھی ہے وہاں ہی سے ملے گی جیسے دیکھنے کی صلاحیت آنکھ میں رکھی ہے اور چلنے کی طاقت پاؤں یعنی ٹانگوں میں رکھی ہے۔ اگر آپ چاہیں کہ ہاتھ سے دیکھوں۔ کبھی نہیں دیکھ سکتے اور اگر آپ نے اپنے پیسے جیب میں رکھے اور تلاش کرو الماری میں تو بتاؤ پیسے مل جائیں گے کبھی نہیں ملیں گے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو چیز جہاں رکھو گے وہاں سے ہی ملے گی۔ اس لئے دل کا سکون اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر ہی میں رکھا ہے کچھ بھی کرو جب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرو گے، سکون نہیں مل سکتا اور سکون سب کی ضرورت ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۲۲

فرمایا کہ یہ جو کچھ دنیا میں آپ دیکھ رہے ہیں یہ سب محبت اور محبت کا نتیجہ ہے محبت ہو اور صحبت یعنی آپس میں ملنا نہ ہو تو بات نہیں بنتی اور صحبت ہو اور محبت نہ ہو جب بھی بات نہیں بنتی پس محبت بھی ہو اور صحبت بھی ہو تو انشاء اللہ بہت جلدی آپ اس کا نتیجہ دیکھ لو گے۔

ملفوظ نمبر ۲۲۳

فرمایا کہ اعمال فصل ہیں اور اس کے کیڑے شیطان اور نفس ہیں جو عمل کو برباد کرتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۲۲۴

زیارتِ اولیاء اللہ کی تاثیر:

فرمایا کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک میں نے حضرت یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں دیکھا اُس وقت تک میں نے کچھ نہ پایا۔

ملفوظ نمبر ۲۲۵

فرمایا کہ ہمارے حضرات فرماتے ہیں کہ جس درجہ کا ذکر ہوگا اس درجہ کا سکون ملے گا زیادہ ذکر ہوگا زیادہ سکون ملے گا تھوڑا ذکر ہوگا تو تھوڑا سکون ملے گا۔

ملفوظ نمبر ۲۲۶

فرمایا کہ جتنے بھی اولیاء گزرے ہیں سب نے اللہ اللہ کی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے کام بنائے۔

ملفوظ نمبر ۲۲۷

فرمایا کہ آدمی کوٹھی بناتا ہے اور ساتھ باتھ روم، لیٹرین بھی بناتا ہے کیونکہ لیٹرین ضروریات میں سے ہے لیکن اصل کوٹھی ہے اس لئے دنیا ضروریات میں سے ہے۔ لیکن اصل آخرت ہے اس لئے دنیا سے زیادہ آخرت پر محنت کرو۔

ملفوظ نمبر ۲۲۸

فرمایا کہ بھائی اللہ اللہ کرو جب اللہ اللہ کی لذت مل گئی تو کوئی اگر چھوڑانا بھی چاہے گا تو تم نہیں چھوڑو گے۔

ملفوظ نمبر ۲۲۹

قرآن پاک کا معجزہ

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان میں لکنت تھی لیکن جب قرآن پاک پڑھتے تو لکنت نہیں ہوتی تھی۔ تین تین پارے پڑھ لیتے تھے

ملفوظ نمبر ۲۳۰

توحید کسے کہتے ہیں؟

فرمایا کہ مخلوق سے نسبتوں کا کاٹ دینا ہی توحید ہے۔ توحید قال نہ رہے بلکہ حال بن جائے اور نظر اللہ تبارک وتعالیٰ پر جمی رہے۔

ملفوظ نمبر ۲۳۱

فرمایا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے مریدوں نے عرض کی کہ حضرت آپ کی دعاؤں سے بیمار صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ آپ اپنے لئے دُعا کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا دُعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے جنید! اس جسم کا تو مالک ہے یا ہم؟ تو میں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ آپ مالک ہیں۔ فرمایا کہ پھر ہم اس جسم کو چاہے تندرست رکھیں یا بیمار رکھیں، میں خاموش ہو گیا۔

ملفوظ نمبر ۲۳۲

فرمایا کہ سگریٹ پینے میں دو خرابیاں ہیں ایک یہ کہ صحت کو خراب کرتی ہے اور دوسرا ساتھ کھڑے ہونے والے کو منہ کی بد بو سے تکلیف پہنچتی ہے اور مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۴۳

فرمایا کہ قرآن پاک پڑھنا ہی ذکر ہوتا تو سب حافظ اولیاء اللہ ہوتے کیونکہ سارے دن قرآن پاک پڑھتے ہیں لیکن کوئی ولی نہیں کہتا ولی اُسے ہی کہیں گے جو اللہ اللہ کرے گا۔

ملفوظ نمبر ۲۴۴

ضرورتِ شیخ

فرمایا کہ ذکر بھی کرے لیکن کسی کی نگرانی میں رہ کر ذکر کرے تو انشاء اللہ فائدہ ہوگا مثلاً روٹی اگر کسی کاریگر کے ہاتھ کی پکی ہوئی ہو تو روٹی میں لذت ہوگی اور اگر کسی کاریگر کے ہاتھ کی پکی ہوئی نہ ہو تو روٹی بے لذت یا کچی ہوگی یا جلی ہوگی۔ حالانکہ آٹا وہی ہے پانی وہی اور آگ بھی وہی ہے۔ تو ابھی وہی ہے لیکن پکانے والا کاریگر نہیں ہے سب کیا کرایا ختم ہو جائے گا۔ اس لئے ذکر بھی ہو اور کسی اللہ والے کی نگرانی میں ہو تو فائدہ جلدی ہوگا۔ بالکل اسی طرح جیسے دوائی ڈاکٹر کی نگرانی میں کھائی جائے تو جلدی فائدہ دیتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۴۵

فرمایا کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گا انشاء اللہ بادشاہ بنے گا۔

ملفوظ نمبر ۲۳۶

فرمایا کہ ساری دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ہی کر رہا ہے۔ یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ بیماری بھی وہی دیتا ہے اور شفا بھی وہی دیتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۳۷

فرمایا کہ ذکر مقدم ہے یا تبلیغ؟ فرمایا تبلیغ بمنزلہ غذا کے ہے اور ذکر بمنزلہ پانی کے ہے اگر غذا نہ ہو تو زندہ رہنا مشکل اور پانی نہ ہو تو غذا کا ہضم ہونا مشکل ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۳۸

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں ذکر کی تاکید کی جاتی تھی خاص طور پر تبلیغی احباب کو ذکر کی طرف توجہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے اس لئے کہ ذکر صفائی قلب کیلئے بہت ضروری ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۳۹

فرمایا کہ ہر چیز کا پانا مُشکل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا پانا بڑا آسان ہے اپنے میں طلب اور جستجو ہو انشاءاللہ وہ مل جائے گا۔

ملفوظ نمبر ۲۴۰

فرمایا کہ حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تو روزی کمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ اگر ایسا نہیں ہے تو تیرے میں اور کافر میں کیا فرق ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۴۱

فرمایا کہ حضرت فضل علی قریشی رحمتہ اللہ علیہ ایک ایکڑ میں ہل چلاتے ہوئے چھتیس ہزار مرتبہ اللہ اللہ کر لیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس لئے زمین میں ہل چلاتا ہوں کہ جو میرے پاس مہمان (اللہ والے) آئیں میں انکو حلال اور طیب کھانا کھلاؤں۔

ملفوظ نمبر ۲۴۲

فرمایا کہ سارا جہان پیسے کے پیچھے چل رہا ہے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف چلے؟

ملفوظ نمبر ۲۴۳

فرمایا کہ قرآن پاک میں ہے کہ جو رحمان کا ذکر نہیں کرتا اللہ اس پر شیطان کو مسلط کر دیتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۴۴

فرمایا کہ شریعت ایک پودا ہے اس میں طریقت کا پانی ڈالو۔ جو پھل (ثمرہ) لگے گا وہ حقیقت ہوگی۔

ملفوظ نمبر ۲۴۵

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم ہمارا ذکر چھوڑ دو گے تو ہم تم پر ایسے حالات لے آئیں گے کہ تم اپنے کو بھی بھول جاؤ گے۔

ملفوظ نمبر ۲۴۶

فرمایا کہ اہل محبت کی صحبت سے محبت پیدا ہوتی ہے بشرطیکہ پرہیز کے ساتھ ہو اور پرہیز یہ ہے کہ اہل دنیا کی صحبت سے بچے۔ اہل دنیا وہ ہیں جو غیر اللہ کا تذکرہ زیادہ کریں۔

ملفوظ نمبر ۲۴۷

فرمایا کہ مرید میں اگر حُسنِ قلب یا طلب، حُسنِ محبت، حُسنِ اعتماد، حُسنِ انقیاد ہوگا تو وہ شیخ سے سب کچھ لے جائے گا۔

ملفوظ نمبر ۲۴۸

فرمایا کہ علم بڑھتا ہے عمل کرنے سے اور مال بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے۔

ملفوظ نمبر ۲۴۹

فرمایا کہ تسبیحات حصول مقصود کیلئے معین ومعاون ہیں۔ اصل مقصود رضائے حق ہے اس لئے اوامر و نواہی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔

ملفوظ نمبر ۲۵۰

فرمایا کہ سلطان الاذکار کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت ذکر ہوتا رہے۔

ملفوظ نمبر ۲۵۱

فرمایا کہ ذکر کا اثر سکون اور گناہ کا اثر بے چینی ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۵۲

فرمایا کہ اولیاء دین کے امیر ہیں کیونکہ وہ نور ہی نور رکھتے ہیں۔ معصیت سے اس کو ضائع نہیں کرتے اور ہم دین کے غریب ہیں کہ اسکو گناہوں سے ضائع کردیتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۲۵۳

فرمایا کہ حسد کا علاج محبت سے کرو۔ حرص کا علاج قناعت سے کرو۔ غیبت کا علاج تعریف سے کرو۔ کیونکہ غیبت کرنے والے نے جو کمایا، دوسروں کے نامہ اعمال میں غیبت کر کے لکھوا دیا۔

ملفوظ نمبر ۲۵۴

فرمایا کہ عاصی سے نفرت حرام اور معاصی سے نفرت واجب ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۵۵

فرمایا کہ جتنا کوئی کسی کو پہچانے گا اتنا ہی اسکا گرویدہ ہوگا جتنا تم اللہ تعالیٰ کو پہچانو گے اتنا ہی اسکی اطاعت کا شوق ہوگا۔

ملفوظ نمبر ۲۵۶

فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رات کا دل تہجد کا وقت ہے اور قرآن پاک کا دل سورۃ یٰسین ہے اور ایک انسان کا دل ہے۔ اگر تین دل مل جائیں تو گناہوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں گے۔

ملفوظ نمبر ۲۵۷

تصوف کیا ہے۔

فرمایا کہ اعتراض سے اعراض کرنا۔

ملفوظ نمبر ۲۵۸

فرمایا کہ خانقاہوں کا سارے کا سارا مقصد یہ ہے کہ اپنے ہو کر نہ رہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہو کر رہو۔

ملفوظ نمبر ۲۵۹

فرمایا کہ کسی آدمی کے ذہن میں یہ آئے کہ لوگ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو جائیں یہ تکبر ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۶۰

فرمایا کہ ذکر بغیر فکر کے کچھ نہیں اور فکر اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر آئے گا۔

ملفوظ نمبر ۲۶۱

سلوک کے معنی

فرمایا کہ سلوک کے یہ معنی ہیں کہ انسان کے اندر سے اخلاق ذمیمہ نکل جائیں اور اخلاق حمیدہ آ جائیں۔

ملفوظ نمبر ۲۶۲

فرمایا کہ مراقبہ زیادہ کیا کرو، ترقی مراقبہ سے ہوگی۔

ملفوظ نمبر ۲۶۳

فرمایا کہ دل ایک آئینہ ہے اگر دل گناہ سے پاک ہے تو اس میں خدا بھی نظر آتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۶۴

فرمایا کہ شیطان نہ نماز سے بھاگے گا نہ تبلیغ سے، نہ پڑھنے اور پڑھانے سے۔ اگر بھاگے گا تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بھاگے گا۔

ملفوظ نمبر ۲۶۵

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام ہر فیصلہ اچھا لگنے لگے۔

ملفوظ نمبر ۲۶۶

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکی کو پسند کرتا ہے جنت پاک ہے اور پاک لوگ ہی جنت میں جائیں گے۔ ناپاک نہیں جائیں گے۔

ملفوظ نمبر ۲۶۷

فرمایا کہ جب نماز پڑھ چکو تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو کہ اللہ تعالیٰ میں نے تیرے شان کے لائق نماز نہیں پڑھی، معاف فرمادے اور آئندہ مجھے توفیق عطا فرمادے

ملفوظ نمبر ۲۶۸

فرمایا کہ تصوف کا نچوڑ یہ ہے کہ انسان اپنے کو کچھ نہ سمجھے۔ جب اپنے کو کچھ نہ سمجھے گا تو اپنے اعمال کو بھی اچھا نہ سمجھے گا۔ یہی اسکی ترقی کا زینہ ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۶۹

فرمایا کہ ایک دل ہے اور ایک عقل، عقل پر محنت کی تو ایٹم بم بنا دیا لیکن تمام انبیاء علیہم السلام نے دل پر محنت کی۔ دل تو خدا کا عاشق ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچے گا۔

ملفوظ نمبر ۲۷۰

فرمایا کہ ذکر منشور ولایت ہے۔ کیا معنی؟ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو ولی بنانا چاہتا ہے اسکو اپنے ذکر میں لگا دیتا ہے اگر کسی کا ولی بننے کو جی چاہے تو ذکر کرے۔

ملفوظ نمبر ۲۷۱

فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو متقی ہوں گے جو بھی ہو اور جہاں بھی ہو۔

ملفوظ نمبر ۲۷۲

فرمایا کہ عمر میں برکت یہ ہے کہ تھوڑے وقت میں کام زیادہ ہونا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 63 سال تھی لیکن کام ہزاروں سال کا کیا۔

ملفوظ نمبر ۲۷۳

فرمایا کہ اگر قلب میں ذکر الٰہی ہو گا تو انشاء اللہ خواہشات نہیں
آئیں گے۔

ملفوظ نمبر ۲۷۴

فرمایا کہ ذکر ایک بیج ہے اور توجہ شیخ پانی کی مثال ہے خالی ذکر
کرنے سے ثواب تو مل جائے گا مگر روحانی ترقی نہ ہوگی۔

ملفوظ نمبر ۲۷۵

فرمایا کہ جس طرح پیٹرول سے گاڑی چلتی ہے اور ہزاروں میل کا
سفر کرلیتی ہے اسی طرح توجہ شیخ بھی کام کرتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۷۶

فرمایا کہ خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنے کو اطاعت کہتے
ہیں جس میں دل پر بوجھ نہ ہو یہ صحبت شیخ کی بدولت حاصل ہوگی۔

ملفوظ نمبر ۲۷۷

فرمایا کہ یہ راستہ زہد سے طے نہیں ہوتا بلکہ عشق و محبت سے طے ہوتا ہے اگر سالک کو اپنے مرشد سے محبت وعشق زیادہ ہوگا تو ترقی بھی زیادہ ہوگی۔

ملفوظ نمبر ۲۷۸

فرمایا کہ شیخ پر شک نہ ہونا چاہیے کیونکہ شیخ پر کسی قسم کا شک یا بدگمانی کرنے سے فیضان بند ہو جاتا ہے جس طرح نالی میں روڑے ڈالنے سے پانی بند ہو جاتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۷۹

فرمایا کہ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حاصل تصوف یہ ہے کہ شریعت مقتضائے طبیعت بن جائے یعنی طبیعت شریعت کے مطابق ڈھل جائے یعنی طبیعت کی چاہت شریعت بن جائے۔

ملفوظ نمبر ۲۸۰

فرمایا کہ بے وقوف وہ ہے جو اپنی آخرت برباد کر کے اپنی دُنیا بنائے اور پرلے درجے کا بے وقوف وہ ہے جو کسی کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کرے۔

ملفوظ نمبر ۲۸۱

دنیا ساحرہ ہے۔

فرمایا کہ ہاروت ماروت کا جادو میاں بیوی میں جدائی ڈالتا تھا لیکن دُنیا کا جادو بندے اور خدا میں جدائی ڈالتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۸۲

فرمایا کہ دل کی فراغت نصیب ہو جائے یعنی دل ماسوا سے فارغ ہو جائے یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۸۳

فرمایا کہ جس طرح بے نمک کھانا میں مزہ نہیں، اسی طرح ذکر کے بغیر عبادات میں لذت و مزہ نہیں۔ جتنا جتنا ذکر آئیگا اُتنی اُتنی لذت آئے گی۔

اے زبان سارے مزے لیتی ہے تو
ذکر کی لذت سے کیوں پھیکی ہے تو

ملفوظ نمبر ۲۸۴

فرمایا کہ اعمال کی قیمت بنے گی، اللہ کی محبت سے۔

ملفوظ نمبر ۲۸۵

فرمایا کہ وہ نمک حرام ہیں جو اللہ کو یاد نہ کریں۔ صبح و شام اس کی دی ہوئی نعمتیں استعمال کرتے ہیں۔ اور ذکر کیلئے صرف صبح و شام تین تسبیحات پر اکتفا کرتے ہیں بلکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے۔

(اجتماع ملتان ۱۲۴ اپریل ۱۹۹۸ء)

ملفوظ نمبر ۲۸۶

فرمایا کہ ہم کھاتے ہیں جینے کیلئے اور جیتے ہیں اپنے لئے، بلکہ ہمارا ہر کام ہی اپنے لئے ہے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے تھا۔ اَنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ٥

(میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العزت کیلئے ہے)

ملفوظ نمبر ۲۸۷

فرمایا کہ جنت کو ہر کوئی طلب کرتا ہے، جنت والے کا طالب کوئی کوئی ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۸۸

فرمایا کہ جب دل کو اللہ کے دھیان کی عادت ہی نہیں تو اسکا دھیان نماز میں کیسے آئے گا۔

ملفوظ نمبر ۲۸۹

فرمایا کہ کسی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اللہ خوش رکھے کی بجائے، یہ کہنا زیادہ اچھا ہے کہ اللہ تجھ سے خوش رہے۔

ملفوظ نمبر ۲۹۰

فرمایا کہ نماز، روزہ مقصود زندگی نہیں، دستور زندگی ہے اور مقصود زندگی حق تعالٰی کی ذات ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۹۱

فرمایا کہ اللہ والوں کی صحبت اللہ سے ملاتی ہے اور اُن کا دیدار اُس کی یاد کا سبب بنتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۹۲

فرمایا کہ سب سے اچھا وقت وہ ہوگا جب بندہ ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوگا۔ اور سب سے اچھا دن وہ ہوگا جس دن بندہ خدا کے حضور سرخرو ہوگا۔

ملفوظ نمبر ۲۹۳

فرمایا کہ بزرگ بھی ہمارے جیسے ہی آدمی تھے۔ فرق یہ تھا کہ انہوں نے اپنا دل اللہ کو دے دیا تھا اور ہم نے دل دنیا کو دیا ہوا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۹۴

فرمایا کہ بدن پانی سے پاک ہوتا ہے اور دل آنکھوں کے آنسوؤں سے۔

ملفوظ نمبر ۲۹۵

فرمایا کہ نہ اپنی قیمت جانو نہ اپنے اعمال کی اپنے کو سب سے کمتر جانو۔

ملفوظ نمبر ۲۹۶

فرمایا کہ ترقی اسکی ہے جو فراغت کو ضائع نہ کرے۔

ملفوظ نمبر ۲۹۷

فرمایا کہ کہنے کو سب ہی کہتے ہیں میرا اللہ لیکن جب اللہ کہہ دے کہ یہ میرا بندہ ہے تو پھر بات بنے گی۔

ملفوظ نمبر ۲۹۸

فرمایا کہ ذکر مرکب ہے۔ ذکر (مراقبہ) ذکر مفرد ہے جب تک ذکر مفرد نہیں پکے گا، ذکر مرکب کیسے پکے گا؟ اور پکا ذکر وہ ہے جس میں ادھر ادھر کے خیالات نہ آئیں۔

ملفوظ نمبر ۲۹۹

فرمایا کہ دُنیا اگر حرام سے کمائی ہے تو عذاب ہے اور اگر حلال طریقہ سے کمائی ہے تو حساب ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۰۰

فرمایا کہ اپنے کو کچھ نہ سمجھنا یہی انسان کا کمال ہے اور اپنے کو کچھ سمجھنا یہی انسان کا سب سے بڑا زوال ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۰۱

فرمایا کہ قال کا کیا ہے؟ سیکھ لو گے زبان چلنے لگے گی۔ اصل بات حال ہے۔ کام تو زبان بھی کرتی ہے، لیکن حال والا نہیں۔

ملفوظ نمبر ۳۰۲

فرمایا کہ اس دور میں سب سے مُشکل کام برداشت ہے برداشت کا مادہ بالکل ختم ہو گیا ہے۔ دنیا میں اکثر فسادات اسی کے نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۳۰۳

فرمایا کہ باہر کی بیماریوں سے گناہ مٹتے ہیں اندر کی بیماریوں سے نیکیاں مٹتی ہیں۔

ملفوظ نمبر ۳۰۴

فرمایا کہ اپنی جی چاہتی چیزوں کو اللہ کی جی چاہتی چیزوں کیلئے چھوڑ دو۔

ملفوظ نمبر ۳۰۵

فرمایا کہ اندر کے روگ خانقاہی نظام سے ہی دُور ہوتے ہیں۔

باہر کو بھی بناؤ۔ اندر کو بھی بناؤ، باہر کو شریعت کے مطابق اور اندر کو طریقت کے مطابق۔

ملفوظ نمبر ۳۰۶

فرمایا کہ مرید کو پیر کی ضرورت ہے، پیر کو مرید کی ضرورت نہیں۔

ملفوظ نمبر ۳۰۷

فرمایا کہ پہلے پہل خدا کی یاد کرو پھر اس کی طلب خود بخود آ جائیگی۔

ملفوظ نمبر ۳۰۸

فرمایا کہ صدا خوش رہنا چاہتے ہو تو نفس کو خوش نہ کرو۔

ملفوظ نمبر ۳۰۹

خانقاہ کسے کہتے ہیں؟

فرمایا کہ اندر اور باہر، ظاہر اور باطن، قلب اور قالب کو، اچھے اوصاف سے متصف کرنا اور ایسے مقام کو جہاں باطنی اصلاح کی تربیت دی جائے، اُسے خانقاہ کہتے ہیں۔

اللہ والوں کے دل سے جہاں نکلے اللہ اللہ
دار اصل ہے وہی خانقاہ

ملفوظ نمبر ۳۱۰

خانقاہ کا مقصد

فرمایا کہ انسان کے اندر سے بُری صفات نکل جائیں اور اچھی صفات پیدا ہو جائیں یہی خانقاہ کا مقصد ہے، ہر ادارہ کچھ نہ کچھ بناتا ہے کہ فلاں ہے، یہ فلاں ہے لیکن خانقاہ میں آ کر انسان (لاشی) بنتا ہے۔

اچھے اور گندے انڈے دیکھنے میں بظاہر ایک ہوتے ہیں، لیکن ان میں فرق ہوتا ہے اگر آپ کو یہ پتہ چل جائے کہ یہ انڈے اندر سے گندے ہیں تو آپ مفت بھی یہ انڈے لینا پسند نہیں کریں گے۔ جب آپ گندے انڈے کو نہیں لیتے تو اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے گندے بندے کو کیسے لیں گے۔

ملفوظ نمبر ۳۱۱

فرمایا کہ اخلاق حمیدہ یہ ہیں۔

۱) صبر ۲) شکر ۳) تقویٰ ۴) اخلاص ۵) رضا وغیرہ

اور فرمایا کہ اخلاق رزیلہ یہ ہیں۔

۱) تکبر ۲) غضب ۳) حرص ۴) حسد ۵) ریا وغیرہ

ملفوظ نمبر ۳۱۲

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم خدا کی یاد کیلئے پیدا ہوئے ہیں یا خطاؤں کی تسبیح کیلئے؟

ملفوظ نمبر ۳۱۳

فرمایا کہ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا نفس کی سوز بانیں ہیں، ہر زبان کی سوسو بولیاں ہیں۔ اللہ والوں کی صحبت میں آؤ، وہ اس کو جڑ سے کاٹ دیتے ہیں ویسے تو بچنا محال ہے۔

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حالات و واقعات

شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا عبدالغفور

العباسی المدنی نوراللہ مرقدہ

علم وعمل کی جامع شخصیت قطب الارشاد

حضرت شیخ مولانا عبدالغفور العباسی المدنی نوراللہ مرقدہ

ہلی میں قیام:

حضرت مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ، ہجرت مدینہ طیبہ سے قبل، دہلی میں قیام فرماتے تھے۔ محلہ نواب گنج کی سبیل والی مسجد میں طالبین مولی اور تشنگان اخلاق نبویہ ﷺ کے ساتھ بیٹھ کر حلقہ ومراقبہ فرما کر اپنی حیات باطنی سے حاضرین کے قلب و روح کو جلا بخشتے تھے حضرت پیر جی مولانا محمد ادریس انصاری نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھا اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ جب دہلی تشریف لاتے اور موقع ہوتا تو حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کی خدمت میں حاضری دیتے اور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات فرماتے۔

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مجھے ساتھ لیکر دہلی آئے اور حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی سبیل والی مسجد سے متصل دردولت پر تشریف لائے مجھے بھی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں حاضری نصیب ہوئی۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ماحضر پیش کیا۔ دونوں حضرات کے ساتھ دسترخوان پر کھانے کی سعادت حاصل کی کھانا اس قدر لذیذ تھا کہ ۳۴ یا ۳۵ سال گزر جانے کے باوجود آج تک اسکی حلاوت کو نہیں بھولا حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر مصروف گفتگو رہے اور پھر اجازت لیکر رخصت ہوئے، مگر میرے دل پر حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کے اخلاق اور پرکشش شخصیت کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ میں جب دہلی آتا اور موقع ملتا تو حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دیتا۔ ایک دو دفعہ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ و مراقبہ میں شمولیت کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ حلقہ میں دیکھا کہ اہل مجلس پر جذب طاری ہوتا ہے اور وہ اس عالم میں ہوحق کے نعرے بلند کرتے ہیں اور پھر مجھے اس ماحول سے میرے قلب و روح کو بیداری اور سرور حاصل ہوا۔ میرے لئے یہ حالات و کیفیات بالکل نئی تھیں کیونکہ ہمارے علاقے سہارن پور اور دہلی کے گردونواح میں چشتیہ صابریہ، چشتیہ نظامیہ وغیرہ مشائخ کے سلاسل سے لوگ وابستہ تھے اور انکے یہاں اس طرح کی توجہ اور حلقہ مراقبہ کا دستور نہیں۔ کتابوں میں پڑھا تھا کہ اہل نقشبند کے یہاں مراقبہ کے وقت شیخ توجہ دیا کرتے ہیں مگر عملاً دہلی میں قطب العالم حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں دیکھا کا جس کے باعث نسبت نقشبندی کی عظمت و جلالت میرے دل میں گھر کر گئی میں کہا کرتا تھا کہ اس نسبت کو حاصل کرنا چاہیے۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی جماعت کے رفقاء کو لیکر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا جو تمام متشرع صورت و لباس میں ملبوس تھے۔ میں نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت یہ بابوؤں (Gentlemen) کی جماعت ہے جو انگریزی تعلیم یافتہ ہیں ان کا پہلے یہ حال تھا کہ انگریزیت میں ڈوبے ہوئے تھے مگر ہمارے حضرات کے طریقہ کی برکت سے آج ان کا یہ حال ہے۔ حضرت مولانا عبدالغفور رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت دہلوی رحمتہ اللہ علیہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بڑی دعائیں دی۔

ہجرت مدینہ طیبہ

کچھ عرصہ کے بعد حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ ماجدہ اور اہلیہ محترمہ کے ساتھ دہلی سے مدینہ منورہ کیلئے ہجرت فرمائی حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے مکہ مکرمہ مدینہ منورہ جانے کیلئے ایک اونٹ کرایہ پر لیا۔ جس پر والدہ صاحبہ اور اہلیہ سوار تھیں اور میں پیدل چلتا تھا کیونکہ رقم قلیل تھی مزید کرایہ کی گنجائش نہ تھی پریشانی لاحق تھی کہ مدینہ پہنچ کر کیا ہوگا؟ کیونکہ رقم نہایت قلیل ہے اور عائلہ ساتھ ہیں آخر کار ایک منزل پر پہنچ کر سو گیا۔

مبشرات

حضرت عبدالغفور المدنی نوراللہ مرقدہ

پہلا خواب

خواب میں دیکھا کہ میں بیت اللہ شریف میں ہوں۔ حجر اسود کو بوسہ دیتا ہوں تو حجر اسود سے شہد نکلتا ہے اور میں اسکو چاٹتا ہوں بیداری کے بعد میں نے تعبیر لی کہ حجر اسود میں اللہ (اللہ کا ہاتھ) ہے اور اس سے شہد کا نکلنا اور میرا چاٹنا اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اللہ کی طرف سے رزق ملے گا۔ اسکے بعد تشویش کچھ رفع ہو گئی مگر پوری طرح نہیں۔

دوسرا خواب

سفر جاری تھا کہ ایک منزل پر پہنچ کر حسب معمول پھر سو گیا خواب میں دیکھا کہ کوئی آدمی ہاتھ میں ایک فہرست لئے ہوئے ہے اور کہتا ہے کہ جب یہ ۱۷ اولیاء مدینہ میں رہ سکتے ہیں تو تم کیوں نہیں رہ سکتے اس خواب کو دیکھ کر جو تشویش لاحق تھی سب رفع ہوگئی اور پھر الحمدللہ کبھی رزق کی طرف سے تشویش نہیں ہوئی۔

تیسرا خواب

جب پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم ہوئی تو میں نے خواب دیکھا کہ ایک ڈاڑھی مونڈا شخص میرے مکان پر آیا میرا ایک رفیق کہتا ہے، مولانا یہ بانی پاکستان ہے اور حلوہ طلب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کا پکا ہوا حلوہ کھاؤں گا خوب میں ہی میرا رفیق مجھ سے سفارش کرتا ہے کہ اس کو حلوہ کھلانا چاہیے میں نے گھر والوں کو کہلا بھیجا اور گھر سے حلوہ آیا اور نو وارد شخص نے خوب کھایا۔ بیدار ہو کر میں نے خواب کی تعبیر یہ لی کہ پاکستان کے لوگ ہم سے فائدہ اُٹھائیں گے کیونکہ بادشاہ کا حلوہ کھانا دراصل رعایا کا حلوہ کھانا ہے۔ تو الحمدللہ یہاں کے لوگوں نے جس قدر ہم سے فیض حاصل کیا ہے کسی ملک میں ہمارا اس قدر فیض نہیں ہوا۔

اگرچہ ہمارے سلسلہ میں عرب ممالک کے علاوہ ترکی، جنوبی افریقہ اور دوسرے ممالک کے لوگ میں بھی ہے۔ مگر پاکستان کے لوگوں میں جتنی قبولیت کی صلاحیت دیکھی اتنی کسی ملک میں مجھے نظر نہیں آئی۔ جنوبی افریقہ اور برطانیہ والے مجھے اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتے رہے مگر میں ان کے ملک میں دو وجہ سے جانا پسند نہیں کرتا۔ ایک تو اس وجہ

ہے کہ جو ہماری تبلیغ کا مقصد ہے یعنی سنتوں کا احیاء، ڈاڑھیاں سنت کے مطابق رکھوانا۔ انگریزی بال مونڈوانا یا کتروانا، ٹیلی ویژن نہ دیکھنا، سگریٹ، حقہ وغیرہ چھوڑ دینا اس کیلئے کون تیار ہوگا دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ ممالک مال دار ہیں اگر میں ان ممالک کے دورہ پر جاؤں گا تو سلسلہ بدنام ہو جائے گا لوگ کہیں گے کہ پیسے کیلئے پھرتا ہے پاکستان ایک تو غریب ملک مشہور ہے، اگرچہ ہمارے لئے غریب نہیں، نیز یہاں آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ ہمارا سابقہ ملک ہے۔ ایک سال پاکولا فیکٹری کراچی میں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام تھا۔ کراچی میں حکومت پاکستان کی طرف سے مشائخ کانفرنس ہو رہی تھی جس میں ملک بھر کے زعماء ومشائخ کو دعوت نامے جاری ہوئے۔ صدارت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم نے کرنی تھی۔ کانفرنس کے ایک خاص معتمد نے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعوت نامہ لے کر حاضر ہوئے اور دعوت نامہ پیش کیا گیا اور عرض کیا گیا کہ حضرت مشائخ کانفرنس میں ملک کے تمام مشائخ جمع ہو رہے ہیں۔ اور کانفرنس کی صدارت صدر پاکستان محمد ایوب خان فرمائیں گے۔ چونکہ آپ پاکستان کے اونچے درجہ کے مشائخ میں سے ہیں اس لئے کانفرنس کے کارکنان کی دلی تمنا ہے کہ آپ کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت نامہ یہ کہہ کر نامنظور فرما دیا کہ بھائی میں معذور آدمی ہوں ذیابیطس کا مریض ہوں بار بار پیشاب کی حاجت ہوتی ہے مناسب نہیں کہ میں مجلس سے بار بار پیشاب کیلئے جاؤں اس لئے میری شرکت سے معذوری ہے۔ آپ میری طرف سے معذوری ظاہر کر دیں۔ جب قاصد چلا گیا تو حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا حال سنایا اور فرمایا الحمدللہ عذر معقول تھا۔ فرمایا کہ

فقیر کا کام نہیں بادشاہوں کے پاس جانا، یعنی بادشاہ کے قرب سے خود کو اس طرح بچاؤ۔ جیسے جلانے والی آگ سے اپنے آپ کو بچاتے ہو۔ آگ تو جسم ہی کو جلاتی ہے اور بادشاہ کا قرب بعض اوقات فقیر کا ایمان و یقین تک جلا ڈالتا ہے۔ میں شریک ہونا بھی نہیں چاہتا تھا اور لوگوں کی دل شکنی بھی گوارہ نہ تھی۔

قرب سلطان آتش سوزاں بود

ترجمہ: بادشاہ کا قرب جلا دینے والی آگ ہے۔

چوتھا خواب

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا عبدالغفور آ تجھے قادریہ سلسلہ میں بیعت کروں میں نے عرض کی کہ حضور ﷺ میں تو سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوں حضور ﷺ نے فرمایا پھر کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا بہت اچھا میں تازہ وضو کرلوں، میں گیا اور تازہ وضو کر کے حاضر ہوا۔ اور مجھے حضور ﷺ نے قادریہ سلسلہ میں بیعت فرمایا۔ پھر فرمایا کہ میرے نزدیک کشفی حالت سے خواب کی حالت قوی ہے۔

ترمذی کی حدیث ہے

۱) عن انس بن مالك رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطن لا یتخیل بی وقال رویا المومن جزء من ستة و اربعین جزءًا من النبوة و فی روایة۔

۲) عن عبداللہ عن النبی ﷺ من رانی فی المنام فقد رانی فان

الشیطن لا یتمثل بی وقال ۔

۳) ابو قتادۃ قال رسول اللہ ﷺ من رانی فی النوم فقد را

الحق۔

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے واقعی مجھے دیکھا۔ کیوں کہ شیطان کی طاقت نہیں کہ میری شکل وصورت میں ظاہر ہو اور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کے خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں جزو ہے یعنی حضور اکرم ﷺ کے خصائل حمیدہ ۴۶ ہیں اور رویاء صالحہ اس کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ یہ نبوت کا مقدمہ ہے کہ نزول وحی سے چھ مہینے قبل حضور اکرم ﷺ کو خوابوں کے ذریعہ واقعات بتائے جاتے تھے۔ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے بطریقہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ روایت نقل کی ہے کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالو و ما المبشرات؟ قال الرویاء الصالحۃ۔

دوسری اور تیسری روایت کا بھی یہی حاصل ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو جس نے خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً حضور ﷺ کو دیکھا اور صحیح قول یہی ہے کہ حضور ﷺ کو جس حال میں دیکھو وہ حضور ﷺ کا ہی دیکھنا ہے حالات کا اختلاف دیکھنے والے کے اپنے حالات ہوتے ہیں۔

پانچواں خواب

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خواب دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کے مزار مبارک پر مواجہ شریف میں کھڑا ہوں اور حضور اکرم ﷺ سے فیضان دریا کی موجوں کی طرح اُٹھ رہا ہے میں حیران ہوں کہ میرے قلب میں یہ کیسے سما سکے گا۔ اس کے بعد مجھے بے انداز جذب ہوا۔

چھٹا خواب

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خواب دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کا مزار مبارک بند ہے حکم ہوا کہ چابی عبدالغفور کو دے دو وہ چابی مجھے دے دی گئی تو میں نے تالا کھولا، دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ پھولوں کے درمیان آرام فرما رہے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ مسکرا رہے ہیں۔

ایک متوکل کی وصیت

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بزرگ سے میری ملاقات ہوئی جنہوں نے مجھے اپنا واقعہ سنایا فرمایا کہ مولانا جب میں مکہ مکرمہ میں آیا تو وہاں قیام کیا خیال تھا کہ مدینہ منورہ جاؤں گا مگر اتنی رقم نہ تھی کہ مدینہ منورہ پہنچ جاؤں میں نے وہ بچی ہوئی رقم بھی سائلین کو تقسیم کر دی اب میرے پاس کچھ نہ تھا اور مدینہ منورہ جانا تھا آخر کار ایک شخص حرم میں آیا اور مجھے اتنی رقم دے گیا کہ میں مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ مدینہ منورہ میں قیام کیا مگر خیال ہوا کہ بیت المقدس بھی جاؤں مگر رقم اتنی نہ تھی میں نے بقیہ

مدینہ منورہ کے مساکین میں تقسیم کردی غیب سے ایک شخص آیا اور مجھے اتنی رقم دے گیا کہ میں بیت المقدس پہنچ جاؤں۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ واقعہ سنا کر اس بزرگ نے مجھے وصیت فرمائی، مولانا دیتے جاؤ، اور لیتے جاؤ میں نے اس بزرگ کی وصیت پر عمل کیا اور اللہ کا شکر ہے کہ مجھے کبھی تکلیف نہیں ہوئی حاضرین سے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے تم بھی ایسا ہی کرو کہ دیتے جاؤ اور لیتے جاؤ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس جو کچھ آتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا نہیں بلکہ کسی کی امانت ہے جو میرے پاس آئی ہے۔

ایک مشکل اور اس کا حل

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں جس زمانہ میں مدینہ منورہ پہنچا وہ ملک عبدالعزیز ابن سعود کا دور تھا تو ھب کا اس وقت بہت زور تھا پیری مریدی تصوف وسلوک کے یہ لوگ بہت مخالف تھے میں پریشان تھا کہ یہاں رہ کر اگر سلسلہ کی خدمت نہ کی تو کوئی بات نہ ہوئی، سلسلہ کی خدمت کرتا ہوں تو نشانہ بنتا ہوں۔ کہیں فتن کا دروازہ نہ کھل جائے۔ اسی پریشانی میں تھا کہ مولانا سید محمود صاحب (برادر خورد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے کہا کہ میرا مکان آپ خرید لیں۔ میں نے کہا میں تو مسکین آدمی ہوں۔ انہوں نے فرمایا مکان لے لیں، آپ نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں جب آپ کے پاس رقم ہو جائے، ادا کر دینا۔ میں نے اس چیز کو اللہ کی طرف سے جانا اور مکان خرید لینا ابھی میں اس مکان میں منتقل نہیں ہوا تھا کہ خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی دیکھا کہ آپ ﷺ میرے مکان کے دروازے پر تشریف فرما ہیں اور دست مبارک کی انگلی کے اشارہ سے دروازہ کے اوپر

دیوار پر لکھ رہے ہیں اور حروف نورانی بنتے جا رہے ہیں جن میں نہایت چمک ہے میں نے وہ عبارت پڑھی تو یہ تھی

هذا منزل اصحاب نقشبنديه مهبط انوار محمد يه ﷺ

ترجمہ: یہ اصحاب نقشبندیہ کی منزل اور انوار محمدیہ ﷺ کے اترنے کی جگہ ہے۔
یہ دیکھ کر بیدار ہو گیا اور اس کے بعد میرا یقین ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے میرے گھر پر بورڈ لگا دیا ہے اب کوئی کچھ نہیں کر سکے گا۔ اس خواب کے بعد میں بے خوف و خطر سلسلہ کی ترویج شروع کر دی حکومت میں شکایات بھی ہوئیں تحقیقات کیلئے حکام بھی آتے رہے۔ اُن کو اپنے کام کی نوعیت بتلاتا اور کہتا ہمارا کام صرف شریعت اور سنن مقدسہ کی ترویج ہے یہ لوگ مطمئن ہو کر چلے جاتے۔ عزلت یعنی اصل درویشی یہ ہے کہ درویش سلاطین و امراء سے دور رہے اور جہاں تک ممکن ہو خود کو ان سے بچیئے جبکہ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ حکومت کی طرف سے مجھے کئی مرتبہ دعوت دی گئی کہ آپ بھی دوسرے علماء کی طرح حرم نبوی ﷺ میں درس دیا کریں۔ اس دعوت کے مختلف پہلوؤں پر میں نے غور کیا تو خیال ہوا کہ یہ آزمائش ہے اگر حرم میں درس دیتا ہوں اور حکومت کے مسلک کے خلاف کہتا ہوں تو فتنہ ہو گا اور اگر حکومت کی موافقت کرتا ہوں تو اپنا مسلک چھوڑنا ہو گا اس لئے میں نے اس دعوت پر معذرت پیش کی کہ مجھ سے جو کچھ ہو سکتا ہے اپنے گھر بیٹھ کر دین کی خدمت کر رہا ہوں پھر حکومت نے مجھے چھوڑ دیا۔ یہ قصہ سنا کر فرمایا الحمدللہ مدینہ منورہ میں بہت سے بزرگ اور مشائخ رہتے ہیں۔

مگر صاحب سلسلہ میں ہی ہوں اور میرے علاوہ کسی بزرگ کا سلسلہ مدینہ منورہ میں نہیں ہے۔

ورود پاکستان

حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی نور اللہ مرقدہ تقریباً ۲۳ سال مدینہ منورہ قیام فرما کر پہلی بار ۱۹۵۷ء میں کراچی تشریف لائے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اصل وطن آزاد قبائل تھا۔ آمد کے مقاصد میں سے یہ دو مقصد بھی حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر تھے کہ دیگر عزیز و اقارب کے علاوہ آپ کے برادر حقیقی کا بھی وصال ہو گیا تھا۔ اُن کی تعزیت اور والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت بھی ہو جائے گی چنانچہ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ تنہا بغیر اطلاع کراچی تشریف لائے کراچی میں حضرت کے سلسلہ کے خلفاء اور وہ مریدین آباد تھے جنہوں نے یا تو زمانہ قیام دہلی میں حضرت سے بیعت کی۔ یا وہ لوگ تھے جو مدینہ منورہ جا کر داخل سلسلہ عالیہ ہوئے تھے بہر حال اللہ کو منظور تھا کہ حضرت کے وجود مسعود سے بہت سے اُجڑے ہوئے قلوب کو آباد کیا جائے۔ اور بہت سے گم گشتہ منزلوں کو منزل ہاتھ آ جائے کراچی میں حلقہ مراقبہ ذکر و اذکار کی محفلیں گرم ہوئیں اور مخلوق خدا جوق در جوق حضرت کی صحبت و زیارت سے مستفید ہونے لگی۔ کچھ ہی روز میں مغربی پاکستان کے اکثر علاقوں میں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کے چرچے اہل سلسلہ میں ہونے لگے۔ مُریدین معتقدین کا کراچی میں تانتا بندھ گیا اور وطن جاتے وقت اپنے اپنے علاقوں میں آنے کیلئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواستیں کی گئی، جنہیں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے منظور فرما لیا اور سب سے وعدے فرمائے کہ وطن جاتے وقت آپ کے یہاں آؤں گا۔ آخر وطن جانے کا پروگرام طے ہوا

اور راستہ میں حسب وعدہ لوگوں کے مقامات پر تشریف لے جاتے رہے جس کے باعث ہر جگہ پر اہل ذوق نے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی پذیرائی فرمائی۔ اور خوب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فیوض و برکات اور سلسلہ عالیہ سے لوگوں کو مستفیض کرنے اور آبائی وطن کا دورہ مکمل کرنے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

تبلیغ دورہ پاکستان

جماعت کے بار بار اصرار پر غالباً نومبر کے آخر یا دسمبر کے شروع میں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ دوسری بار مدینہ منورہ سے بحرین کے راستے کراچی تشریف لائے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی میزبانی کا دوبارہ شرف بھی پاکولا فیکٹری والوں کو حاصل ہوا۔ پاکولا والوں نے ایک بنگلہ عاریۃً حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے حاصل کیا جس میں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مہمانوں کا قیام تھا۔ حضرت پیر جی مولانا محمد ادریس انصاری نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ میں دسمبر کے شروع میں صادق آباد سے کراچی گیا صبح کے وقت پہنچا تو دیکھا کہ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں تشریف فرما تھے اور حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل قریب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔

میں نے سنا وہ کسی وظیفہ کی اجازت مانگ رہے تھے تو حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کو اجازت ہے لازماً و متعدیاً۔ چونکہ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اسلئے میں چپکے سے مجلس میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی

ہ کے بعد حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس کے اس حصہ پر نظر فرمائی جہاں میں بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا ہو۔ مولوی ادریس تم آ گئے ہو۔ اب میں اٹھ کر مصافحہ کیلئے گیا تو حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ اٹھنے لگے میں نے اصرار کیا۔ کہ حضرت تشریف رکھیں فرمایا۔ نہیں ہم آپ سے کھڑے ہو کر ملیں گے مصافحہ کیا۔ معانقہ فرمایا اور جماعت کے دوسرے حضرات سے بھی ملے اور مسند پر بیٹھ گئے پھر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میرا تعارف ان الفاظ میں فرمایا۔ یہ مولوی ادریس ہے صادق آباد میں رہتا ہے اور دین کی خدمت الحمد للہ کرتا ہے۔ اس بار مجھے مدینہ منورہ سے اس کا خط پاکستان آیا ہے جس میں اس نے لکھا تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین کی خدمت کیلئے مدینہ منورہ چھوڑ کر اگر باہر نہ نکلتے تو دین کیسے پھیلتا مدینہ منورہ میں رہنے کی بہت بڑی فضیلت ہے مگر دین کیلئے باہر نکلنے میں زیادہ فضیلت ہے پھر فرمایا یہ مسجد میں خطیب ہے قرآن پاک کا درس دیتا ہے دین کی خدمت کرتا ہے اور اپنے گزر اوقات کیلئے حکمت کی دوکان کھول رکھی ہے اور فرمایا ہمارے حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے علم سیکھو اللہ کیلئے اور اللہ اللہ سیکھو اللہ کیلئے ارشاد فرمایا کہ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی لوگ دعوت کرتے تھے پرتکلف کھانے پکاتے مگر حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ موٹے اناج کی روٹی اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور وہی تناول فرماتے لوگ کہتے ان کے نصیب میں نہیں اور حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ پرتکلف کھانا کھانے سے نفس خوش ہوتا ہے اور حلال کی سوکھی اور غیر مشتبہ روٹی کھانے سے اللہ خوش ہوتا ہے ہمیں رب کی خوشی منظور ہے نفس کی نہیں۔

آخری تبلیغی دورہ پاکستان

سفر آخرت سے تین سال قبل حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ پاکستان کے آخری تبلیغی دورہ پر حسب معمول ۱۹۶۳ء میں صادق آباد تشریف لائے اور صادق آباد سے تین میل کے فاصلے پر ماچھی گوٹھ کی بستی میں تشریف لے گئے رات قیام فرمایا دوپہر کی گاڑی سے سوار ہوئے۔ حضرت پیر جی مولانا محمد ادریس انصاری نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ میں بھی حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے ڈبہ میں ہی سوار تھا تو حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے بستی کو دیکھا اور یہ شعر پڑھا

نَزَلْنَا ھٰھُنَا ثُمَّ ارْتَحَلْنَا ...... كَذَا الدُّنْيَا نَزُوْلٌ وَ ارْتَحَالُ

ترجمہ: ہم یہاں آئے کچھ دیر ٹھہرے پھر بستر باندھا اور چلے گئے۔ ساری دنیا کا یہی حال ہے کوئی آرہا ہے کوئی جا رہا ہے۔

اس وقت تو محض ایک شعر کی حیثیت سے سنا مگر اب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ شعر کہلایا تھا کہ بس یہ ہمارا آخری سفر ہے اور پھر اسکے بعد ہم یہاں نہیں آئیں گے اگرچہ اس کے بعد دو بار حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ کا پاکستان آنا ہوا مگر تبلیغ کیلئے نہیں بلکہ علاج کیلئے آنا ہوا اور جو کراچی تک محدود رہا۔

تبلیغی دورہ بحرین

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ہم بحرین پہنچے تو وہاں ہمارا صرف ایک شخص عبداللہ فارسی جو مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کا فارغ التحصیل ہے اور اس عاجز (حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ) سے تعلق رکھتا ہے واقف کار تھا۔ ٹیکسیوں کے

اڈے پر پہنچ کر ہم نے اس کا پتہ دریافت کرنا چاہا ٹیکسی ڈرائیور نے کہا بحرین تین حصوں پر منقسم ہے یہاں جب تک کسی کا خاص پتہ معلوم نہ ہو تلاش کرنا بہت محال ہے ہم نے ٹیکسی والے سے کہا تم کسی قریب کی مسجد میں پہنچا دو۔ وہ کہنے لگا یہاں سے قریب بلوچ مسجد ہے میں آپ کو وہاں پہنچا دوں گا مگر پانچ روپے ہندوستانی لوں گا ہمارے پاس ہندوستانی روپے کہاں تھے گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک اللہ کے بندہ نے دس روپیہ ہندوستانی پیش کر دیئے اور ہم نے ان میں سے پانچ روپے ڈرائیور کو دیئے اور مسجد بلوچ پہنچے مسجد کے خادم سے شیخ عبداللہ فارسی کا پتہ دریافت کی اس نے ہمیں بلوچ مسجد کے امام کے گھر پہنچا دیا امام صاحب بڑے اخلاق سے پیش آئے۔ اپنے مکان پر قیام کی دعوت دی اس کا مکان نہایت شاندار تھا وہاں ایک کتب خانہ بھی تھا۔ لوگوں کی آمد و رفت بہت بڑھ گئی فارسی زبان میں بات چیت ہوئی رجوعات کی اتنی کثرت ہوئی کہ حلقہ کا انتظام مسجد میں کرنا پڑا۔ بے شمار مخلوق تھی اور توبہ کرنیوالوں کا کوئی حساب نہ تھا۔

ہر کہ کار او برائے

کار او پیوستہ بارونق بود

ترجمہ: جس کا کام حق تعالیٰ کے واسطے ہو اسکا کام ہمیشہ بارونق ہوگا۔

غرض کہ یہیں سے امداد الٰہی شروع ہوگئی۔ شیخ عبداللہ فارسی کا مکان بھی اسی محلہ میں تھا اور جس مسجد میں وہ امام تھے وہ وہاں سے بہت دور تھی اوقات نماز کے علاوہ بھی موجود رہتے میں ڈرتا اور گھبراتا تھا کہ بوڑھا ہو چکا ہوں کس طرح سفر کروں گا میرا قلب مدینہ منورہ میں ہے اور قالب یہاں ہے میں نے دعا کی کہ الٰہی میرے سفر کو سفر آخرت بنا دینا۔

علماء کرام کے تذکرے

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ علماء حق سے بڑی محبت فرماتے تھے اور بہت ہی احترام کرتے تھے حضرت مولانا پیر جی محمد ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کسی دنیادار کے اکرام کیلئے کھڑے نہیں ہوئے بڑی بڑی فیکٹریوں کے مالک بڑے بڑے تاجر آتے تھے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے مگر ان کے اعزاز کیلئے کھڑے نہ ہوتے تھے ہاں علماء اور دین کی خدمت کرنے والوں خصوصاً حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی جماعت کے اکرام کیلئے نہ صرف کھڑے ہوجاتے تھے بلکہ ان کو رخصت کرنے کیلئے دروازہ کے لئے باہر تشریف لے آتے تھے۔ اپنی جماعت کو بطور خاص علماء کرام کے اکرام واحترام کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔ پاکستان کے دوسرے دورہ میں ۷ ستمبر ۱۹۵۹ء کی صبح کو ناشتہ کیلئے بنس روڈ کراچی تشریف لے گئے حضرت مولانا پیر جی محمد ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے صاحب دعوت کا نام یاد نہیں ہاں اتنا یاد ہے کہ وہ دہلی کے رہنے والے تھے اور کراچی کے اس علاقہ میں زیادہ تر دہلی کے لوگ آباد تھے۔ ملاقات کیلئے محلّہ کے لوگ آئے جن میں ایک نابینا ماہر صاحب بھی تشریف لائے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے خوب گھل مل کر باتیں کیں اور باتوں باتوں میں فرمایا کہ میں نے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث پڑھا ہے اور مشکوۃ شریف حضرت مولانا جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی ہے۔ مولانا جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب نسبت بزرگ تھے جب ان کا انتقال

ہوا تو رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے اور کہنے والا کہہ رہا ہے کہ آسمان رو رہا ہے کیونکہ مولوی جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے ہیں صبح کو اُٹھ کر سن لیا کہ حضرت مولانا جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے جب میں جنازہ میں گیا، جنازہ اُٹھا تو آسمان سے واقعی ہلکی ہلکی پھوار پڑنے لگی۔

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس طرح تذکرہ فرمایا کرتے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ غزالی وقت تھے۔ دہلی میں مولانا محمد یحییٰ صاحب مدرسہ حسینیہ میں دورہ حدیث پڑھاتے تھے ایک بار حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہو گئے دیر تک کھڑے رہے تو حضرت نے ان کو کہلا کر بھیجا کہ آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے کیا تکلیف پہنچائی ہے اُلٹی مجھے تکلیف ہوئی ہے یہ جواب سن کر حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہلا بھیجا آپ تشریف لے جائیں میں آپ سے ملنا پسند نہیں کرتا یہ جواب سن کر مولانا محمد یحییٰ صاحب واپس تشریف لے گئے یہ واقعہ سنا کر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آزمائش شیخ تھی مگر وہ نہ سمجھے۔ فرمایا مجھے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص انسیت رہی ہے طالب علمی کے زمانہ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار شاہ گل کی مسجد میں واعظ کے لئے تشریف لائے جب منبر پر بیٹھے تو پہلے یہ ارشاد فرمایا جو مجھے آج تک یاد ہے صاحبو! اگر میں کوئی سخت بات کہوں تو آپ ناراض نہ ہوں میں اپنے نفس کی طرف دیکھتا ہوں اس کو مخاطب کرتا ہوں۔ اور آپ

کوسناتا ہوں دوسری بات یہ فرمائی اس زمانہ میں جب تک کوئی عندالناس زندیق نہ ہوگا۔ عنداللہ صدیق نہ ہوگا۔

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا کہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ سے مجھے خاص انسیت ہے مدرسہ عبدالرب کے جلسہ میں اپنی طالب علمی کے زمانہ میں ان کی تقریز سننے کے لئے خاص شوق سے جایا کرتا تھا پھر فرمایا ان کی تقریر دریا ہوتی تھی۔

علماء کی محبت

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ ۱۴ جنوری ۱۹۶۰ء کو اپنے شیخ حضرت خواجہ غریب نواز فضل علی قریشی رحمتہ اللہ علیہ کے مقام مسکین پور ضلع مظفر گڑھ تشریف لے گئے اجتماع میں فرمایا کہ میرے حضرت فضل علی قریشی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تین طبقوں کی محبت رکھنی چاہیے۔

علماء کی محبت: اس لئے کہ ان میں حضور اکرم ﷺ کے علوم کے ذرات ہیں۔

اہل بیت کی محبت: کہ ان میں حضور ﷺ کے خون مبارک کے قطرات ہیں۔

حافظ قرآن کی محبت: کہ اس کے سینے میں اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے۔

پھر فرمایا عالم کون ہے؟ اقوال رسول اللہ ﷺ وافعال رسول اللہ ﷺ کو جاننے والا۔ فرمایا صالح کون ہے؟ اقوال رسول اللہ ﷺ اور افعال رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے والا۔ فرمایا اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاء اس لئے علماء کی عزت کرو ان کا اکرام کرو کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمتہ اللہ علیہ

تبلیغی جماعت کے امیر کے متعلق ۱۹۵۹ء کے دورہ میں فرمایا یہ فقیر مولانا محمد یوسف صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس مدینہ منورہ میں جاتا تھا متین احمد دہلوی وہاں موجود تھا میرا خیال ہے کہ دین کی مجلس جہاں بھی ہو وہاں پہنچنا چاہیے میرا جسم میری روح سب دین کیلئے ہے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا محمد یوسف رحمتہ اللہ علیہ جب آخری مرتبہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو میرے ہاں تشریف لائے اور مجھے وصیت کی کہ میرے بعد حضور اکرم ﷺ کے مواجہ شریف میں میری طرف سے سلام پیش فرماتے رہیں اور یہی وصیت مجھے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی تھی۔ بحمد للہ دونوں حضرات کی طرف سے مواجہ شریف پر سلام پیش کرتا رہتا ہوں۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ مدنی رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے نہایت احترام کے ساتھ تذکرے فرماتے رہتے تھے ایک دفعہ یہ واقعہ سنایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا حضرت جی جس جگہ شادی کرنا چاہتا ہوں وہ لوگ کسی صورت میں میرا رشتہ قبول نہیں کرتے سب کے سب مخالف ہیں۔ مجھے کوئی ایسا تعویذ دے دیں جس سے وہ راضی ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا مجھے اس قسم کا تعویذ نہیں آتا۔ اُس نے اصرار کیا آخر حضرت نے جبر خاطر کیلئے اس کو تعویذ لکھ کر دے دیا۔ تعویذ لے کر یہ شخص آیا اور رشتہ کی تحریک کی

تو سب راضی ہو گئے۔ اور شادی ہو گئی لوگوں نے اس سے اس انقلاب کے متعلق دریافت کیا کہ آخر کیا بات ہو گئی کہ سب راضی ہو گئے۔ اور شادی ہو گئی اس نے کہا کہ میں مولانا صاحب سے تعویذ لے کر آیا تھا اس کا اثر ہے ایک ان میں سے کہنے لگا کہ بڑا زبردست تعویذ ہے لا وہ تعویذ ہمیں دکھا کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے تعویذ لے کر اس کو کھولا تو یہ لکھا ہوا تھا۔

تعویذ: یا اللہ میں جانتا نہیں۔ یہ مانتا نہیں یہ تیرا بندہ ہے تو جانے اور تیرا کام جانے۔

تعویذ پڑھ کر لوگ حیران رہ گئے یہ واقعہ سنکر حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے سب سے بہتر تدبیر کی کہ سائل کو اللہ کے حوالے کر دیا۔ اور یہی سب سے بڑا تعویذ ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سہارنپور سے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے خط لکھا کہ یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ادام اللہ فیوضہ، بسلسلہ علاج کراچی تشریف لائے ہوئے ہیں اگر جانا ہو تو ان کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد میری طرف سے مزاج پرسی کر دیں میں مولانا صاحب کی صحت کیلئے دعائیں کر رہا ہوں اور میرے لئے مولانا کی خدمت میں دعا کیلئے درخواست کر دیں۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں کراچی گیا تو حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ دھراجی کالونی میں مقیم تھے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ بیماری کی وجہ سے نہایت کمزور تھے اس لئے لیٹے ہوئے تھے میں نے حضرت

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا سلام اور پیغام پہنچایا تو اُٹھ کر بیٹھ گئے دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے دیر تک دعا فرماتے رہے اور فرمایا مولانا زکریا صاحب مجھ سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو باوجود معذوری کے بڑی تکلیف سے میرے مکان کی چوتھی منزل پر تشریف لائے اللہ تعالیٰ ان کی حیات میں برکت فرمائیں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا محمد زکریا صاحب اس وقت ہندوستان کے صاحب ارشاد ہیں۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے حضرت قریشی نور اللہ مرقدہ کے پاس دہلی میں ایک شخص آئے انہوں نے بیعت کیلئے کہا تو حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے کسی سے بیعت بھی ہو؟ اُس نے کہا حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوں میرے حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پھر کیا ضرورت ہے۔ مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایسی شخصیت ہیں کہ انکے چہرے کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔

علماء و صلحاء کا فرق

میں سب علماء کا احترام کرتا ہوں۔ اصلاح کیلئے عرض کرتا ہوں۔ خدانخواستہ ذلت مقصود نہیں۔ ہارون الرشید کے زمانے میں بغداد علماء اور صلحاء کا مرکز بنا ہوا تھا۔ مگر آپس میں طبقاتی اختلافات زوروں پر تھے۔ ہارون الرشید نے سوچا کہ دونوں طبقوں کی آزمائش کروں چنانچہ فقراء کی دعوت بھی کی اور علماء کی بھی۔ خود دروازہ

پر کھڑا ہو گیا دربان کو حکم دیا کہ پہلے علماء کو بھیجو۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور ایک ایک عالم آنے لگا۔ ہارون الرشید دروازہ پر ان سے ملاقات کرتا اور دریافت کرتا کہ آپ میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ ہر عالم اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنے کی کوشش کرتا اور کہتا عالیجاہ میں فلسفہ کا عالم ہوں۔ شرعیات وطبیعات اور ریاضیات کا ماہر ہوں۔ غرضیکہ سب عالم آئے اور سب نے خود کو سب سے افضل ظاہر کیا پھر فقراء کو بلایا اور ان سے بھی دریافت کیا کہ آپ میں سب سے بڑا فقیر کون ہے۔ ان میں سے سب نے یہی جواب دیا کہ میرے بعد آنے والا مجھ سے بہتر ہے سب سے آخر میں آنے والے فقیر سے دریافت کیا کہ تم میں سب سے افضل کون ہے؟ اس نے جواب دیا جو مجھ سے پہلے گئے ہیں وہ سب مجھ سے بڑے ہیں۔

ہارون الرشید نے کہا عجیب بات ہے پہلے آنے والے کہتے ہیں کہ پیچھے آرہا ہے اور پیچھے آنے والا کہتا ہے جو پہلے گزر گئے فقیر نے جواب دیا آپ کو معلوم نہیں کہ خادم پیچھے آیا کرتا ہے اب ہارون الرشید کو معلوم ہو گیا کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے۔

یہ واقعہ سنا کر ارشاد فرمایا کہ علم کے ساتھ طریقت بھی ہو تو نور علی نور ہے مگر طریقت میں ادب اور اعتقاد کی ضرورت ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

ادبنی اللّٰہ فاحسن تادیبی۔ یعنی مجھے میرے رب نے ادب سکھایا۔ بہت اچھا ادب سکھایا اور مجھے بہت اچھا ادب والا بنا دیا حضور ﷺ سے خلفاء نے ادب سیکھا اور ان سے صوفیائے کرام نے ادب سیکھا اور فرمایا کہ شریعت میں تعلیم ادب کی ہے۔ کعبہ کا ادب والدین کا ادب استاد کا ادب اَلدِّیْنُ کُلُّهٗ اَدَبٌ۔ یعنی دین تو سارے کا سارا ادب ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب ...... بے ادب محروم گشت از فضل رب

ترجمہ: اللہ سے ہم ادب کی توفیق مانگتے ہیں جو بے ادب ہے وہ فضل الہی سے محروم ہے

ادب تاجیست از لطف الٰھی بنه برسر برو هر جا که خواهی

ترجمہ: ادب لطف الہی کا ایک ایسا تاج ہے جس کو سر پر رکھ کر جہاں جاؤ گے کامیاب رہو گے ارشاد فرمایا کہ بڑی چیز ادب ہے حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیس سال رہے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھارہ سال تک انہیں آداب سکھائے اور دو سال علم سکھایا۔ حضرت محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش وہ دو سال ادب سکھانے میں گزار دیتے۔

پاکستانی اور عرب ممالک کے علماء

ایک سال حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی پاکستان تشریف آوری پر پاکولا والوں نے پاکولا فیکٹری منگھو پیر روڈ پر ٹھہرایا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ جب مدینہ منورہ کی واپسی کا پروگرام بن جاتا تو الوداعی دعوت میں کراچی کے علماء کو مدعو فرماتے۔ اس سال جن علماء کو دعوت دی گئی ان میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبدالغفور العباسی المدنی نور اللہ مرقدہ نے دستر خوان پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا مجھے پاکستان کے علماء کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے اس لئے کہ یہاں کے علماء کو حضور سید الوجود علیہ الصلوۃ والسلام والی شکل میں دیکھتا ہوں بخلاف عرب ممالک کے علماء کے کہ ان کی شکلیں عیسائیوں والی شکلیں ہیں۔ پھر واقعہ سنایا۔

واقعہ

فرمایا کہ میں فلسطین گیا تو جمعہ کے روز ایک جامع مسجد میں جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا خطیب صاحب کا خطبہ سن کر میں بہت متاثر ہوا میں نے اپنے میزبان سے ان کے علم وفضل کی تعریف کی تو میرے میزبان نے کہا، مولانا سے ہم آپ کی ملاقات کرائیں گے آخر کار انہوں نے خطیب صاحب کو اپنے یہاں مدعو کیا۔ خطیب صاحب کھانے پر تشریف لائے تو مجھے بلایا گیا اور مصافحہ کے وقت خطیب صاحب کا تعارف کرایا گیا۔ میں انہیں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ڈاڑھی مونچھ صاف ہے کوٹ پتلون پہنے اور ٹائی لگائے ہوئے مغربی لباس میں ملبوس ہیں میں نے ان سے کہا مجھے آپ کو دیکھ کر دکھ ہوا مجھے آپ کا خطبہ سن کر جس قدر خوشی ہوئی آپ کو دیکھ کر اسی قدر رنج ہوا۔ کیا نبی اکرم ﷺ کی یہی شکل تھی جو آپ نے بنا رکھی ہے جب عوام اپنے علماء کو اس حال میں دیکھیں گے تو وہ زیادہ مغربیت کے دلدادہ ہونگے کافی دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا اور وہ کہتے رہے۔ صدقت یا شیخ۔

دوسرا واقعہ

فلسطین کے علاقہ میں ایک اور جگہ جانا ہوا تو ایک مسجد میں دیکھا کہ شیخ درس دے رہے تھے طلبہ سماعت کر رہے تھے مگر شیخ کی ڈاڑھی صاف تھی اور کوٹ پتلون میں ملبوس اور شاگردوں کا بھی یہی حال تھا میں نے انکی خدمت میں عرض کیا اللہ کے بندو جس پیغمبر کی حدیث آپ پڑھا رہے ہیں کیا ان کی یہی شکل وصورت اور یہی وضع قطع تھی کچھ تو شرم کرلو وہ بھی ہماری باتیں سنتے رہے اور روتے رہے الحمد اللہ پاکستان کے علماء میں قول وفعل کا تضاد نہیں ہے۔

ارشادات عالیہ

(شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبدالغفور المدنی نور اللہ مرقدہ)

کہنا یہ چاہتا ہوں کہ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت جامع بین الشریعت والطریقت تھی
گفتار کردار کی جیتی جاگتی تصویر تھی حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ خود فرمایا
کرتے تھے شریعت کیا ہے؟ اقوال رسول اللہ ﷺ و افعال رسول ﷺ اور
طریقت کیا ہے؟

العمل باقواله و افعاله ﷺ

مقصد زندگی

فرمایا کہ مقصد زندگی تین چیزیں ہیں۔

۱) ذکر حق، ۲) فکر حق، ۳) رضائے حق

ذکر حق زبان سے۔ فکر حق دل سے اور ان دونوں کا مقصد رضائے حق ہے۔ ذکر و فکر حق سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ عجیب نعمت ہے یہ صحبت اور سلوک، کوئی مانے نہ مانے کروڑوں لوگ اس راہ سے اپنے مقصد تک پہنچ گئے ہیں۔

فرمایا کہ ہر زاہد اور فقیر کے لئے تین باتیں چاہئیں۔

نمبر۱) سخاوۃ کالبحر، نمبر۲) تواضع کالأرض، نمبر۳) شفقت کالشمس

کہ سمندر جیسی سخاوت، زمین جیسی عاجزی، سورج جیسی شفقت جو عام ہو۔ صفتہ اللہ (اللہ کی صفت) ہے۔ میراث انبیاء مشعل راہ اور روح کی غذا ہے۔ حق و باطل کی تمیز اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی ورنہ غلط آدمی بسا اوقات غلط راستہ پر لگا دے گا۔ صحیح طریقت

اور سلوک وہ ہے۔ جو کہ شریعت کے میزان پر پورا اترے۔ جو لوگ فرط عقیدت سے ہاتھ چومتے یا پاؤں میں پڑتے تو انہیں فرماتے۔
چاہیے تو یہ کہ اپنے پیر کو جنت میں پہنچاؤ۔ خدا کے بندو اس کو جہنم میں تو نہ پہنچاؤ، ہاتھ چومنا اگرچہ جائز ہے مگر اس طرح کہ ہاتھوں کو لب لگیں پیشانی نہ لگے۔ پیشانی صرف اللہ کے آگے جھکاؤ۔

حقیقت تصوف

فرمایا کرتے تھے کہ ہماری طریقت جال ہے شریعت میں پھانسنے کیلئے کہ ہم اپنی طریقت کے ذریعہ امت کو شریعت کا پابند بناتے ہیں کبھی فرماتے میرا دل چاہتا ہے کہ ساری شریعت شربت کا ایک گلاس ہو اور میں پی جاؤں۔

اتباع سنت

ارشاد فرماتے کہ ہماری طریقت وہ طریقت ہے جس کا تانا بانا اتباع رسول اللہ ﷺ ہے اور فرماتے ہمارے طریقہ کی ریاضت اتباع سنت ہی ہے۔ اس سے بڑھ کر بھی کوئی ریاضت ہوگئی کہ انسان نفس کی خواہشات کو چھوڑ کر خود کو سنت کے طریقہ کا پابند بنالے۔ کبھی فرماتے طریقت یہی ہے کہ شریعت مقتضائے طبیعت بن جائے۔ فرمایا کہ تصوف کی روح اتباع سنت اور درستگی اخلاق و عبادت ہے تصوف خشک کھانے اور تر کھانے کا نام نہیں۔ بلکہ حسن المعاملہ مع الخلق والخالق کا نام ہے۔ کہ مخلوق کو بھی دھوکہ نہ دے۔ اور خالق کو بھی دھوکہ نہ دے۔

فرمایا کہ حجاج کرام کو یوں فرمایا کہ یہاں کا تحفہ نہ گھڑیاں ہیں اور نہ کپڑے۔ یہ سب چیزیں باہر سے آتی ہیں اور باہر چلی جاتی ہیں۔ مدینہ منورہ کا اصل تحفہ دین ہے۔ یہاں سے دین لے کر جائیں۔ فرمایا کہ شیخ اور مرید کے درمیان تین دھاگوں کا ہونا ضروری ہے۔ نمبر۱) عقیدت کا دھاگہ، نمبر۲) اطاعت کا دھاگہ، نمبر۳) ادب کا دھاگہ۔

فرمایا کہ جس سے شرک و بدعت کی بو آتی ہو اس سے بچو۔

فرمایا کہ اتفاق میں زندگی اور تفرقہ میں موت ہے آج عالم عالم کے ساتھ پیر پیر کے ساتھ عداوت رکھتا ہے۔ مسلمانو! اتفاق پیدا کرو حدیث میں آتا ہے۔ لاعلم حجاب اکبر، علم بہت بڑا حجاب ہے۔ اس سے مراد تکبر اور خود بینی ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

ایک دن کراچی میں کسی دعوت میں تشریف لے جا رہے تھے اس وقت فرمایا چاہیے تو یہ تھا کہ ہم لوگوں کے پاس جا کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے۔ بڑی بد دیانتی کی بات ہے کہ لوگ ہمیں اللہ والا سمجھ کر ہمارے پاس آئیں اور ہم پھر بھی ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کریں آخر ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے۔

ایک واقعہ

جسٹس الٰہی بخش خمیسانی مرحوم کا لڑکا آیا کہنے لگا کہ حضرت تین دن سے آتا ہوں مگر آپ سے ملاقات نہیں ہوتی۔ والد صاحب ملاقات کا وقت مانگتے ہیں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ملاقات کا وقت ان سے لیا جاتا ہے جو باہر نہ آتے ہوں جو شخص پانچ وقت مسجد میں نماز با جماعت ادا کرتا ہو اس سے جس وقت

چاہو مل لو۔ لڑکے نے کہا حضرت وہ خلوت چاہتے ہیں فرمایا اچھا اگر وہ آنا چاہتے ہیں تو کل ۹ بجے آ جائیں۔ اگلے دن ۹ بجے جسٹس خمیسانی مرحوم کوٹ پتلون پہنے ٹائی لگائے تشریف لائے۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ کو اطلاع کی گئی حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے اندر بلا لیا۔ مرحوم سامنے بیٹھ گئے حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے کمال مہربانی سے گفتگو فرمائی شریعت کی پابندی کے فوائد بیان کئے اور پھر گفتگو فرماتے ہوئے مرحوم کی ٹائی پر ہاتھ ڈالا اور اپنی طرف کھینچتے ہوئے بلند آواز سے فرمایا یہ کیا ہے؟ یہ نشان صلیب ہے اس کو پھینک دو۔ یہ نصاریٰ کا شعار ہے۔ یہ سن کر خمیسانی مرحوم نے کہا بہت اچھا اور ٹائی گلے سے نکال کر کوٹ کی جیب میں ڈالنے لگے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں اس کو ہمیں دو ہمارے کام آتی ہے حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے وہ ٹائی خادم کو دی اور فرمایا اس کو الماری میں رکھ دو خادم نے جب الماری کھولی تو دیکھا اس میں بہت سے ٹائیاں کھونٹیوں پر لٹک رہی تھیں۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کے بعد میں بچشم خود دیکھا کہ جب خمیسانی مرحوم حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے تشریف لاتے تو کرتہ اور شلوار میں آتے اور سب سے پچھلی صف پر آ کر بیٹھ جاتے اور نہایت ہی احترام کے ساتھ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات سنتے۔

دینی ترقی وتنزل کے اسباب

دینی ترقی وتنزل کے اسباب کے متعلق فرمایا پہلے زمانہ میں امت کا ہر طبقہ دین کی خدمت میں لگا ہوا تھا امراء وسلاطین مالی خدمت کرتے تھے علماء کتاب و

ے پڑھاتے تھے اور صلحاء کتاب وسنت پر عمل سکھاتے تھے یہی وجہ تھی کہ دین روز بروز ترقی کر رہا تھا اور آج ہر طبقہ اپنی اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے دین اسلام کو نقصان پہنچا رہا ہے اور ہر طبقہ ایک دوسرے سے متنفر ہے یہی وجہ ہے کہ دین روز بروز گھٹتا چلا جا رہا ہے امراء سلاطین کو علماء سے نفرت ہے۔ علماء سے صلحاء کو اور صلحاء سے علماء کو۔ فرمایا میں الحمدللہ ہر مسلمان کو اپنے سے اونچا سمجھتا ہوں اور کسی کو حقیر نہیں سمجھتا ہوں مومن مومن کیلئے آئینہ ہے کسی کو حقیر نہ سمجھو مقصود اصلاح ہے تحقیر نہیں۔

علماء صلحاء کا اور صلحاء علماء کا اکرام کریں

فرمایا کس قدر افسوس ہے اس زمانہ کے علماء پر اور صلحاء پر کہ ایک دوسرے کا اکرام نہیں کرتے حالانکہ پہلے زمانہ کے علماء کا یہ طریقہ تھا کہ اگر کوئی شخص کسی عالم سے مسئلہ پوچھنے آتا تو دریافت فرماتے تم کہاں سے آئے ہو؟ جب وہ بتلاتا کہ فلاں جگہ سے تو وہ عالم فرماتے کہ تمہارے محلّہ میں تو مجھ سے بڑا فلاں عالم ہے تو اس سے مسئلہ پوچھو اور جب کسی بزرگ سے کوئی بیعت ہونے کو آتا تو فرماتے کہ فلاں بزرگ مجھ سے زیادہ صاحب نسبت ہیں ان سے بیعت ہو جاؤ۔

اعتقاد کی برکت

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ سنایا کہا کہ ایک شخص پیر کامل کی تلاش میں تھا اور کمال کا معیار اس کے ذہن میں یہ تھا کہ پیر سید بھی ہو عالم بھی ہو۔ خوبصورت بھی ہو اور کامل بھی ہو۔ بہت تلاش کی مگر ایسا جامع صفات پیر اس کو نہ ملا بالآخر تھک کر اس نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ آج صبح سویرے سویرے

نکلوں گا۔ اور جو بھی سب سے پہلے ملے گا اس کو پیر بنا لوں گا۔ دیکھا خیالات کی جولانی۔ یا ایسے پیر کی تلاش یا معیار گرایا تو اتنا گرایا۔ بہرحال صبح سویرے جو نکلا ایک ڈاکو ڈاکہ ڈال کر واپس آ رہا تھا اس کو دیکھ کر پکڑ لیا اور کہا حضور مجھے اپنا مرید بنا لیں اس نے عذر کیا کہ میں اس قابل کہاں ہوں اس نے اس کو کسرِ نفسی پر محمول کر کے پھر کہا کہ نہیں حضور مجھے ضرور مرید بنا لیجئے۔ غرضیکہ ادھر سے اصرار بڑھا اُدھر سے انکار۔ اور جتنا وہ انکار کرتا تھا اتنا ہی اس کا اعتقاد بڑھتا تھا۔ آخر جب ڈاکو نے دیکھا کہ یہ پیچھا چھوڑنے والا نہیں ہے اور اس کو اپنی گرفتاری کا ڈر ہوا تو اس نے کہا اچھا جاؤ تم ہمارے مرید ہو اور ایک قریبی مسجد کی طرف اشارہ کر کے کہا جاؤ وضو کر کے نماز پڑھو اور جب تک ہم آواز نہ دیں سجدے سے سر نہ اُٹھانا۔ طلب صادق تھی اور یقین پختہ عمل کیا اور سجدے میں پڑے پڑے تین دن گزار دیئے کیونکہ ڈاکو تو پیچھا چھڑا کر چلتا بنا آواز کون دیتا آخر اس کی طلب اور اعتقاد پر خدا تعالیٰ کو رحم آیا اور اس ڈاکو کو آواز آئی کہ جاؤ اس شخص کو اُٹھاؤ آج اس کو تین دن ہو گئے ہیں، سجدہ میں پڑا ہوا ہے یہ آواز سن کر ڈاکو وہاں آیا اور دیکھا کہ وہ بدستور سجدے میں پڑا ہوا ہے۔ اس نے آواز دی کہ سر اُٹھاؤ اس نے شیخ کی آواز سن کر سر اُٹھایا اب شیخ کو الٹا مرید سے اعتقاد ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے دونوں کو اپنے کرم سے نواز دیا تو معلوم ہوا کہ اس راہ میں اعتقاد سب سے بڑا رکن ہے یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جن کو اعتقاد تھا باہر سے آ کر کامیاب ہو گئے اور جن کو اعتقاد نہیں تھا وہ مکہ میں رہ کر ناکام رہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

حسن زبصرہ بلال از حبش صہیب از روم
زخاک مکہ ابوجہل ایں چہ ابو العجمی است

ترجمہ: حسن بصرہ کے رہنے والے تھے بلال حبش کے رہنے والے صہیب روم کے رہنے والے۔ اولیاء بن گئے مگر ابوجہل کا اعتقاد نہ تھا محروم رہا سلمان فارسی کے رہنے والے ہیں مگر حضور ﷺ ان کے متعلق فرماتے ہیں (سلمان منامن اهل بیت) آپ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اہل بیت میں شمار فرماتے ہیں یہ سب اعتقاد کی برکت ہے۔

بیعت وطریقت

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ تمام مشائخ سے جداگانہ تھا دوسرے مشائخ کرام کا یہ دستور ہے۔ جوکوئی طالب بن کرانکی خدمت میں آتا ہے اسے داخل سلسلہ کرتے ہیں لیکن حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ برسر منبر یعنی منبر پر بیٹھ کر جہاں بھی ہوتے جہاں بھی تشریف لے جاتے بیعت کی ازخود دعوت دیتے اور یوں فرماتے ہے کہ کوئی طالب مولیٰ وہ آئے سلسلہ میں بیعت کرے پھر یوں فرماتے یہ وہ زمانہ نہیں کہ لوگ اس مقصد کے لئے خود آئیں گے جب وہ فرض نمازیں ہی نہیں پڑھتے اور منکرات سے نہیں بچتے وہ خود کیا آئیں گے اس لئے ان کو دعوت دینا ہے اور طالب بنانا چاہیے ہوسکتا ہے ہماری دعوت کو وہ قبول کرے اور تجربہ شاہد ہے کہ ہمارے سلسلہ میں آنے کے بعد لوگوں کی کایاپلٹ گئی لوگ کہتے ہیں کہ کنوئیں پر پیاسا جاتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ تم بادل بن جاؤ اور پیاسوں کے گھروں پر جاکر پانی برساؤ اس ... بڑی تاثیرات دیکھنے میں آئی ہیں کئی ڈاکوؤں نے تائب ہوکر اپنی زندگی کے رخ موڑ دیئے سودی کاروبار کرنے والوں نے سود جیسی لعنت سے توبہ کرلی ہے اور آج

رزق حلال کمانے میں مصروف ہیں اور پہلے سے زیادہ خوشحال ہیں اور فرماتے تھے ایک کپڑا اگر دس روپے کا ہے اور اس میں نو روپے حلال کے ہیں اور ایک روپیہ حرام کا ہے اور اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی ہماری بیعت طریقت کا ایک جال ہے جس کے ذریعے ہم لوگوں کو شریعت میں لگاتے ہیں ہمارے حضرات فرمایا کرتے تھے ہماری طریقت کا تانا بانا شریعت ہے اگر کوئی شخص ہوا میں اڑتا ہوا یا پانی پر چلتا ہو یا ان واحد میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہو۔ ان کا عمل شریعت کے خلاف ہو وہ بالکل قابل التفات نہیں ہے ہمارے کسی بزرگ سے کہا گیا کہ فلاں آدمی ہوا میں اُڑتا ہے انہوں نے کہا مکھی اور مچھر بھی ہوا میں اڑتے ہیں کہا گیا فلاں آدمی پانی پر چلتا ہے فرمایا مینڈک اور مچھلی بھی پانی پر تیرتے ہیں اور کہا گیا کہ فلاں آدمی ان واحد میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے فرمایا کہ شیطان بھی ان واحد میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ کوئی کمال نہیں بلکہ کمال تو یہ ہے کہ آدمی حضور پرنور سید الوجود ﷺ کی سنن مقدسہ کی پیروی کرے۔

خلاف پیغمبر کسے راگزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

فرمایا کہ قرب الٰہی کی راہیں بعدد انفاس خلائق ہیں مگر سب کی سب شریعت وسنت کے پل کے نیچے سے گزرتی ہیں ہماری بیعت کیلئے یہ شرطیں ہیں جن کو آپ نے قبول کرنا ہوگا۔ نہ ڈاڑھی کترانا اور نہ مونڈوانا ہوگا انگریزی بال اور حقہ سگریٹ چھوڑنا ہوگی۔ سینما بھی چھوڑنا ہوگی اگر ہماری شرائط منظور ہیں تو بیعت کریں اور شریعت کی پابندی اپنے پر لازم کریں اگر آپ نے نمازیں چھوڑی ہوئی ہیں تو نمازوں کی پابندی کریں چھوڑی ہوئیں

نمازوں کی قضاء کریں اور یہ گناہ توبہ سے معاف نہیں ہوگا۔ اگر آپ نے لوگوں کے حقوق ضائع کئے ہیں تو ان کے حقوق ادا کریں یا ان سے معافی مانگیں یہ گناہ توبہ سے معاف نہیں ہونگے حقوق العباد کا ادا کرنا بڑی اہم چیز ہے۔ اسکو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کریگا۔

ہمارے سلسلہ کی بیعت۔ بیعت توبہ ہے انسان کو چاہیے کہ کسی متبع سنت شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ کا عہد کرے کہ جب تک زندہ رہوں گا شریعت کی پابندی کرونگا اور کوئی گناہ نہیں کرونگا اگر کوئی گناہ ہوگیا تو جلدی سے جلدی توبہ کرونگا۔

شیخ کیلئے ضروری ہے کہ وہ عالم باعمل ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو۔ یعنی شریعت کے تمام احکام کہنے والا اور تمام منکرات سے روکنے والا ہو۔ اور نفس کے عقبات اور اسکی گھاٹیوں سے گزر چکا ہو اور اس کا سلسلہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ متصل ہو ہمارے حضرت قریشی رحمتہ اللہ علیہ سنن مقدسہ کی پیروی میں اپنے زمانے میں بے مثال تھے یہ عاجز واقعہ بیان کرتا ہے۔

واقعہ

ایک مرتبہ حضرت قریشی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ کے لنگر خانہ میں بھونڈ کا چھتہ لگ گیا۔ لنگر کے خادم نے کسی چیز پر آگ لگا کر اس کے چھتہ کو جلایا اس کی آگ سے سارا لنگر خانہ جل گیا اور سارا سامان بھی جل گیا۔ حضرت کو اس کی خبر دی گئی تو حضرت قریشی رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ نہیں فرمایا۔ لنگر خانے کا خادم خوف کی وجہ سے بھاگ گیا۔ کئی روز غیب رہا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ حضرت نے اسکا کوئی اثر نہیں لیا تو پھر اپنے

کام پر واپس آ گیا۔ حضرت نے اسے کچھ نہ فرمایا حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مقام تسلیم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر خوش رہنا حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا سنن مقدسہ کو زندہ کرنے اور ان پر عمل کرنے کا اس قدر اہتمام تھا کہ یہی لنگر خانے کا خادم ایک مرتبہ ڈاڑھی کٹوا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت غصہ میں آگ بگولا ہو گئے اور فرمایا نکل جاؤ ہماری خانقاہ سے۔ تم نے ہمارا دل دکھایا ہے اور اسکو خانقاہ سے نکال دیا۔ یعنی سارے لنگر خانہ اور لنگر کے سارے سامان جلانے پر کچھ نہ کہا اور ایک سنت کو ترک کرنے پر اس کو خانقاہ سے خارج کر دیا۔

واقعہ

یہ ہے کہ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد بنانے کیلئے کچی اینٹیں پکوائی۔ شاید کہ یہ خیال ہوگا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی مسجد کچی بنائی۔ میں بھی اپنی مسجد کچی بناؤں۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا۔ کسی زمیندار کا کھال ادھر سے گزرتا تھا وہ ٹوٹ گیا۔ اس کا پانی اینٹوں میں آیا وہ سب گارا بن گئیں کسی نے جا کر حضرت سے کہا۔ کہ حضرت مسجد کی تمام اینٹیں گارا بن گئیں یہ سن کر حضرت ہنس پڑے اور خوب ہنسے اور اپنی سرائیکی زبان میں فرمایا" جڈاں امیر دا سودا فقیر نال تھیندے، کچی گھندے تے پکی ڈیندے" یعنی جب امیر کا سودا فقیر سے ہوتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کچی لیتا ہے پکی دیتا ہے۔ عاجز کہتا ہے کہ یہ مقام رضا ہے۔ الحمد اللہ ہمارے حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ مقام رضا اور مقام تسلیم دونوں پر فائز تھے۔

آمدم برسر مطلب

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دار العلوم کورنگی حاضر ہوا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت آپ آتے ہیں لوگوں کو بیعت ہونے کیلئے عام دعوت دیتے ہیں ہزاروں کی تعداد میں لوگ بیعت ہو جاتے ہیں پھر آپ مدینہ منورہ چلے جاتے ہیں۔ بیعت شدہ لوگ یہاں رہ جاتے ہیں نہ پیر مرید سے ملتا ہے نہ مرید پیر سے اصلاح کیسے ہوگی۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہماری بتلائی ہوئی باتوں پر کسی نے پورا عمل نہیں کیا اور ہماری بتلائی ہوئی تین تسبیحات (استغفار سو دفعہ، درود شریف سو دفعہ اور کلمہ تمجید سو دفعہ) کو صبح شام پڑھ لیا۔ تو انشاء اللہ ہمارا کام بن گیا۔ اور جسکے مقدر میں ہوگا وہ ہم سے رابطہ بھی رکھے گا اور ہمارے سلسلہ کے اسباق کی تکمیل بھی کرے گا۔ یہ سنا کر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا واقعی حضرت مدنی کی بات تجربہ سے درست ہے اور ان کے سلسلہ میں داخل ہو کر بہت لوگوں کی اصلاح ہوئی اور بہت سے علماء بھی ان کے سلسلہ میں داخل ہوئے اور یہ حقیقت ہے کہ جس سلسلہ میں علماء داخل ہو جاتے ہیں وہ سلسلہ بدعات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

بیعت کا مقصد یعنی بیعت کس غرض سے اور کس مقصد کیلئے کی جاوے

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے بارے میں حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ بار بار اپنی مجلسوں میں فرمایا کرتے تھے کہ بیعت

کا مقصد یہ ہے کہ بیعت کرنے کے بعد بیعت کرنے والے میں یہ بات پیدا ہو جائے یعنی بیعت کرنے والے کیلئے شریعت کا ہر عمل اس کی طبیعت کا تقاضا ہو جائے۔ جیسا پیاس کے وقت پانی کو جی چاہتا ہے اور بھوک کے وقت کھانا اس کیلئے مرغوب ہو جاتا ہے دھوپ کے وقت سایہ میں بیٹھنا اور گرمی کے وقت ٹھنڈی جگہ پر پہنچنے میں طبیعت کا تقاضا ہوتا ہے اور بغیر کسی کے کہے ان اعمال کو طبیعت کے تقاضے پر آدمی کرنے لگتا ہے اسی طرح شریعت کے ہر حکم پر بغیر کہے آدمی خود بخود عمل کرنے لگتا ہے اور احکام شرع بجالانے میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتا اور اکثر و پیشتر حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے ساری شریعت شربت کا گلاس بن جائے اور میں سارے کا سارا پی جاؤں اور اللہ کی نافرمانی سے ایسی نفرت ہو جائے جیسا گندگی اور بدبو سے۔ کہ آدمی اس سے خود بچتا ہے کسی کو کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ میں اپنے مخلصین اور محبین کو یہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراہیم آیت ۳۴)

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہیں کر سکو گے۔

مگر یہ ایک بات بھی سب سے بڑی نعمت سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے دل میں یہ بات القاء کردے کہ فلاں جگہ جاؤ وہاں میرا فلاں بندہ ہے اس سے فیض حاصل کرو یہ ایک نعمت ہے پھر بندہ وہاں پہنچ جائے دوسری نعمت ہے اس نیک بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر توبہ کرلے یہ تیسری نعمت ہے۔ ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد کچھ حاصل کر کے اپنی اصلاح کرے یہ چوتھی نعمت ہے پھر اس پر استقامت کے ساتھ قائم رہے یہ

پانچویں نعمت ہے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں آپ کو یہ نہیں کہتا کہ میرے ہاتھ پر بیعت کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بزرگان دین ہر جگہ موجود ہیں۔ میں تو آپ کو صرف دعوت الی اللہ دے رہا ہوں نہ کہ دعوت الی النفس۔ مدینہ منورہ سے میں نے جب پاکستان کے سفر کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی یا اللہ میرا یہ سفر آخرت کیلئے ہو۔ جن بندگان خدا کو مجھ سے فائدہ پہنچے وہ میرے لئے ذریعہ نجات ہوں لہٰذا میں نے اس سفر کا نام اس مناسبت سے سفر آخرت رکھا ہے۔

نشان تکمیل سلوک

خواجہ محمد مظہر رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ احمد سعید دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جب دہلی پر انگیزوں نے قبضہ کر لیا اور آپکو اپنا جھنڈا لٹکانے پر پابندی لگا دی تو آپ خانقاہ کی چابی حضرت ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے حضرت احمد سعید رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دن طائف شریف میں ذکر کے حلقے کے بعد فرمایا کہ الحمدللہ فقیر کے دل میں غیر اللہ سے نہ نفع کی امید ہے اور نہ ضر کا خوف ہے اور منہیات سے طبعی نفرت پیدا ہوگئی ہے اور اطاعت سے طبعی رغبت پیدا ہوگئی ہے اور مدح و ذم میرے لئے یکساں ہیں کیونکہ مومن کے قلب پر جب تجلیات ذات الٰہی کا پرتو ہوتا ہے تو وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے اور فناء قلبی پیدا ہو جاتی ہے عرض کیا گیا کہ حضرت آپ پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ نعمت عظیمہ وہبی ہے جس کو چاہے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے لیکن اس کے حصول کیلئے ایک وسیلہ اور سبب ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کسی شیخ کامل مکمل صاحب سنت سے اپنا تعلق پیدا کرے اور عقیدت ٹھیک رکھے اپنے شیخ کے ہر شرعی حکم پر لبیک کہے۔

واقعہ

احمد پورلمہ جو صادق آباد سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ایک قصبہ ہے وہاں کے ایک بڑے زمیندار شیخ نبی بخش کے لڑکے کی شادی میں حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے جس کی صورت یوں بنی کہ دعوت دینے کیلئے شیخ صاحب کراچی آئے اور حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی کہ میرے لڑکے کی شادی ہے آپ اس میں شرکت فرمائیں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں بیمار ہوں ڈاکٹر نے سفر سے منع کر دیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ ہوائی جہاز کے ذریعے سفر کر سکتے ہیں صادق آباد میں جہاز نہیں جاتا میں معذور ہوں آپ عبداللہ شاہ کو لے جائیں۔ شیخ صاحب نے کہا حضرت میں تو آپ کیلئے آیا تھا میں آپ کا مرید ہوں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آپ ہمارے مرید نہیں ہو ہمارا مرید ڈاڑھی رکھتا ہے اور تم ڈاڑھی نہیں رکھتے۔ شیخ صاحب نے کہا اب رکھوں گا یہ سن کر حضرت نے فرمایا نہیں تم کئی دفعہ وعدہ کر چکے ہو۔ شیخ صاحب نے کہا میں سید عبداللہ شاہ صاحب کی ضمانت دیتا ہوں تو حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں یہ ضمانت منظور نہیں ہے اس پر شیخ صاحب نے کہا میں قرآن کو ضامن بناتا ہوں میں ڈاڑھی ضرور رکھوں گا یہ سن کر حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اب ہم ضرور جائیں گے چنانچہ وعدہ پورا فرمایا اور ان کے بیٹے انور کا نکاح خود پڑھایا۔ اس دعوت میں سردار غلام حیدر خان لغاری بھی رحیم آباد سے آئے تھے ان کی ڈاڑھی مونڈی ہوئی تھی حضرت سے ملے۔ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا غلام حیدر ڈاڑھی رکھ لو تمہاری بیماری دور ہو جائے گی ہمت کرو۔ یہ کام کر لو انشاء اللہ تمہاری بیماری دور ہو جائے گی۔

واقعہ

ماچھی گوٹھ صادق آباد سے تقریباً تین میل پر ایک گاؤں ہے یہاں پر ہمارے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرید حاجی محمد مراد ماچھی مرحوم کے ہاں دعوت پر تشریف لائے۔ حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اور صادق آباد کی جماعت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینے کیلئے گئی ہوئی تھی۔ یہاں ان کے صاحبزادے ان کا مجھے نام یاد نہیں ہے۔ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کرنے لگے حضرت اتنے سال سے میں حضرت محمد ﷺ کی زیارت کیلئے وظائف پڑھ رہا ہوں جو کوئی مجھے بتاتا ہے وہی میں پڑھتا ہوں لیکن حضور ﷺ کی زیارت نہیں ہوتی مقصد یہ تھا کہ آپ بھی مجھے کوئی وظیفہ بتائیں جسے میں پڑھوں اور حضور ﷺ کی زیارت ہو جائے اس کے جواب میں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا داڑھی رکھنے کا تم وعدہ کرو حضور ﷺ کی زیارت ہم کرا دیتے ہیں یہ سن کر بدقسمت خاموش ہو گیا حالانکہ بوڑھا تھا بوڑھے آدمی کے داڑھی مونڈی ہوئی بڑی لگتی ہے۔ اس کے رخسار اور کھال میں جھریاں پڑی ہوتی ہیں۔

واقعہ

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب پہلی دفعہ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ صادق آباد تشریف لائے تو یہاں پر صادق آباد میں چوہدری غلام نبی مرحوم فیصل آباد والوں نے بیان کیا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا

کا کہ اُحد پہاڑ مدینے سے صادق آباد آ گیا ہے میں حیران تھا یہ کیا خواب دیکھا ہے صبح رئیس محمد غازی مسجد سے اعلان ہوا کہ مولانا عبدالغفور صاحب مدینے سے تشریف لے آئے ہیں میں زیارت کیلئے پہنچا اور حضرت سے بیعت ہو گیا۔ مجھ سے کہنے لگے اس خواب کا کیا مطلب ہوا میں نے کہا احد پہاڑ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا نُحِبُّه۔

ترجمہ: یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہوا مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ ایسی شخصیت ہیں جو حضور اکرم ﷺ سے محبت کرتے ہیں کبھی کبھی حضرت اس بات کا اشارہ دیتے تھے اور اپنے بیان میں فرمایا کرتے تھے۔

وَمَنْ يَّكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُه، ...... فَلْفُتْحُ مِنْ جُنْدِهٖ وَنَصْرُ وظَفَرُوْا

ترجمہ: جس شخص کی امداد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہو جاوے مدد و کامیابی اسکے لشکر بن جاتے ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے میں جب مدینہ منورہ چھوڑ کر ادھر آتا ہوں اجازت سے آتا ہوں اور پاکستان اس لئے آتا ہوں کہ یہاں کے لوگ ہماری تبلیغ اور ہماری دعوت کو قبول کرتے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے یہ ہمارا وطن ہے اس لئے بھی آتا ہوں۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے یہ ملک غریب مشہور ہے اگرچہ ہمارے لئے غریب نہیں ہماری جماعت جنوبی افریقہ اور انگلینڈ وغیرہ ملکوں میں بھی ہے وہ ہمیں دعوت بھی دیتے ہیں لیکن ہم اس لئے نہیں جاتے کہ لوگ یہ کہیں گے پیسے لینے کیلئے ان ملکوں میں جاتا ہے۔

واقعہ

حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ صاحب مرحوم (جمالدین والی) پر حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی خاص توجہ تھی جس کے اثر سے انہوں نے ڈاڑھی مونڈوانا چھوڑ دی۔ جس کا اثر یہ ہوا پہلے وہ ڈاڑھی مونڈاتے تھے ترکی ٹوپی اوڑھتے تھے اور پھر ان میں انقلاب آیا۔ ڈاڑھی رکھ لی بیعت کے بعد سر پر پگڑی باندھنے لگے اور قلبی ذکر یعنی لطیفہ قلب انکا ذاکر ہوگیا زبردست انقلاب آیا اور ان پر رقت طاری ہوتی تھی۔ ہم جیسے فقراء کی خاص عزت کرتے تھے اور اصرار کرتے تھے میرے یہاں آیا کرو میں بہت کم جاتا تھا۔ ایک دفعہ میں گیا اور جماعت کے آدمی بھی میرے ساتھ تھے مخدوم صاحب ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ان کے کسی ملازم نے کہا سائیں ڈپٹی کمشنر صاحب آئے ہوئے ہیں اور آپ کے انتظار میں مخدوم صاحب نے اس کو کہا یہ میرے آخرت کے ساتھی ہیں۔ وہ میری دنیا کا ساتھی ہے میں انکو چھوڑ کر نہیں آسکتا۔ میرے بھائی مولوی حاجی محمد الیاس (جو بعد میں مکہ مکرمہ جا کر وہیں مقیم ہو گئے تھے اور اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ مکہ مکرمہ کے قدیمی قبرستان میں حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر کے ساتھ دفن ہوئے) کہا کہ مولانا عبدالغفور صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی طرف لوگوں کا رجوع زیادہ تر اس لئے ہوا کہ وہ مدینے کے رہنے والے ہیں اور مدینے سے آئے ہیں مخدوم صاحب نے کہا یہ بات نہیں مدینے سے بہت لوگ آتے ہیں مگر اُن میں کوئی تاثیر نہیں یہ واقعی صاحب تاثیر بزرگ ہیں بقول سید حشمت علی حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے مخدوم صاحب کو خط لکھا کہ اپنا سب کچھ وارثوں کے

حوالے کر کے چھ ماہ کیلئے میرے پاس آ جاؤ میں آپ کو ولی بنا دوں گا خط کے جواب میں مخدوم صاحب نے یہ لکھا کہ میں برادرم سید عبداللہ شاہ صاحب سے سلوک کی منزلیں طے کر رہا ہوں جب یہ خط حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا (بقول سید حشمت علی) کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ خط پڑھ کر ہنس پڑے اور فرمایا کہ مخدوم صاحب کی بدقسمتی پر ہنسی آئی چھ مہینے بھی تحصیل ولایت کے لئے قربان نہیں کر سکے معلوم ہوا کہ جب کسی کی قسمت میں نہ ہو تو پھر پیر کے چاہنے سے بھی کچھ نہیں ملتا۔

واقعہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ گڑھی بیگوہ کے بڑے زمیندار حاجی جندوڈا مرحوم نے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو بستی میں آنے کی دعوت دی۔ دعوت پر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور یہاں سے جماعت کے لوگ بھی بغیر دعوت کے خود چلے گئے اور گرد و نواح کے لوگ بھی بہت اکٹھے ہو گئے جم غفیر تھا جو بن بلائے وہاں پہنچ گیا۔ یہ ناکارہ اپنی نفسانیت کی وجہ سے نہیں گیا وجہ یہ ہوئی

حاجی جندوڈے سے میرے مراسم تھے اور اس نے مجھے دعوت نہیں دی تھی جب صادق آباد کی جماعت وہاں پہنچی جماعت کے حضرات سے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا۔ مولوی ادریس نہیں آیا انہوں نے عرض کی حضرت بال بچوں والا ہے دوکان کھولی ہے وہاں اس میں مشغول ہے حضرت نے فرمایا کیوں رئیس غازی خان ان کو کچھ نہیں دیتا انہوں نے کہا وہ نہیں لیتے یعنی مسجد کی خدمت اللہ کے واسطے کرتے ہیں یہ سن کر فرمایا اللہ ان کو بہت دے گا۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے

کہ حضرت کا فرمان ہے کہ من وعن اللہ جل شانہ و عم نوالہ نے پورا
فرما دیا اس ناچیز کو اللہ نے اتنا دیا کہ تصور بھی نہیں کر سکتا خدا کا شکر ہے یہ فقیر اس وقت بیشتر
علماء کا محصول ہے اور علماء ہی نہیں بلکہ یہاں کے امیر ترین بھی اس میں شامل ہیں اللہ نے
اپنے فضل سے سب کچھ دے دیا کون سی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس
ناکارہ کو نہیں دی یہ ناکارہ اپنے رب کی لا متناہی نعمت پر شکر کرنے سے قاصر ہے۔ اگلے
دن صادق آباد واپس آئے تو میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ پر سلام کے لئے
حاضر ہوا تو فرمایا مولوی ادریس تم گڑھی بیگوہ نہیں آئے میں نے نزلے کا عذر کیا۔
حضرت کو میری اندرونی کیفیت کا کشف ہو گیا۔ یعنی میں تو اس وجہ سے نہیں گیا کہ
حاجی جندوڈا نے دعوت نہیں دی تھی۔ اور یہ بات میرے سوا کوئی نہیں جانتا تھا الغرض
میرا یہ عذر سن کر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی ادریس صادق آباد میں ہم آپ
کے مہمان ہوتے ہیں خواہ کہیں رہیں خواہ کہیں جائیں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی
رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب تھا یہ خیال کیا کر مجھے کون بلاتا ہے کون نہیں ہم تو تمہارے مہمان ہیں
بلکہ تو ہمارا میزبان ہے از خود تیرا فرض ہے تو ساتھ جایا کرے خواہ کوئی بلائے یا نہ بلائے۔

واقعہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا عبدالغفور
مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت مقامی زمیندار حاجی عبدالعزیز فیکٹری کے منیجر نے کی میں نے
حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضرت کچھ مستورات بیعت
ہونے کی خواہش مند ہیں اگر اجازت ہو تو راستے میں ایک مکان میں ان کو جمع کر دیا

جائے حضرت نے فرمایا ہم جائیں گے چنانچہ جماعت تو ان کے ہاں چلی گئی اور میں حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ مستورات میں چلا گیا محلے کی بہت مستورات آئی ہوئی تھیں حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کو پردے کے ساتھ بیعت فرمایا جب بیعت سے فارغ ہوکر گھر سے باہر آئے تو کسی عورت نے دو روپے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ کو ہدیہ بھیجا۔ اس لانے والے نے مجھے دے دیئے روپے تو میں نے لے لئے لیکن مجھے غیرت آئی کہ میں حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کو دو روپے دوں۔ ہاتھ میں لئے رکھے حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ چلتا رہا پھر ذہن میں یہ بات آئی کہ اپنے پاس رکھنے کا کوئی جواز نہیں آخر دل میں آیا کہ حضرت سے کہہ دوں حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ لیں گے تو کیا یہی فرمائیں گے رکھو تم اپنے پاس آخر میں نے عرض کی حضرت مستورات میں سے یہ دو روپے آئے ہیں تو حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا لاؤ ہم تو دو حلل بھی لے لیتے ہیں ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے پاس کسی کی امانت آئی ہے اور ہم اس کو امانت سمجھ کر رکھ لیتے ہیں معلوم یہ ہوا کہ حضرت کو میری دلی کیفیت جو دو روپے کے متعلق تھی اسکا جواب دے دیا اور فرمایا جو ہمارے پاس آتا ہے ہم اس کو جمع نہیں کرتے بلکہ خرچ کرتے ہیں حضرت پیر جی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمتہ اللہ علیہ اکثر و بیشتر اپنے بیانات میں فرمایا کرتے تھے مدینہ منورہ میں ہمارے پاس ایک درویش آیا وہ کہنے لگا مولانا عبدالغفور میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں وہ یہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ معاملہ رکھیں کہ دیئے جاؤ لئے جاؤ۔ الحمدللہ میں نے اس بات کو پلے باندھ لیا۔

واقعہ

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو عیدگاہ صادق آباد کے مدرسے میں اس وقت کے مہتمم مولانا عبدالکریم رحمانی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسے میں آنے کی دعوت دی حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمائی اور حضرت کی عادت مبارک یہ تھی کہ عربی مدارس کی جہاں تک ہوسکتا تھا مدد کیا کرتے تھے اور مدد کرایا بھی کرتے تھے فرمایا کہ یہاں کے علماء یعنی پاکستان کے علماء ربانین ہیں اور باہر کے علماء شریعت کے اتنے پابند نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کی شکلیں بھی نصاریٰ جیسی ہیں اور ڈاڑھی جیسی سنت موکدہ کے تارک ہیں۔ الغرض جو بھی مدرسے والے مدرسے میں آنے کی دعوت دیتے تھے بخوشی آپ جاتے تھے یہاں بھی مدرسہ میراں شاہ میں مولوی محمد عثمان مرحوم کی دعوت پر کچے راستہ پر صعوبت کے ساتھ پہنچے اب جہاں تک میرے علم میں ہے جتنے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پیسے تھے بغیر گنے مدرسے میں سب دے دئے۔ کراچی میں مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مدرسے میں آنے کی دعوت دی اور حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ مدرسے کی کسی تعمیر میں ایک لاکھ روپے کی ضرورت ہے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا اور حاضرین کو مدارس عربیہ اسلامیہ میں عطیات دینے کی ترغیب دی اور فرمایا کہ یہاں مدرسے کے فلاں حصے کی تعمیر کیلئے ایک لاکھ روپے کی ضرورت ہے اور یہ فرما کر صدری کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور جو کچھ حضرت کے پاس تھا وہ پیش فرما دیا بس پھر لوگوں کا یہ حال تھا کہ دینے والوں نے پیسوں کی بارش کر دی مجھے یاد ہے کہ جب رقم کو گنا گیا تو نوے ہزار

آ چکے تھے۔ اسی طرح دار العلوم کورنگی میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو مدرسہ آنے کی دعوت دی۔ ایک مخلوق تھی جو وہاں آئی ہوئی تھی میلے کا سماں تھا۔ مسجد میں بیان ہوا اور حضرت کے بیان سے پہلے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کا تعارف ان الفاظ میں کرایا۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حضرت کی تعریفیں کیں وہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلبی تاثرات تھے جو زبان سے فرما رہے تھے اس کے بعد حضرت سے بیان کی درخواست کی حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ مسنونہ پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا نہ میں شیخ ہوں نہ میں شیخ المشائخ ہوں نہ مولانا ہوں نہ مولوی اگر ان حضرات کی تراب نعلیں ہو جاؤں تو میرے لئے یہی فخر ہے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے جو کچھ فرمایا یہ ان کی محبت ہے میں کچھ بھی نہیں باقی تقریر تو یاد نہیں رہی۔ البتہ یہ بات یاد ہے کہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس مدرسے میں غالبًا دار الحدیث کے لئے دس کمروں کی ضرورت ہے اپنی جیبوں میں سے نوٹ نکالتے ہوئے فرمایا یہ میری طرف سے ہیں باقی جس کے پاس جو کچھ ہو اس ضرورت میں دے دے۔ اس ناکارہ کے پاس جیب میں صرف پانچ روپے تھے بخیلی مجھ پر غالب آئی یہ سوچ کر کہ بہت کچھ ہو رہا ہے میں نے اپنی ضرورت کیلئے رکھ چھوڑے جس کا مجھے آج تک افسوس ہے کہ شیخ کی اپیل پر نہ دے سکا لیکن گیا وقت پھر آتا نہیں۔ اسی وقت حاجی حبیب پاکولا والے مرحوم کھڑے ہو گئے اور اعلان کیا ایک کمرہ حضور (حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف سے بن جائے گا۔ اس اعلان کے بعد پھر کیا تھا کمروں کمروں کا اعلان ہونے لگ اب مجھے یاد پڑتا ہے دس کمرے اسی مجلس میں مکمل ہو گئے اور نقد رقوم جو

آ ئیں اس کی مجھے خبر نہیں وہ کتنی ہوگی اس کا تو مدرسے والوں کو علم ہوگا الغرض بات مدرسہ عیدگاہ صادق آباد کی چل رہی تھی حضرت وہاں تشریف لے گئے یہ مسکین بھی حضرت کے ہمراہ تھا اور میرے بھائی مولانا محمد الیاس مرحوم رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے حضرت نے مولانا عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ سے علمی سوال کیا مولوی عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی سے کہا آپ مولوی ادریس سے پوچھیں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ علیہ نے فرمایا یہ تو محدث ہے اور مفسر ہے یہ سوال اس سے پوچھنے کا ہے۔ غالباً سوال قانون فلسفہ کا تھا مجھے یاد پڑتا ہے کہ مولوی عبدالکریم مرحوم رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دینے سے قاصر رہے۔

واقعہ

رئیس محمد غازی مرحوم کی اس وقت ڈاڑھی مونڈی ہوئی تھی۔ اور بڑی بڑی مونچھیں تھی لیکن عبادت اور سخاوت میں مشہور تھے اپنی بستی بھونگ میں مسجد کے افتتاح کیلئے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے منظور فرمائی اور رئیس صاحب نے بہت اہتمام کیا انواع واقسام کے کھانے تھے سڑکوں پر جھنڈیاں لگوائی تھیں۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے اندر داخل ہوئے مسجد کے نچلے حصہ کو دیکھا جو سونے کے پانی سے بنایا گیا تھا سید عبداللہ شاہ صاحب نے پشتو میں کہا چھت کو بھی دیکھو چھت پر شیشے کی خوبصورت ٹکڑیاں جڑی ہوئی تھیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور جمعہ سے پہلے خطبہ دیا اور خطبے میں ایک حدیث تلاوت کی جس کا مضمون یہ تھا جو شخص دنیا میں شہرت اور ناموری کیلئے نہیں بلکہ اللہ کو خوش کرنے کیلئے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اسکے

لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا اس ناچیز نے تو پڑھا بھی تھا اور سنا بھی

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔

ترجمہ: جس نے اللہ کے واسطے مسجد بنائی اللہ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔

جو حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ جیسی مسجد بنائے گا اللہ ویسا ہی جنت میں گھر بنائے گا یہ حدیث نہ میں نے پڑھی تھی نہ سنی بہر حال میں اس کوشش میں تھا کہ معلوم کروں یہ حدیث کہاں ہے اللہ نے میری کوشش اپنے فضل سے با آور فرمائی۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دن ابن ماجہ کا مطالعہ کر رہا تھا یہ حدیث وہاں دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی بفضلہٖ تعالیٰ حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ حدیث پر بھی خاصا عبور رکھتے تھے جس جگہ بیان کیلئے تشریف لے جاتے موقع کے لحاظ سے حدیث شریف بیان فرماتے چنانچہ مجھے یاد ہے کراچی میں قرآن پاک کی تعلیم کا ایک مدرسہ تھا جس میں وہاں کے منتظمین نے حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث وہاں پر پڑھی وہ بھی سا ناچیز کیلئے نئی تھی جو یہ ہے راوی کو میں بھول گیا حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اشراف امتی حاملة القرآن۔

ترجمہ: میری امت کے معززین قرآن کے حامل ہوں گے۔

حاملین قرآن کا مطلب علماء کرام نے یہ بتایا ہے ۱) حاملین قرآن وہ ہیں جو قرآن پاک کی تعلیم سکھائیں خواہ الفاظ یا معنی یا عمل۔ ۲) وہ جو قرآن کو یاد کرتے ہیں۔ ۳) وہ جو قرآن پر عمل کرتے ہیں۔

مہ یہ ہے کہ عزت والے وہ حضرات ہیں جو اپنے اوقات کو قرآن پاک کے سیکھنے اور سکھانے میں صرف کرتے ہیں۔ اور یہ عزت دنیاوی بھی ہوسکتی ہے اور آخرت کی بھی کیونکہ احادیث صحیح سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قرآن والا ہے وہ غنی ہے۔ فقیر نہیں اسی طرح آخرت کے بارے میں اس طرح اشارے ملتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ قرآن والوں کو یہ فرمائیں گے کہ پڑھتے جاؤ اور جنت کی سیڑھیوں پر چڑھتے جاؤ کو یہ فرمائیں گے اور جہاں تیرا قرآن ختم ہوگا وہی تیری منزل ہوگی دنیا میں دیکھ قرآن پاک پڑھنے والا اور پڑھانے والا کبھی بھوکا نہیں رہے گا۔ انشاءاللہ

بلکہ ہمارے حضرات فرماتے ہیں جو شخص کچھ بھی نہ کرے اور ایک جگہ بیٹھ کر قرآن پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات زندگی غیب سے فراہم کرتے رہیں گے۔

واقعہ

حضرت پیرجی رحمۃاللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمۃاللہ علیہ صادق آباد میں حاجی فتح محمد صاحب کی کوٹھی پر تشریف فرما تھے کہ جمالدین والی کے مخدوم غلام میراں شاہ صاحب تشریف لے آئے سر پر انگریزی بال اور ترکی ٹوپی تھی۔ ڈاڑھی مونڈی ہوئی تھی یہاں کے وہ بڑے نواب تھے تو حضرت مدنی رحمۃاللہ علیہ سے عرض کی حضرت آج آپ میرے ہاں چلیں تو حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا آج تو میری دعوت ماچھی گوٹھ میں ہے یہ لوگ کل سے آئے ہوئے ہیں مخدوم صاحب نے کہا میں ان سے کہہ دوں گا یہ اجازت دے دیں گے حضرت مدنی رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے یہ اجازت دے دیں گے

لیکن دل سے اجازت نہیں ہوگی لہٰذا ان کی دعوت پر آیا ہوں پہلے انہیں کے ہاں جاؤں گا البتہ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے ہاں آ سکتا ہوں۔ مخدوم صاحب خاموش ہو گئے چنانچہ ہفتہ کا دن ماچھی گوٹھ میں گزارا رات بھی وہیں گزاری ماچھی گوٹھ میں میلے کا سماں تھا مشکل سے اُنہوں نے کھانے اور رہائش کا انتظام کیا۔ ماچھی گوٹھ یہاں سے تین میل ہے لوگ پیدل ہی چلے گئے غالباً اگلے دن فارغ ہو کر مخدوم صاحب کی دعوت پر تشریف لے گئے ظہر کی نماز سے قبل وہاں بھی بہت مخلوق آئی اور ہر طرف یہی صدا تھی کہ مدینہ کا پیر آیا مدینہ کا پیر آیا مخدوم صاحب نے پر تکلف دعوت کھلائی صادق آباد اور باہر سے سب لوگ وہاں پہنچ گئے حضرت نے ظہر کی نماز پڑھائی اور امراء پر غرباء کے حقوق اور احکام پر رعایا کے اور زیردستوں کے حقوق دیر تک بیان فرماتے رہے بیان ایسا پُر درد تھا کہ حاضرین پر گریہ طاری تھا میرے برابر میں سردار محمد رحیم خان مرحوم لغاری جو اس وقت کمشنر پولیس کے عہدے پر فائز تھے وہ اتنا رو رہے تھے کہ ان کا رومال آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ آخر میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمارا چہرہ کالا کرے اگر ہم آپ لوگوں کے پاس دنیا کیلئے آتے ہوں ہم آپکے پاس اس لئے آتے ہیں کہ جو باتیں ہم آپ کو سنا دیتے ہیں دوسرا کوئی آپ کو سنانے والا نہیں۔ آپ کی ظلم و زیادتی پر لوگوں کو روک ٹوک کرنے والا کوئی نہ رہا ناچار مجھے آنا پڑا ہے آپ کا تعلق ہمارے لئے باعث فخر نہیں بلکہ ہمارے ساتھ تعلق رکھنا آپ لوگوں کیلئے باعث شکر ہے اور یہ کہہ کر کہ قصہ سنایا۔

حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ ہمارے مشائخ کے مرید تھے ایک روز اپنے پیر کے گھوڑے کی لگام تھامے کھڑے تھے حضرت کا یہ مقام دیکھ کر ایک مرید کے دل میں یہ بات آئی کہ ہمارے شیخ کا کتنا بڑا رتبہ ہے کہ پورے ہندوستان کا بادشاہ غلاموں کی طرح

ہضرت کے گھوڑے کی لگام تھامے کھڑا ہے اس کا یہ خیال حضرت پر منکشف ہوگیا (یعنی اس کے خیال کا حال کھل گیا) حضرت نے درویش کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا فقیر کیا خیال کرتا ہے یہ تو ہندوستان کا بادشاہ ہے اگر ہفت اقلیم کا بادشاہ بھی فقیر کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کھڑا ہو جائے تو اس میں فقیر کیلئے کوئی فخر نہیں بلکہ اس کیلئے شرف ہے۔

☆☆☆☆☆☆

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مکتوبات شریفہ

بلدۃ طیبۃ ورب غفور

محمد ادریس الانصاری

فون : ۲۶۸۱

صادق آباد
پاکستان

[illegible]
۵ اگست [illegible]

عزیز پیارے [illegible] سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ تمہارا محبت نامہ ملا۔ پڑھ کر از حد خوشی ہوئی۔ [illegible]

بہت پیارا ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] معلوم کر کے [illegible] خوشی ہوئی۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے [illegible] کا کام اور [illegible]

[illegible] خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ کا شکر [illegible]

[illegible] سلام [illegible] برخوردار [illegible]

[illegible]

[illegible] جواب لکھ رہا ہے

[illegible] سلام [illegible]

[illegible] والسلام [illegible]

[illegible]

والسلام دعاگو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

""لوعنی از ہر دو عالم من فقیر""
قاری محمد عبدالغنی زائر
خطیب مرکزی جامع مسجد
(زیر تحویل محکمہ اوقاف)
غلہ منڈی ساہیوال

واللہ الغنی وانتم الفقراء (القرآن)

☎ 0441/2014-4374
Qari
Muhammad Abdul Ghani Zair
FAZIL ACADEMY OF ISLAMIC STUDIES, QUETTA
KHATIB MARKAZI JAMIA MASJID
U/C AUQAF DEPARTMENT (PUNJAB)
Grain Market, SAHIWAL
(PAKISTAN)

بتاریخ ---- ----- 19

حوالہ نمبر ---- ---

جمعرات ۱۲ [illegible] ۱۴۰۹ھ

مخدوم [illegible]

عزیز القدر حافظ [illegible] [illegible]

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد ادریس الانصاری

صادق آباد
پاکستان

فون : ۲۶۸۱

11-9-85

برخوردار سعادت آثار [illegible] سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بحمد اللہ یہ فقیر بخیریت ہے۔ تمہارا مرسلہ خط 85-9-4 کا موصول ہو کر

بے حد خوشی ہوئی کہ حق تعالیٰ نے آپ کو فرزند عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ [illegible]

اور اس کی عمر میں برکت دے اور والدین کی زندگی میں [illegible]

رہے۔ والد کو مبارک باد دے دیں۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ [illegible]

صبح کو [illegible] اور جمعرات کا [illegible]

[illegible] لاہور جانے کا پروگرام ہے (اور وہاں سے فیصل آباد) [illegible]

[illegible]

[illegible] قبول فرمائے

[illegible] اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد ادریس الانصاری
صادق آباد
پاکستان
فون : ۲۶۸۱

کلمۃ طیبۃ

برخوردار محمد انور سلمہ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

الحمدللہ یہاں پر خیریت ہے آپکی آپکے بچوں اور بھائی بہنوں کی خیریت آپکے خط سے

معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ آپکا خط کل ۱۲ جولائی کو پہنچا۔ الحمدللہ میری صحت پہلے سے

بہت اچھی ہے۔ آپ لوگ دعا کرتے رہیں وقت دعا شاید اللہ تعالیٰ آپکی

دعائیں قبول ہونگی۔ آپکے کاروبار کی ترقی کیلئے اور برکت کیلئے دعا گو ہوں

مزید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو بہت دے اور دنیا راہ میں خرچ کرنے کی خوب

توفیق بخشے آمین۔ فاطمہ کو اشتیاق مسعود کو میری بہت بہت سلام اور دعا کہہ دینا

آپکے والد صاحب کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

میرے پیارے بچے محمد ادریس کو گود میں لیکر میری طرف سے بہت بہت پیار کرنا اور

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسکو عمر دراز عطا فرمائے نیک بنائے اور دین کا

خدمت گار بنائے آپکے گھر والوں کی خدمت میں بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسکو

دنیے نور میں کوشش ختم ہو رکھی تو ہم سارا کا بہت ہو بارا لیے گرمی نہیں ہے شمسی شدہ

نعمت شدہ ہوا چلتی ہے رات کو کمرہ کے اندر لحاف یا کمبل لیے ہوتے ہیں

دنیے سب جید صاحبان کو جس سے ملو میرا سلام کہہ دینا۔ میں سب کے دنیا و دین

میں اشارے کرتا ہوں اگست کی ۱۷ تاریخ کو شب ہیں اور آپ صادق آباد ہو گئے۔

بس دعا کرتے رہیں [illegible] اور سب صاحبان سے دعا کی

کہنا سب کو [illegible] ہو گا وقت [illegible] رہتے ہیں۔ بے فکر رہو تمہارے بچے اور

[illegible] درشن دعاگو محمد ادریس اللہ اکبر

[illegible] ۲۳ نومبر ۱۹۶۵ء

آج سائیں ان سے [illegible] ہیں

بلدۃ طیبۃ و رب غفور

محمد ادریس الانصاری

صادق آباد
پاکستان

فون : ۲۶۸۱

برخوردار عزیز چوہدری محمد انور سلمہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

الحمد للہ ۔ آپ [illegible] دعا [illegible] رسیدہ [illegible] اور [illegible]
سارا سال محنت کے لئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے سب ساتھیوں کو
دین دنیا کی برکتیں عطا کرے ۔ اور ہر [illegible] کی آفات اور بلاؤں سے محفوظ رکھے
[illegible] مجلس کی جماعت میں [illegible] ۔ [illegible] سلمہ ۔ فرزند
کو بلند اقبال [illegible] ترقی دے دادا [illegible] اور تعلیم کی [illegible]
[illegible] دعا کرتی [illegible] ۔ [illegible] سلام [illegible]
[illegible] اللہ [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
اور [illegible]
والسلام دعا گو

[illegible] سلام [illegible]
[illegible] سلام [illegible] دعا کی ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبد الغفور العباسی غفر اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

المدینۃ المنورۃ
المملکۃ العربیۃ السعودیۃ
التاریخ ۱۴/۱۱/۱۳۹۵ھ

محبی و مخلصی جناب مولانا محمد ادریس صاحب! دام اقبالہ و زید عرفانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از مزید دعا و سلام کے معلوم ہو کہ آپ کا محبت نامہ موصول ہوا پڑھ کر حالات سے آگاہی ہوئی شکر ہے کہ آپ ہر طرح بعافیت ہیں الحمد للہ یہ عاجز بھی بفضلہ تعالیٰ بالکل خیریت سے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ سب مخلصین کے لئے علاوہ دل سے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔

باقی جناب نے جو حالات لکھے ہیں قابل شکر ہے اللہ مزید ترقی نصیب فرماوے
باقی جب نفس کے [illegible] اثبات اور اسم ذات کا جو ذکر آپ کرتے ہیں بہت اچھا ہے اگر آپ کو اس میں فائدہ معلوم ہوتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے میری طرف سے آپ کو اجازت ہے باقی سب خیریت ہے تمام احباب و پرسان حال کو دعا سلام کہنا۔ [illegible] رئیس نمازی صاحب و [illegible] تمام [illegible] خصوصاً [illegible] صاحب قاری آباد کو نام بنام دعا سلام کہنا میرے لئے دعا کرو ہوں اور سب سے دعا بچوں عبدالحق عبدالرزاق محمد لطف اللہ دعا سلام دیگر احباب

فقط والسلام

دعا گو - عبد الغفور العباسی غفر لہ
از مدینہ منورۃ - باب ا

۱۲ جمادی الثانیہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

Babul Majeedi P B No. 442 Madina Munawwara

(SAUDI ARABIA)

مجی و مخلصی جناب مولانا محمد ادریس صاحب دام اقبالہم و زید مجدہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد از دعا و سلام کے معلوم ہو کہ آپ کا محبت نامہ ملا پڑھ کر حالات سے آگاہی ہوئی یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ آپ بمع متعلقین خیریت سے ہیں۔ عاجز سفر پاکستان سے تو خیریت پہنچا تھا مگر یہاں پر پہنچنے کے بعد کچھ دن بعد بخار کا حملہ ہوا جس سے طبیعت بہت کمزور ہو گئی اور ٹانگیں بے حد ضعیف ہو گئی ہیں حرم شریف آنا جانا بھی بہت کم ہو گیا ہے آپ لوگ میرے لیے دعا فرمائیں کہ خداوند کریم مجھے صحت و تندرستی عطا کرے تاکہ جو ایام زندگی باقی ہیں تو خدمت دین اور حرم شریف کی نمازیں فوت نہ ہوں اللہ تعالیٰ مزید توفیق نصیب کرے آمین۔ صادق آباد کے تمام صاحبان کو نام بنام دعا سلام کہنا خصوصاً اپنی محترمہ والدہ صاحبہ اور گھر میں اور صاحبزادوں کو سب کو نام بنام دعا سلام کہنا میں سب کے لیے دعا گو ہوں اور سب سے طالب دعا ہوں۔ اگر [illegible] حضرت مولانا زکریا صاحب کو مکتوب لکھا ہو تو اس عاجز گنہگار کا بہت بہت سلام لکھنا اور یہ لکھنا کہ میں آپ کیلئے مدینہ منورہ میں خلوص دل سے دعا گو ہوں خداوند کریم آپ کے سایہ کو اور وجود مسعود کو تا دیر قائم رکھے اور بندگان خدا کو اللہ تعالیٰ آپ کے ظاہری اور باطنی فیض سے منور فرمائے بجاہ آمین۔ یہ بھی لکھنا کہ مجھے اپنی دعوات صالحہ میں فراموش نہ فرمائیں۔ باقی سب خیریت ہے یہاں عبد الحق عبد الرحمن محمد لطف اللہ دعا سلام لکھاتے ہیں۔

فقط والسلام

دعا گو عبد الغفور العباسی غفرلہ

از مدینہ منورہ

۱۴/ ۶/ ۱۳۸۸ ھ

محبی و مخلصی جناب مولانا محمد ادریس انصاری صاحب دام اقبالکم و زید عرفانکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از فرید دعا و سلام و
رد من طرف جناب و معلوم ہو کہ جناب کا محبت نامہ موصول ہوا
جناب کی خیریت اور حالات معلوم ہو کر جناب کی حالت الحمد للہ
قابل شکر ہے جناب کوئی تشویش نہ فرمائیں۔ اتباع سنت، ذکر اللہ
اور رابطہ شیخ کی دولت جس سالک طریق کو حاصل ہو وہ کامیاب ہے
جو امور اختیاری ہیں ان کو تو بہر حال ہمت کر کے اختیار کرنا ہی ہے
اور اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں۔ جو امور غیر اختیاری ہیں
ان کے در پئے نہ رہے اللہ تعالیٰ جب اور جسکو مناسب ہوتا ہے عطا فرما دیتے
ہیں۔ اور جس کو نہ عطا ہو وہ قابل مواخذہ نہیں۔ ذکر و فکر سالک کا
اساس ہے اس سے رابطہ شیخ جو عبارت ہے محبت شیخ سے قوی ہوتا
ہے اور اتباع سنت طبیعت پر گراں نہیں رہتا بلکہ طبیعت ثانیہ
بن جاتا ہے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے جتنے کی توفیق ہو جائے اس کا شکر
ادا کرنے سے زیادہ کی توفیق حاصل ہوگی اور کوتاہی ہو جائے تو از سر نو عزم
توبہ کر کے عزم و ہمت سے کام لے اور یہ جد و جہد آخر تک جاری
رہتی ہے۔ اندریں رہ می تراش و می خراش تا دم آخر دمے فارغ مباش
کام محض حق تعالیٰ کے فضل سے بنے گا عمل سے نہیں۔ عمل تو محض حق تعالیٰ
کی فرمانبرداری اور شکر گذاری کیلئے ہے۔ رفتہ رفتہ سالک کی نظر میں
جامعیت اور عمل میں توازن پیدا ہو جاتا ہے جس سے جمعیت قلب کی دولت

نصیب ہوتی ہے جو قلب کی حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمعیت
قلب کی دولت سے نوازے اور تفرقۂ قلب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔
یہ عاجز برابر جناب کیلئے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ جناب کو دارین
کی کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین۔ اپنے گھر میں بچوں سے اور
جملہ اہل جماعت سے اس عاجز کا بہت بہت دعا سلام کہدیں
یہاں سے برخوردار عبد الحق عبد الرحمن عبد الوہاب لطف اللہ حشمت علی
سب جناب کو سلام کہلاتے ہیں۔

دعا گو
عبد الغفور العباسی عفی عنہ

ا/ا
۱۰
۶
بروز دوشنبہ مدینہ منورہ

حیاتِ صوفیہ

لمعات الانس، تالیف حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ

مخدوم و مترجمہ ... قدوۃ و سیدی حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مہاجر مدنی دامت برکاتہم

... مولانا محمد ادریس صاحب ... مکتوب گرامی کا عکس

عزیزم مولوی ادریس سلمہ بعد سلام مسنون تمہاری کتاب حیات صوفیہ ... [illegible]

[illegible]

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تعویذات و عملیات

تعویذات و عملیات

چند ایسے عملیات و تعویذات درج کیے جاتے ہیں جو بزرگوں کے معمول ہیں اور شرع شریف کے خلاف نہیں ہیں، تاکہ خدائے تعالیٰ کے نام کی برکت سے شفا بھی ہو اور دین بھی بچا رہے اور مال و آبرو کا نقصان بھی نہ ہو۔ لیکن سالک کو چاہیے کہ بلا اجازتِ شیخ اس کام میں مشغول نہ ہو، کیونکہ اس میں سراسر نقصان ہے۔ ہاں کبھی کبھار کسی خاص ضرورت کے وقت کوئی تعویذ وغیرہ لکھ کر خود استعمال کرنا یا کسی کو دینا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا ہے۔

تعویذ لکھتے وقت اِن باتوں کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ قرآن مجید کی آیت بے وضو مت لکھو، نہانے کی ضرورت میں بھی نہ لکھو نہ پڑھو۔ اور جس کاغذ پر قرآن مجید کی آیت لکھ کر تعویذ بناؤ اس کاغذ پر ایک اور سادہ کاغذ لپیٹ دو، تاکہ تعویذ لینے والا اگر بے وضو ہو تو اس کو ہاتھ میں لینا درست ہو۔ اور چینی کی تشتری بھی آیت لکھ کر بے وضو کے ہاتھ میں مت دو، بلکہ تم خود پانی میں گھول دو۔ اور جب تعویذ سے کام نہ رہے تو اس کو پانی میں گھول کر کسی ندی، نہر یا کنویں میں چھوڑ دو۔

بعض لوگ خون سے تعویذ لکھتے ہیں، سو شریعت میں بہنے والا خون مثل پیشاب کے ناپاک ہے، اس سے تعویذ لکھنا ناجائز اور بہت بُری بات ہے اور ایسا تعویذ اگر بازو پر بندھا ہو، یا جیب میں پڑا ہو تو نماز بھی درست نہ ہوگی۔ اسی طرح بعضے تعویذ و عملیات میں تصویریں بنائی جاتی ہیں۔ بعضے قرآن مجید اُلٹا پڑھتے ہیں۔ بعضے قرآن مجید کے اندر اور عبارتیں اس طور سے داخل کردیتے ہیں کہ قرآن پاک کی ترتیب و نظم میں خلل واقع ہوجاتا ہے۔ یہ سب

حرام اور معصیت ہے۔ بعض تعویذوں کا استعمال اس طرح کیا جاتا ہے کہ جس سے اُن کی بے ادبی ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی تعویذ کسی کے آنے جانے کی جگہ دفن کیا جاتا ہے تاکہ اُس کے اُوپر کو آمد و رفت ہو۔ یا اور جس طریقے سے بھی بے حُرمتی و بے تعظیمی ہوتی ہو، سب ناجائز ہے۔

تعویذ اور جھاڑ پھونک تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے:

- ایک یہ کہ تعویذ اور افسون کلام اللہ اور اس کے صفات سے ہو۔ اور۔
- دُوسری یہ کہ عربی زبان میں ہو، یا اس زبان میں جس کے معنی معلوم ہوں۔
- تیسری یہ کہ یہ اعتقاد ہو کہ افسوں بالذات مؤثر نہیں بلکہ بتقدیر الٰہی اثر کرتا ہے۔

اور افسوں (منتر وغیرہ) تین قسم کا ہے۔

- ایک یہ کہ جس کا مطلب اور معنی معلوم نہیں، تو اس سے پرہیز کرنا واجب ہے کہ مبادا اس میں شرک ہو۔
- دُوسری یہ کہ بکلامِ الٰہی اور بصفاتِ ربانی ہو، تو جائز ہے۔ پھر اگر احادیث میں منقول ہے تو وہ مستحب ہے۔
- تیسری قسم یہ کہ اسماءِ ربانی کے سوا فرشتہ یا ولی یا جلیل القدر مخلوقات، چنانچہ عرش کے نام سے ہو تو اس سے پرہیز واجب نہیں۔ اور اگر شرع میں اس کی اجازت نہیں تو اس کا ترک کرنا بہتر ہے۔ مگر جبکہ متضمن تعظیم ہو، جیسا کہ غیر اللہ کا حلف، تو اب پرہیز کرنا لائق ہے۔ (غایۃ الاوطار)

جو تعویذ جداگانہ غلاف میں ہو، یعنی تعویذ مڑھا ہُوا ہو تو اس کا پاخانہ (بیت الخلا) میں لے جانا مکروہ تحریمی نہیں اور پرہیز کرنا یعنی باہر رکھ جانا بہتر ہے۔

تعویذات وعملیات کو مؤثرِ حقیقی نہ سمجھے بلکہ اس کا اثر خدائے تعالیٰ کی طرف سے جانے اور اگر کسی کافر کو تعویذ دینا ہو تو بہتر ہے کہ آیاتِ قرآنی نہ لکھے بلکہ یا تو وہ حروف جُدا جُدا لکھ دے یا ان حروف کے ہندسے لکھ دے یا اور کچھ جائز عبارت لکھ دے۔

① برائے محافظت از جمیع آفات و بلیات ارضی وسماوی

معمول: سورۂ فاتحہ ، آیۃ الکرسی، چہار قُل پڑھ کر دم کرنا از حد مفید ہے۔

② برائے دفعِ سحر و جادو۔ و۔ برائے دفعِ زہر گزیدنِ مار

○ سانپ کے کاٹنے کے لیے: مندرجہ بالا معمول نمک پر پڑھ کر کھلانا، اور زخم پر لگانا نہایت مفید اور مجرب ہے۔

○ دفعِ سحر و جادُو کے لیے: روزانہ تین مرتبہ یہی معمول پڑھ کر تمام وجود پر دم کرے۔

③ دیوانہ کُتّے کے کاٹنے کے لیے:

اگر کسی کو دیوانہ کُتّا کاٹ لے تو سُورۂ فاتحہ اور چہار قُل پڑھ کر دم کرے از حد مجرب ہے۔

④ برائے جمیع امراض و اَسقام و الآم و دفعِ جن و آسیب و نظرِ بد وغیرہ کے لیے از حد مُفید ہے۔ معمول یہ ہے:

سُورۂ فاتحہ ، چاروں قُل ، اور آیۃ : وَ اِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ کُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ حَضْرَتْ حَاجِیْ دوست مُحَمَّد قَنْدَهَارِیْ قَدَّسَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِسِرِّهِ الْاَقْدَسِ

اَللّٰهُمَّ اشْفِ بِصَاحِبِ مِنَ الْمَرَضِ بِحَوْلِكَ وَ قُدْرَتِكَ وَجَبَرُوْتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔ اس تمام مجموعہ کو پڑھ کر دم کریں اور پلائیں۔

۵ برائے سخت امراض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الْهَامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الْهَامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ يَا شَافِيْ يَا شَافِيْ يَا شَافِيْ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ لکھ کر بازو یا گلو میں باندھے۔
اگر تمام وجود یا اعضا میں کسی جگہ درد ہو تو اس تعویذ کو کاغذ پر لکھ کر پانی میں حل کرکے اکثر اس پانی کو پلائیں اور کسی قدر پانی بچا کر روغنِ تلخ میں ڈال کر اس جگہ کو اس روغن سے چرب کریں۔ بفضلہ تعالیٰ خیر ہوجائے گی۔

۶ تعویذ برائے حفظِ طفل از جمیع آفات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ[1] شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ اس تعویذ کو کاغذ پر لکھ کر گلے میں ڈالے۔ یہ عمل جن و آسیب

---

[1] بعض نسخوں میں یہ جملہ اس طرح ہے: مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ تَحَصَّنْتُ ۔۔۔ الخ

کے لیے بھی مفید ہے۔

۷) برائے محافظتِ زراعت

کاغذ پر لکھ کر کورے سفالہ میں بند کرکے اس کو زراعت کے تختہ میں دفن کردے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یَارَزَّاقَ الْعِبَادِ یَاخَلَّاقَ الْخَلَائِقِ یَافَاطِرَ السَّمٰوٰتِ یَامُنْبِتَ الزَّرْعِ فِی الْاَرْضِ وَالنَّبَاتِ وَ یَامُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ اِدْفَعْ مِنْ هٰذَا الزَّرْعِ شَرَّ الْهَوَامِّ وَالْوُحُوْشِ وَشَرَّ الْفَارَةِ وَالْخَنَازِیْرِ الْمُفْسِدَةِ وَارْزُقْنَا رِزْقًا حَسَنًا. وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

۸) تعویذ اسماءِ اصحابِ کہف

برائے برکت، امان از غرق وحرق وسرق وغارت وغیر ذالک از امراض وحاجات، ان اسماء کو لکھ کر مکان، کشتی یا متاع میں یا اپنے پاس رکھے امانِ الٰہی میں رہے گا۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ یملیخا. مکسلمینا. میلسنا مرنوش. دبرنوش. شاذنوش. مرطونس. اسم کلبهم قطمیر.

۹) تعویذ برائے شفا ہر درد

اس آیۂ شریفہ کو تین روز متواتر کاغذ پر لکھ کر پانی میں حل کرکے اس پانی کو پلائیں اور درد کی جگہ مالش کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مفید ہوگا۔
لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ
یَاشَافِیْ یَاشَافِیْ یَاشَافِیْ.

ف حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اسمائے اصحاب کہف کتابوں میں چند طریقوں سے لکھے ہیں لیکن مجھے اپنے پیر ومرشد سے اسی طریق پر پہنچے ہیں۔

(۱۰) تعویذ برائے حاملہ ہونے عورت کے اور جننے فرزندِ نرینہ کے

اسم یَامُبْدِئُ کو نو (۹) ٹکڑے کاغذ پر لکھیں۔ جس وقت عورت حیض سے فارغ ہو، اوّل مہینے میں تین رات مجامعت کریں اور صبح کو ہر روز ایک ایک تعویذ پئیں۔ اس ترکیب سے تین ماہ میں یہ نو عدد تعویذ نوشں کریں، اور اس آیۂ شریفہ کو لکھ کر عورت کو دیں کہ وہ گلے میں اس طرح لٹکائے کہ وہ تعویذ آیۂ شریفہ کا دو انگشت زیرِ ناف آویزاں رہے۔ اِن شاءاللہ تعالیٰ عورت حاملہ ہوکر فرزندِ نرینہ جنے گی۔ وہ آیۂ شریفہ یہ ہے: اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَاتَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَاتَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَاتَزْدَادُ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۔ یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ٍ اسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا بحق مَرْیَمَ وعیسٰی ابناصالحاطویل العمر بحق محمدوآلہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم۔ ۱۲

(۱۱) تعویذ برائے حمل خشک شدہ

جس عورت کا حمل خشک ہوگیا ہو اُس کے لیے یہ تعویذ چینی کے برتن میں لکھے، چالیس روز بلاناغہ اس کو یہ تعویذ پلائے۔ بفضلِ تعالیٰ حمل نمو حاصل کرکے ظاہر ہوگا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

(۱۲) تعویذ برائے دفعِ تپ ہر قسم

کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ۝ اِذْ نَادٰی

رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ ۢبِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ لکھ کر گردن میں باندھیں، اور تین تعویذ :

يَا مُحِيْطُ ط ط
الله الله

کاغذ پر لکھ کر تین روز ایک ایک کر کے پلائیں۔ اِن شاء اللہ تپ رفع ہوگی۔

(۱۳) تعویذ برائے تپ سوم

اوّل تپ کے شروع ہونے میں بروزِ نوبت اوّل و آخر درود شریف اور ایک بار سُورۂ رعد پڑھ کر دم کریں۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ صحت ہوجائے گی۔ پس چاہیے کہ سہ نوبت کو دم تمام کرے، اگرچہ اوّل یا دُوسری نوبت پر آرام ہوجائے۔ اگر تینوں نوبتوں پر دم نہ کریں گے تو چند روز بعد بخار پھر عود کر آئے گا۔

(۱۴) تعویذ برائے دفعِ بواسیر ہر قسم

يَا رَحِيْمَ كُلِّ صَرِيْخٍ وَّمَكْرُوْبٍ وَّغِيَاثَهٗ وَمَعَاذَهٗ يَا رَحِيْمُ ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ لکھ کر کمر میں باندھیں۔

(۱۵) ایضاً

اگر صبح و شام سُورۂ فاتحہ مع بسم اللہ ہفت بار پڑھتا رہے تو بہتر ہے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو صرف بسم اللہ شریف صبح و شام پڑھ کر اپنے جسم پر ناف سے زانو تک آگے پیچھے ہاتھ پھیر کر دم کرے۔

(۱۶) برائے دفع درد باؤ

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْبَاعِثُ وَ اَنَا الْمَبْعُوْثُ وَمَنْ یَدَّعِ الْمَبْعُوْثُ اِلَّا الْبَاعِثَ یَا رَبِّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ لکھ کر درد کی جگہ باندھیں۔

(۱۷) تعویذ برائے زود فروشئ مال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ . لکھ کر مال و متاع میں رکھیں۔

(۱۸) برائے تیزیٔ ذہن و کشائش مطالعہ

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِعِلْمِکَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِیْ بِطَاعَتِکَ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ . قبل از شروعِ سبق ہفت بار پڑھ کر اپنے وجود پر دم کریں۔

(۱۹) تعویذ برائے گریۂ کودک

ط ط ط ط ط ط ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ

قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وّاٰلہ واصحابہ اَجْمَعِیْنَ لکھ کر گلو میں باندھیں۔

(۲۰) تعویذ برائے دفعِ طحال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اَنْ تَزُوْلَا ۝ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا
غَفُوْرًا ۝ یا طِحَالُ ارْجِعْ اِلٰی مَکَانِكَ بحق ابی بکر الصِّدِّیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھ کر طحال کی جگہ باندھیں۔

(۲۱) ایضاً

پارچہ کرپاس نیل کچھ پانی سے تر کر کے طحال پر رکھیں۔ اور ہفت پارچہ کرپاس پر خزفِ نو آب نارسیدہ رکھ کر اس خزف میں آگ کی چنگاری رکھ کر اس دائرۂ تعویذ  کو رکھیں۔ ان شاء اللہ طحال زائل ہو جائے گی۔

(۲۲) ایضاً

بروز یکشنبہ ایک قرصِ گلی طحال کے برابر بنا کر طحال کی جگہ پر رکھیں۔ اور دستِ راست میں چاقو لے کر ایک بار سورۂ الم نشرح باتسمیہ پڑھ کر چاقو سے اس قرص کو کاٹیں۔ اور اس طرح سات دفعہ کریں۔ لیکن اوّل و آخر درود شریف زیادہ کریں۔ اس معمول کو تین یکشنبہ کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ طحال کٹ جائے گی۔

(۲۳) معمول برائے کاٹنے یرقان کے

بروز یکشنبہ چند برگِ کلاں سبز گھاس کے لا کر ایک طرف مریضِ یرقان کے ہاتھ میں دیں کہ وہ پکڑ لے اور دوسری طرف خود بائیں ہاتھ میں لے کر اپنے داہنے ہاتھ میں چاقو لے کر ایک دفعہ سورۃ القریش باتسمیہ پڑھ کر چاقو سے اس گھاس کو کاٹیں۔ اس طرح سات دفعہ کریں لیکن اوّل و آخر میں درود شریف زیادہ کریں۔ اس معمول کو بھی تین اتوار عمل میں لائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

یرقان رفع ہوجائے گا۔

(۲۴) برائے حصولِ جمیع مقاصد وحلِ مشکلات دینی و دُنیاوی

ذکرِ طریقِ کیفیتِ ختم حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ برائے حصول جمیع مقاصد و حلِ مشکلات دینی و دُنیاوی مجرب ہے۔ اوّل و آخر درود شریف سو سو مرتبہ درمیان میں حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ صرف پانچ سو مرتبہ روزانہ پڑھنا چاہیے، حتےٰ کہ مقصد حاصل ہوجائے اور مشکلات حل ہوجائیں۔ اِس ختم کا ثواب رُوح پُر فتوح حضرتِ ممدوح کو بخش کر اپنی حاجات کے لیے بواسطۂ جنابِ ایشاں بارگاہِ الٰہی جلّ شانہٗ سے اِستدعا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ مطالب سرانجام پائیں گے۔

(۲۵) معمول برائے خیر و برکت

امورات دین اور کشائش و فراخیٔ معاش و ترقیٔ رزق کے لیے ہزار بار بلا ناغہ رات دن میں پڑھیں۔ بہت مفید اور نہایت مجرب ہے۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ۔

(۲۶) تعویذ برائے حُبّ

دائیں بازو پر باندھ کر اس پر عطر و خوشبو لگائیں۔ اس تعویذ کی اِجازت مخالفتِ زوجین (میاں بیوی) کے لیے ہے، اِس کے بغیر اِجازت نہیں۔ اگر کوئی شخص سوائے زوجین کے کسی دُوسری جگہ پر اِس کا عمل کرے گا تو اِن شاء اللہ تعالیٰ بجائے نفع کے نقصان اُٹھائے گا۔

١٣ ٧٨٦ ١١ ٨

يحبونهم كحب الله يا غفار ١	والذين آمنوا اشد حبا لله يا كريم	والقيت عليك محبة مني يا كريم	انه لحب الخير لشديد يا ودود
انه لحب الخير لشديد يا ودود ١٢	والقيت عليك محبة مني يا كريم ٧	والذين امنوا اشد حبا لله يا رحيم ٢	يحبونهم كحب الله يا لطيف ١٣
والذين امنوا اشد حبا لله يا لطيف ٦	يحبونهم كحب الله يا رحمٰن ٩	انه لحب الخير لشديد يا رحيم ١٦	والقيت عليك محبة مني يا رحمٰن ٣
والقيت عليك محبة مني يا رحمٰن ١٥	انه لحب الخير لشديد ع ٤	يحبونهم كحب الله يا كريم ٥	والذين امنوا اشد حبا لله يا رحيم ١٠

(٢٧) تعویذ لِکُلِّ شَئٍ (ہر مقصد کے لیے)

ع ن٦ ن٥ ن٧

حم حم حم حم حم حم حم الله حم الامر وجاء النصر فعلینا لا ینصرون
الله
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه الله سیدنا محمد وآله واصحابه اجمعین

(٢٨) تعویذ برائے بقائے حمل

یاقابض	یاقابض	یاقابض
یاقابض	یاقابض	یاقابض
یاقابض	یاقابض	یاقابض

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحُكۡمَ صَبِيًّا ۝

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيۡرِ خَلۡقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ

(۲۹) تعویذ برائے دردِ سر

یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح

یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

(۳۰) تعویذ برائے دفعِ دردِ چشم

یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح

یاروح یاروح یاروح

یاروح یاروح یاروح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

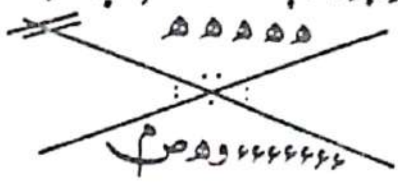
فَکَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ
الْیَوْمَ حَدِیْدٌ ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ
اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

(۳۱) تعویذ برائے بجا شدنِ ناف



(۳۲) تعویذ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو حضرت قبلۂ قلبی و روحی فداہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا۔ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ وجہہٗ سے منقول ہے فرماتے ہیں جو شخص اس طلسم کو اپنے پاس رکھے وہ سحر و بلا و امراض سے حفظِ خدائے تعالیٰ میں رہے گا، باعزت و آبرو رہے گا، فتوحاتِ غیبی و فیوضاتِ لاریبی اس پر متوجہ ہونگے۔



خمس ہاءات و خط فوق خط　　وصلیبٌ حولہٗ سبعٌ نقط
ثم ہمزاتٌ اذا اعددتہا　　فی سبع لایری فیہا الغلط
ثم واو ثم ہاء بعدہ　　ثم صاد ثم میم فی الوسط
وبہا یدفع عن حاملہا　　کل سحرٍ و بلاءٍ سخط
یشفی الاسقام و الداء الذی　　عجزت عنہ الاطباء النمط

(۳۳) سر اور دانت کے درد اور ریاح کے لیے[1]

ایک پاک تختی پر ریت بچھا کر ایک میخ سے اس پر ابجد ہوز حطی لکھو اور میخ کو زور سے الف پر دباؤ اور درد والا شخص اپنی انگلی زور سے درد کی جگہ رکھے اور تم ایک دفعہ الحمد پڑھو اور اس سے درد کا حال پوچھو۔ اگر اب بھی درد ہو تو اسی طرح ب کو دباؤ۔ غرض ایک ایک حرف پر اسی طرح عمل کرو۔ اِن شاء اللہ حروف ختم نہ ہونے پائیں گے کہ درد جاتا رہے گا۔

(۳۴) ہر قسم کے درد کے لیے خواہ کہیں ہو

یہ آیت مع بسم اللہ تین مرتبہ پڑھ کر دم کریں، یا کسی تیل وغیرہ پر پڑھ کر مالش کریں، یا باوضو لکھ کر باندھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۚ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝

(۳۵) دماغ کا کمزور ہو جانا

پانچوں نمازوں کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر گیارہ مرتبہ یَاقَوِیُّ پڑھیں۔

(۳۶) نگاہ کی کمزوری کے لیے

پانچوں نمازوں کے بعد یَانُوْرُ گیارہ بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

(۳۷) زبان میں ہکلاپن یا ذہن کم ہونا

فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منھ میں رکھ یہ آیت اکیس بار پڑھیں

---

[1] اس سے آگے کے تعویذات بہشتی زیور و القول الجمیل وغیرہ سے منقول ہیں۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ
اور روزانہ ایک بسکٹ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لکھ کر چالیس روز تک کھلانے
سے بھی ذہن بڑھتا ہے۔

(۳۸) برائے ہَول دِلی

یہ آیت مع بسم اللہ لکھ کر گلے میں باندھیں، ڈورا اتنا لمبا رہے کہ تعویذ
دل پر پڑا رہے۔ اور دِل بائیں طرف ہوتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ
قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

(۳۹) پیٹ کے درد کے لیے

یہ آیت پانی وغیرہ پر تین بار پڑھ کر پلائیں یا لکھ کر پیٹ پر باندھیں:
لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ۔

(۴۰) ہیضہ اور ہر قسم کی وباء طاعون وغیرہ کے لیے

ایسے دِنوں میں جو چیزیں کھائیں پئیں، اُن پر پہلے تین بار سُورۃ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ
پڑھ کر دم کر لیا کریں، اِن شاء اللہ حفاظت رہے گی۔ اور جس کو ہوجائے
اس کو بھی کسی چیز پر دم کرکے کھلائیں پلائیں۔ ان شاء اللہ شفا ہوگی۔

(۴۱) تلی بڑھ جانا

یہ آیت مع بسم اللہ لکھ کر تلی کی جگہ باندھیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ۔

(۴۲) ناف ٹل جانا

یہ آیت مع بسم اللہ لکھ کر ناف کی جگہ باندھیں۔ ناف اپنی جگہ آجائے گی، اور بندھا رہنے دیں تو پھر نہ ٹلے گی۔ اَللّٰہُ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَهُمَا اَحَدٌ مِّنْۢ بَعْدِہٖ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا۔

(۴۳) برائے بخار

اگر بغیر جاڑے کے بخار ہو تو یہ آیت لکھ کر باندھیں اور اسی کو پڑھ کر دم کریں: قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ۔

اور اگر جاڑے سے ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں یا بازو پر باندھیں: بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

(۴۴) پھوڑا پھنسی یا ورم

پاک مٹی پنڈول وغیرہ چاہے ثابت ڈھیلا، چاہے پسی ہوئی مٹی لے کر اس پر یہ دعا تین بار پڑھ کر تھوک دے۔ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔ اور اس پر تھوڑا سا پانی چھڑک کر وہ مٹی پھوڑے کی جگہ یا اس کے آس پاس دن میں دو چار بار ملا کرے۔

(۴۵) سانپ، بچھو اور بھڑ وغیرہ کا کاٹ لینا

ذرا سے پانی میں نمک گھول کر اس جگہ ملتے جائیں اور قُلْ یَا.... پوری سورت پڑھ کر دم کرتے جائیں۔ بہت دیر تک ایسا ہی کریں۔

(۴۶) سانپ کا گھر میں نکلنا یا آسیب ہونا

چار کیلیں لوہے کی لے کر ایک ایک پر یہ آیت پچیس پچیس بار دم کر کے گھر کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ سانپ اس گھر میں نہ رہے گا اور اس گھر میں آسیب کا اثر بھی نہ ہوگا۔ وہ آیت یہ ہے: إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۝ وَأَكِيدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝

(۴۷) باؤلے کتے کا کاٹ لینا

یہی آیت جو اُوپر لکھی گئی ہے، إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ سے رُوَيْدًا تک ایک روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر، ایک ٹکڑا ہر روز اس شخص کو کھلائیں۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ ہڑک نہ ہوگی۔

(۴۸) بانجھ ہونا

چالیس لونگیں لے کر ہر ایک پر سات سات بار اس آیت کو پڑھیں اور جس دِن عورت پاکی کا غسل کرے اس دِن سے ایک لونگ روزانہ سوتے وقت کھانا شروع کرے اور اس پر پانی نہ پیئے اور کبھی کبھی میاں کے پاس بیٹھے اُٹھے۔ آیت یہ ہے: أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا ۗ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ اولاد ہوگی۔

○

(۴۹) حمل گر جانا

ایک تاگا کسم کا رنگا ہُوا، عورت کے قد کے برابر لے کر اس میں نُو گرہ لگائے اور ہر گرہ پر یہ آیت پڑھ کر پھونکے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حمل نہ گرے گا۔ اور اگر کسی وقت تاگا نہ ملے تو کاغذ پر لکھ کر پیٹ پر باندھیں۔ آیت یہ ہے: وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝

(۵۰) برائے مسان و بخار

جس بچّہ کو مسان کی بیماری ہو تو اس پر الحمد اکتالیس مرتبہ ساتھ وصل میم بسم اللہ کے الحمد کے ساتھ پڑھ کر چالیس روز تک دم کیا کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا وہ مرض جاتا رہے گا۔ اور اگر فرصت نہ ہو تو تین بار کا پڑھنا بھی کفایت کرتا ہے۔ نیز الحمد شریف چالیس بار پڑھ کر دم کر کے بخار والے کے مُنہ پر چھینٹے مارنا مفید ہے۔

(۵۱) بچّہ زندہ نہ رہنا

اجوائن اور کالی مرچ آدھ آدھ پاؤ لے کر پیر کے دن دوپہر کے وقت چالیس بار سُورۂ والشمس اس طرح پڑھے کہ ہر دفعہ کے ساتھ درود شریف پڑھے اور جب چالیس بار ہوجائے تو پھر ایک دفعہ درود شریف پڑھے اور اجوائن اور کالی مرچ پر دم کرے اور شروع سے یا جب سے خیال ہُوا ہو، دُودھ چھُڑانے تک روزانہ تھوڑا تھوڑا دونوں چیزوں سے کھالیا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اولاد زندہ رہے گی۔

(۵۲) ہمیشہ لڑکی ہونا

اس عورت کا خاوند یا کوئی دُوسری عورت اس کے پیٹ پر اُنگلی سے کُنڈل یعنی دائرہ ستر بار بنائے اور ہر دفعہ میں یامَتِیْنُ کہے۔ ان شاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔

(۵۳) بچے کو نظر لگ جانا یا رونا یا سوتے میں ڈرنا یا کمہیڑہ وغیرہ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پڑھ کر اس پر دم کرے اور یہ دُعا لکھ کر گلے میں ڈال دے: اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّعَیْنٍ لَامَّۃٍ. انشاء اللہ تعالیٰ سب آفتوں سے حفاظت رہے گی۔

(۵۴) چیچک

ایک نیلا گنڈہ سات تار کا لے کر اس پر سُورۂ رحمٰن جو ستائیسویں پارہ میں ہے پڑھے، اور جب اس آیت فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر پہنچے اس پر دم کر کے ایک گرہ لگائے۔ سُورۃ کے ختم ہونے تک اکتالیس گرہیں ہو جائیں گی۔ پھر وہ گنڈہ بچے کے گلے میں ڈال دیں۔ اگر چیچک سے پہلے ڈالدیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ چیچک سے حفاظت رہے گی اور چیچک نکلنے کے بعد ڈالیں تو زیادہ تکلیف نہ ہوگی

(۵۵) ہر طرح کی بیماری کے لیے

چینی کی تشتری پر سُورۂ الحمد اور یہ آیتیں لکھ کر روزانہ مریض کو پلایا کریں، بہت ہی تاثیر کی چیز ہے۔ آیاتِ شریفہ یہ ہیں: وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ، وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّ[illegible] ی وَرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ، وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا، قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ۔

۵۶ مُحتاج اور غریب ہونا

بعد نمازِ عشاء اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف اور درمیان میں گیارہ تسبیح یَامُعِزُّ پڑھ کر دُعا کیا کرے اور چاہے یہ دُوسرا وظیفہ پڑھ لیا کرے۔ بعد نمازِ عشا اول و آخر سات سات مرتبہ درود شریف اور درمیان میں چودہ تسبیح اور چودہ دانے یَاوَھَّابُ پڑھ کر دُعا کیا کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ فراغت اور برکت ہوگی۔

۵۷ آسیب لپٹ جانا

ان آیتوں کو بیمار کے کان میں پڑھ کر دم کرے اور پانی پر پڑھ کر اس کو پلائے۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ اور سُورۃ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ سات بار پڑھ کر کان میں دم کرنا اور داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیرِ اقامت کہنا بھی آسیب کو بھگا دیتا ہے۔

۵۸ کِسی طرح کا کام اٹکنا

بارہ روز تک اس دُعاء کو بارہ سَو [۱۲۰۰] دفعہ پڑھ کر ہر روز دُعاء کیا کرے اِن شاء اللہ تعالےٰ کیسا ہی مشکل کام ہو پُورا ہوجائے گا۔

يَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ

○

۵۹ دیو کا شبہ ہو جانا

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پانی پر دم کر کے مریض کو پلائیں اور زیادہ پانی پر دم کر کے اس میں نہلائیں۔ اور یہ دُعا چالیس روز تک چینی کی تشتری پر لکھ کر پلائیں: یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ[1]۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ اور یہ دُعا ہر بیمار کے لیے مفید ہے جس کو حکیموں نے جواب دے دیا ہو۔

۶۰ خاوند کا ناراض یا بے پرواہ رہنا

بعد نمازِ عشاء کے گیارہ دانے سیاہ مرچ کے لے کر اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف اور درمیان میں گیارہ تسبیح یَا لَطِیْفُ یَا وَدُوْدُ کی پڑھیں، اور خاوند کے مہربان ہونے کا خیال رکھیں۔ جب سب پڑھ چکیں تو ان مرچوں پر دم کر کے تیز آگ میں ڈال دیں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ خاوند مہربان ہوگا۔ اور کم سے کم چالیس روز کریں۔

۶۱ دُودھ کم ہونا

یہ دونوں آیتیں نمک پر سات بار پڑھ کر ماش کی دال میں کھلائیں۔ پہلی آیت: وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ ۔ دُوسری آیت: وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃً نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہٖ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ۔ دُوسری آیت اگر آٹے کے پیڑے پر پڑھ کر گائے بھینس کو کھلائیں تو خوب دُودھ دیتی ہے۔

---

[1] بعض کے نزدیک سُورۂ فاتحہ زیادہ کرتے ہیں۔

(۶۲) حفاظتِ حمل

اگر کسی عورت کا حمل اکثر گر جاتا ہو یا کسی صدمہ کی وجہ سے کسی مرتبہ ایسا خطرہ ہو تو آیاتِ ذیل لکھ کر حاملہ کے گلے میں اس طرح ڈال دیں کہ وہ تعویذ پیٹ پر پڑا رہے۔ آیات یہ ہیں :۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ رَبِّ اِنِّیْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

(۶۳) نظرِ بد

اگر نظرِ بد کا احتمال ہو تو آیاتِ ذیل لکھ کر گلے میں ڈال دیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

(۶۴) ایضاً

کلماتِ ذیل بھی نظرِ بد کا اثر دُور کرنے کے لیے خصوصیت سے گلے میں ڈالتے ہیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(۶۵) برائے مرگی

اور جو شخص مرگی میں مُبتلا ہو تو تانبے کی ایک تختی لے اور اس میں یکشنبہ (اتوار) کی پہلی ساعت میں اس تختی کے ایک طرف یہ کُھدوالے: يَا قَهَّارُ اَنْتَ الَّذِیْ لَا یُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ۔ اور دُوسری طرف یہ کُھدوائے: یَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ بِقَهْرِ عَزِیْزِ سُلْطَانِهٖ یَا مُذِلُّ.

(۶۶) برائے دردِ سر

دردِ سر خواہ آدھا سیسی کا ہو، یا دُوسری طرح کا، آیاتِ ذیل لکھ کر درد کے موقع پر باندھ دیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ (پُوری سُورت) لَا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ.

(۶۷) برائے دردِ زہ

کلمات و آیاتِ ذیل کو گڑ پر پڑھ کر کھلائیں یا لکھ کر سفید کپڑے میں باندھ کر حاملہ کی ران میں باندھ دیں۔ اور بعد فراغت فوراً کھول دیں۔ ان شاء اللہ ولادت میں بہت سہولت ہوگی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ اٰهِیًا اَشْرَاهِیًا ۝ اَللّٰهُمَّ سَهِّلْ عَلَیْهَا الْوِلَادَةَ ۝ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ

(۶۸) آسیب

اگر کسی پر آسیب کا شبہ ہو تو آیاتِ ذیل لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں،

اور پانی پر دم کر کے مریض پر چھڑک دیں۔ اور اگر گھر میں اثر ہو تو ان کو پانی
پر پڑھ کر گھر کے چاروں گوشوں میں چھڑک دیں۔ آیات یہ ہیں:۔۔۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ
لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّنَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ
مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ
بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَ
اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ
لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ
لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪
اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ
يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهٖ
أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبٰرَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ○ فَتَعٰلَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ إِلٰهَ
إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ○ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهٖ
فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهٖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُونَ ○ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ
وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِينَ ○ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○ وَالصّٰٓفّٰتِ
صَفًّا ○ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ○ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ○ إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوٰحِدٌ ○
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشٰرِقِ ○ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ
الدُّنْيَا بِزِينَةِ ٍ الْكَوٰكِبِ ○ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ○ لَا
يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ○ دُحُورًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ
وَّاصِبٌ ○ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ○ فَاسْتَفْتِهِمْ
أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَّنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِينٍ لَّازِبٍ ○
هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ○
هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ
الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○ هُوَ اللَّهُ الْخٰلِقُ
الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ وَأَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صٰحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ○
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ○ اللَّهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُولَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ○ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ○
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ○ بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ إِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ
الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

(٦٩) ایضاً برائے آسیب

کلماتِ ذیل کو لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے (اس عمل کا نام حرزِ ابی دجانہ ہے) نہایت مجرب ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اِلٰى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالسَّائِحِيْنَ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا رَحْمٰنُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةً فَاِنْ تَكُ عَاشِقًا مُّوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُّقْتَحِمًا اَوْ رَاعِيًا حَقًّا مُّبْطِلًا هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِيْ هٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰى عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْاَصْنَامِ وَاِلٰى مَنْ يَّزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تُقْلَبُوْنَ حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ ۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ اس کو لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے۔

(٧٠) ایضاً

اگر آسیب کا اثر گھر میں معلوم ہو تو آیاتِ ذیل پچیس بار کیلوں پر پڑھ کر گھر کے چاروں کونوں میں گاڑ دیں۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا

(٧١) ایضاً

اس نقش کو مع عبارتِ زیرین کے تین تعویذ لکھیں اور اس کو اس طرح فتیلہ بنائیں کہ ۲ کا ہندسہ نیچے رہے اور ۸ کا ہندسہ اوپر رہے پھر

ک روئی میں لپیٹ کر کورے چراغ میں کڑوا تیل ڈال کر مریض کے پاس اُوپر کی طرف سے روشن کریں۔ اوّل روز ایک فتیلہ جلائیں۔ پھر ایک دِن ناغہ کرکے دُوسرا، پھر ایک دِن ناغہ کرکے تیسرا جلائیں۔

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

فرعون، قارون، ہامان، شداد، نمرود، ابلیس
علیہم اللعنۃ و اتباع ایشاں اگر نگریزند سوختہ شوند

(۴۲) برائے دفعِ سحر

آیاتِ ذیل لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں اور پانی پر پڑھ کر اس کو پلائیں۔ اگر نہلانا نقصان نہ کرتا ہو تو ان ہی آیات کو پانی پر پڑھ کر اس سے مریض کو نہلائیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ، اور سُورۂ فلق پُوری اور سُورۂ الناس پُوری۔

(۴۳) برائے دفعِ مرگی

ان آیات کو لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝ رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ ۝ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝

(۴۴) برائے ردِّ غائب

اگر کسی کا لڑکا یا اور کوئی لاپتہ کہیں چلاگیا ہو تو اس کے واپس آنے کے لیے آیاتِ ذیل لکھ کر اس تعویذ کو کالے یا نیلے کپڑے میں لپیٹ کر گھر میں جو کوٹھڑی زیادہ تاریک ہو، اس میں دو پتھروں کے درمیان اس طرح رکھ دیا جائے کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑے۔ پتھر نہ ہوں تو چکی کے دو پاٹوں میں دبا دیں اور لفظ فلاں بن فلانہ کی جگہ اس لاپتہ کا نام اور اس کی ماں کا نام لکھیں۔ پہلے سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی لکھ کر اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَنْ فِيْهِنَّ فَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا فِيْهِمَا وَمَا عَلٰی عَبْدِكَ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَضْيَقَ مِنْ خَلْقِهٖ حَتّٰی يَرْجِعَ اِلٰی مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ لکھے۔ پھر لکھے اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ سے فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ تک۔ پھر وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ ۝ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ لکھے، پھر لکھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ اِلٰی مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

○ دیگر برائے ردِّ غائب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ. ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۔ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓی اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ
خَبِيْرٌ ، حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ
اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ، اَللّٰهُمَّ يَا هَادِيَ الضَّالِّ وَيَا رَادَّ الضَّالَّةِ اُرْدُدْ
عَلَيَّ ضَالَّتِيْ فُلَانٍ ۔ لفظ فلان کی جگہ اس لاپتہ کا نام لکھیں۔

(۷۵) پیشاب رُک جانا یا پتھری ہوجانا

کلماتِ ذیل کو لکھ کر ناف پر باندھ دیا جائے۔ رَبَّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ
تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَآءِ فَاجْعَلْ
رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ
فَاَنْزِلْ شِفَآءً مِّنْ شِفَآئِكَ وَرَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ۔

(۷۶) برائے غنا

یَا وَهَّابُ بعد نمازِ عشاء اس طرح پڑھے کہ اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف
پڑھے اور درمیان میں چودہ سو چودہ (۱۴۱۴) بار اسم مذکور اور بعد میں یہ دُعا
پڑھے: یَا وَهَّابُ هَبْ لِيْ مِنْ نِّعْمَةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ
اس عمل کا نام حضرت مولانا محمد یعقوبؒ "کیمیائے درویشاں" فرمایا کرتے تھے۔

(۷۷) برائے انجاحِ حاجت

تمام مشکلات کے حل کے لیے اسم "یَا لَطِیْفُ" بعد نمازِ عشا
گیارہ سو گیارہ (۱۱۱۱) مرتبہ پڑھے۔ اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار
درود شریف پڑھے اور پھر دُعا کرے۔

○

⑦⑧ برائے تپ ولرزہ ہر قسم

اِس نقش کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کا تپ ولرزہ دفع ہوگا۔ نقش یہ ہے:۔

الرَّحِيْمِ	الرَّحْمٰنِ	اللّٰهِ	بِسْمِ
بِسْمِ	الرَّحِيْمِ	الرَّحْمٰنِ	اللّٰهِ
اللّٰهِ	بِسْمِ	الرَّحِيْمِ	الرَّحْمٰنِ
الرَّحْمٰنِ	اللّٰهِ	بِسْمِ	الرَّحِيْمِ

⑦⑨ ایامِ ماہواری کی کمی

اگر ایامِ ماہواری میں کمی ہو اور اس سے تکلیف ہو تو آیاتِ ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈالیں کہ تعویذ رحم پر پڑا رہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ۔

⑧⓪ ایامِ ماہواری کی زیادتی کے لیے

اگر کسی کو ایامِ ماہواری زیادہ آتے ہوں اور اس سے تکلیف ہو تو آیاتِ ذیل لکھ کر گلے میں اس طرح ڈالیں کہ تعویذ رحم پر پڑا رہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔

برائے امان وپناہ از آفت

دُعا صبح وشام پڑھا کرے : بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَيْكَ
تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ
الْعَظِيْمِ ط مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ط وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا
اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ط اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ
الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط

(۸۲) برائے افزائش شیر جانوراں

اگر کوئی گائے بھینس وغیرہ دُودھ نہ دیتی ہو تو آٹے کے ایک پیڑے پر آیاتِ ذیل پڑھ کر اس جانور کو کھلادیں ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ط وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ○ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ط اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ○ سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ○

(۸۳) برائے تھنیلا

بعض اوقات عورتوں کے پستان میں بوجہ زیادتی دُودھ وغیرہ درد، اور

دکھن ہوتی ہے تو اس دُعا کو چھنی ہوئی راکھ پر یا مٹی پر سات بار اس طرح پڑھیں کہ ہر بار پڑھ کر اس راکھ یا مٹی میں تھوک دیں۔ پھر پانی سے اس کو پتلا کرکے درد کی جگہ لیپ کردیں۔ اگر پھوڑے پھنسی پر لگایا جائے تب بھی مفید ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔

(۸۴) برائے آسیب زدہ (از قطبِ عالم مولانا گنگوہیؒ)

اسماء اصحاب کہف بعبارتِ ذیل کاغذ پر لکھ کر جس مکان میں مریض یا مریضہ ہو، اس کی دیواروں پر جگہ جگہ چسپاں کردیے جائیں۔ اور بیش کا مندرجہ ذیل نقش ایک کاغذ پر لکھ کر مریض کو دکھایا جائے۔ وہ دیکھنے سے گھبرائے گا اور انکار کرے گا۔ مگر زبردستی اس کی نظر اس پر ڈلوائی جائے اور جبراً نقش کو تعویذ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۶	۸	۲	۴
۴	۲	۸	۶

اسماء اصحابِ کہف یہ ہیں: اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ يَمْلِيْخَا، مَكْسَلْمِيْنَا كَشْفُوْطَطْ، طَبْيُوْنُسْ، كَشَافَطْيُوْنُسْ، اَذْرَفَطْيُوْنُسْ، يُوَانِسْ بُوْسْ وَكَلْبُهُمْ قِطْمِيْرُ۔ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

گنڈا برائے مسان (از حضرت مولانا خلیل احمدؒ)

نیلے تاگے کے اکتالیس تار عورت کے قد کے برابر لے کر اس پر سورۂ الحمد مع بسم اللہ اکتالیس بار پڑھے اور ہر دفعہ اس تاگے پر دم کرکے ایک گرہ لگاتا رہے۔ حمل کے زمانے میں ماں کے پیٹ پر اس گنڈہ کو باندھ دے اور بعد پیدا ہونے کے بچہ کے گلے میں ڈال دے۔ اور اگر حمل کے وقت نہ باندھ سکے تو بچہ ہی کے گلے میں ڈالنے سے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ وہی فائدہ ہوگا۔

گنڈا برائے آسیب زدہ

گیارہ تار نیلا یا سیاہ سوت کچا ڈیرھ گز لمبا لے کر اکتالیس بار آیت ذیل پڑھیں اور ہر دفعہ گرہ لگا کر اس کے اندر دم کرکے بند کردیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ إِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّأَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكَافِرِيْنَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۔

گنڈا برائے سہولتِ دندان

سات تار کا بارہ گرہ لمبا کچا سوت نیلا یا سیاہ لے کر سورۂ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ پوری سات بار پڑھیں اور ہر دفعہ گرہ لگا کر حسبِ معمول دم کریں۔ پھر ہر گرہ پر جدھر ختم کرکے گرہ لگائی ہے اس کے اوپر سے إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَأَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ ایک ایک بار دم کرتے چلے جائیں۔ پھر ایک ایک بار اس طرف سے جہاں اب ختم کیا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پوری سورت دم کرتے ہوئے چلے آئیں۔

(۸۸) گنڈا برائے حفاظتِ حمل

گیارہ تار نیلا یا سیاہ سُوت ڈیڑھ گز لمبا لے کر سُورۂ یٰسٓ پُوری پڑھیں، اور ہر مُبین پر ایک گرہ لگا کر دم کریں۔ پھر اس کو حاملہ کے پیٹ پر باندھ دیں (کُل سات گرہ ہوں گی) حمل اِن شاء اللہ تعالیٰ اِسقاط سے محفوظ رہے گا۔

(۸۹) جھاڑ برائے اورسا (جس کو میٹھا اور پسلی چلنا بھی کہتے ہیں)

چاقو سے پاک زمین پر سات لکیریں اس طرح کھینچ کر ||||||| اور بچہ کا پیٹ اپنی طرف کر کے کپڑا اُٹھا کر دائیں ہاتھ میں چاقو لے کر بچّہ کے پیٹ کی طرف اِشارہ کر کے ان لکیروں پر لاتا رہے اور سات بار یہ آیت پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ اور بچہ کے پیٹ اور سینہ پر دم کرے اور کبھی کبھی چاقو کو آہستہ سے اس کی پسلی سے چھواتا ہُوا (جو چل رہی ہے) اور پیٹ کو چھواتا ہُوا زمین تک لائے، سات دفعہ دُعا پڑھ کر ایک لکیر سے ان ساتوں لکیروں کو کاٹ دے۔ پھر اسی طرح سات دفعہ پڑھے اور دُوسری لکیر سے کاٹ دے۔ اسی طرح ہر سات دفعہ پر ایک لکیر سے کاٹتا رہے۔ جب سات لکیریں ہوجائیں بس دم کر کے بچّہ کو اُٹھا دیا جائے اور بچہ کو پیشاب کرادیں۔ صبح و شام تین روز تک جھاڑا جائے۔ باذن اللہ مرض دفع ہوجائے گا۔

(۹۰) برائے دَورۂ کمیڑہ

جب بچّہ کو مسان کا دَورہ پڑ رہا ہو تو سات بار الحمد پُوری اور سات بار

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ پُوری اور سات بار درود شریف نماز والا پڑھ کر دم کرے اور پڑھتے ہوئے داہنے ہاتھ کی انگشتِ شہادت کو سینہ اور پیٹ پر پھیرتا رہے۔

(۹۱) برائے اختلاجِ قلب

آیاتِ ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈالیں کہ قلب پر پڑی رہیں۔
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُہُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ۝ وَرَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ ۝ لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّبَطۡنَا عَلٰی قَلۡبِہَا لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ وَلِیَرۡبِطَ عَلٰی قُلُوۡبِکُمۡ ۝

(۹۲) گنڈا برائے بواسیر خونی

کچا سوت سرخ رنگ ڈیڑھ گز لمبا اکیس تار لے کر سورۂ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ پوری اکیس بار پڑھ کر گرہ لگاتا اور دم کرتا رہے۔ پھر اُلٹی طرف سے ہر گرہ پر لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ رَبِّ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ۝ ایک بار دم کردے۔ پھر سیدھی طرف سے ایک بار ہر گرہ پر وَقِیۡلَ یٰۤاَرۡضُ ابۡلَعِیۡ مَآءَکِ وَیٰسَمَآءُ اَقۡلِعِیۡ وَغِیۡضَ الۡمَآءُ وَقُضِیَ الۡاَمۡرُ وَاسۡتَوَتۡ عَلَی الۡجُوۡدِیِّ وَقِیۡلَ بُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ۝ دم کرتا چلا آوے۔ اور بواسیر والے کی کمر پر باندھ دیا جائے۔ باذن اللہ بہت جلد آرام ہوجائے گا۔

(۹۳) حفاظت از مار وکژدم وغیرہ موذی جانوروں کے لیے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ سَلٰمٌ عَلٰی نُوۡحٍ فِی الۡعٰلَمِیۡنَ گیارہ بار صبح و شام، اوّل و آخر درود شریف گیارہ بار پڑھا جائے۔ اعتقاد کامل ہو۔

(۹۴) ایضاً

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ تین بار، صبح و شام۔

(۹۵) برائے عقیمہ

ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے: وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِہِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِہِ الْاَرْضُ اَوْ کُلِّمَ بِہِ الْمَوْتٰی ؕ بَلْ لِّلّٰہِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا۔ پھر اس تعویذ کو عورت کے گلے میں باندھے۔

(۹۶) ایضاً برائے حمل

اوّل الحمد شریف بعدہٗ اسمائے اصحابِ کہف جو عمل نمبر ۸۴ میں درج ہیں، تین تین بار پڑھ کر چھ عدد چھوہاروں پر دم کریں اور دے دیں اور ہدایت کریں کہ بعد غسلِ حیض ایک عدد چھوہارہ روزانہ بیوی کھائے اور ایک عدد چھوہارا خاوند بھی کھائے اور رات کو ہمبستری کرے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ حمل ہوجائے گا۔

(۹۷) برائے خنازیر

جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو تانت پر جو مریض کے قد کے برابر ہو، اِکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دُعا پھونکے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَۃِ اللّٰہِ وَقُوَّۃِ اللّٰہِ وَعَظَمَۃِ اللّٰہِ وَبُرْھَانِ اللّٰہِ وَسُلْطَانِ اللّٰہِ وَکَنَفِ اللّٰہِ وَجِوَارِ اللّٰہِ وَاَمَانِ اللّٰہِ وَحِرْزِ اللّٰہِ وَصُنْعِ اللّٰہِ وَکِبْرِیَآءِ اللّٰہِ وَنَظْرِ اللّٰہِ وَبَھَآءِ اللّٰہِ وَجَلَالِ اللّٰہِ وَکَمَالِ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ شَرِّ مَا اَحَدٌ، پھر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔ اِن شاء اللہ شفا ہوگی۔

(۹۸) ہر بیماری کے لیے

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ان آیتوں کا پڑھنا ثابت ہے۔ اور فرمایا کہ آفتاب کے طلوع و غروب کے وقت جب یہ آیات پڑھی جائیں تو بیماری خُدا کے فضل سے دُور ہو جائے گی۔ وہ آیات یہ ہیں: وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا، اور وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا o فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا o لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا o اور لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، اور ہر آیت کے بعد یہ کہتا جائے: فَكَيْفَ اَنْتِ يَآ اَيَّتُهَا الْعِلَّةُ۔

(۹۹) جو بچہ کسی طرح نہ چلتا ہو

ال	م	ت	بن
۴۰۱	۵۹	۳۲	۳۹
۵۸	۳۹۸	۴۲	۳۳
۴۱	۳۴	۵۷	۳۹۹

اگر یہ نقش لکھ کر اور کسی خوشبو کی دُھونی دے کر اس بچہ کے گلے میں ڈال دیں تو اِن شاء اللہ چلنے لگے گا۔ اسی طرح اگر سفر میں جائے تو اپنے بازو پر باندھ لے اِن شاء اللہ تکان نہ ہوگا

(۱۰۰) جس حاملہ کے بچہ نہ پیدا ہوتا ہو

جس حاملہ کے بچہ نہ پیدا ہوتا ہو تو یہ آیات اور دُعا اور نقش سکوری پر لکھ کر پانی سے دھو کر پلائیں۔ اِن شاء اللہ پیدائش فوراً ہوگی۔ وہ دُعا اور

آیات اور نقش یہ ہیں: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ۭ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ ۝

ب	ط	د
ز	ھ	ج
و	ا	ح

(۱۰۱) برائے[1] غنائے دلی وکشائش ظاہری و باطنی

ہر روز گیارہ سو مرتبہ یَامُغْنِیُ اور سُورۂ مُزّمّل شریف چالیس بار پڑھنے پر ہمیشگی کرے اگر چالیس بار نہ ہوسکے تو گیارہ بار پڑھے۔ بعض بزرگوں سے سورۂ مُزّمّل کا اِکتالیس بار پڑھنا منقول ہے اور بعض سے عشا کی نماز کے بعد دو رکعتوں میں اِکتالیس بار اس طرح کہ پہلی رکعت میں اکیس بار اور دُوسری رکعت میں بیس بار۔ اور ایک یہ ہے کہ سُنّتِ فجر کے بعد ایک اور پانچوں نمازوں کے بعد دو دو بار کہ شب و روز میں گیارہ بار ہوجائے۔ یہ سب طریقے مجرب ہیں۔

(۱۰۲) برائے فاقہ

جو شخص سُورۂ واقعہ کو ہر رات پڑھے اس کو فاقہ نہیں ہوتا۔

---

[1] تعویذات منقول از القول الجمیل۔

(۱۰۳) ایضاً برائے فاقہ

فاقہ کے لیے ہر روز سو بار لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، پڑھنا مفید ہے۔

(۱۰۴) رات کو جاگنے کے لیے

جو شخص اپنے سوتے وقت سورۂ کہف کی آخری آیتیں پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کرے کہ اس کو جگا دے۔ جس وقت کا ارادہ کرے تو حق تعالیٰ اس کو اسی وقت جگا دے گا۔ وہ آیات یہ ہیں: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا ۝

(۱۰۵) برائے خوفِ حاکم

جو شخص کسی صاحبِ حکومت سے ڈرے، اس کو چاہیے کہ یوں کہے کٓھٰیٰعٓصٓ کُفِیْتُ حٰمٓعٓسٓقٓ حُمِیْتُ اور کٓھٰیٰعٓصٓ کے کہتے وقت ہر حرف کے تلفظ پر داہنے ہاتھ کی ہر اُنگلی کو بند کرے یعنی "کاف" کہتے وقت سب سے چھوٹی اُنگلی بند کرے۔ "ہا" پر دُوسری، "یا" پر تیسری، "عین" پر چوتھی اور "صاد" پر انگوٹھا بند کرے۔ اور حٰمٓعٓسٓقٓ کے ہر حرف پر بائیں ہاتھ کی اُنگلیاں بند کرے۔ اور دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں

بند کیے ہوئے اس حاکم کے سامنے جائے اور انگلیاں کھول دے ان شاء اللہ حاکم مہربان ہوگا۔

(۱۰۶) گم شدہ چیز کے لیے

جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ یَاحَفِیْظُ ایک سو انیس ۱۱۹ بار بغیر کمی بیشی کے پڑھے۔ پھر یہ آیت یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ایک سو انیس بار پڑھے، حق تعالیٰ اس کی گم شدہ چیز کو اس کے پاس پھیر لائے گا۔

(۱۰۷) ایضاً

کسی کی چیز یا لڑکے وغیرہ کے گم ہونے پر درود شریف لکھ کر دیا جائے کہ اونچی جگہ درخت یا کھونٹی وغیرہ پر لٹکائے۔

(۱۰۸) برائے حاجت روائی

حاجت روائی کے لیے سورۂ فاتحہ اس طرح پڑھے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی میم کو اَلْحَمْدُ کے لام سے ملا دے۔ اتوار کے دن فجر کی سنت اور فرض کے درمیانی وقفہ میں شروع کرے۔ پہلے دن ستر بار، اور دوسرے دن اسی وقت ساٹھ بار اور تیسرے دن پچاس بار۔ اسی طرح ہر روز دس بار کم کرتا جائے۔ یہاں تک کہ ہفتہ کے دن دس بار پڑھے۔

(۱۰۹) نمازِ حاجات

مشکل حاجتوں کے بر لانے کے لیے چار رکعتیں پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ کو سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ، سو بار پڑھے اور تیسری رکعت میں بعد فاتحہ کے وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ، اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ، سو بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ سو بار پڑھے۔ پھر سلام پھیر کر رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ سو بار پڑھے اور اپنی حاجت کی دعا کرے۔ ان شاء اللہ العزیز قبول ہوگی۔

(۱۱۰) برائے بخار

خصوصاً پرانے بخاروں کے لیے یہ افسوں ایک کاغذ پر لکھ کر بازو پر باندھ دے۔ ان شاء اللہ جلد اچھا ہوجائے گا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بَرَآءَةٌ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ، اِلٰی اُمِّ مِلْدَمٍ ، الَّتِیْ تَاْكُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَهْشِمُ الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ یَا اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ كُنْتِ مُؤْمِنَةً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كُنْتِ یَهُوْدِیَّةً فَبِحَقِّ مُوْسٰی كَلِیْمِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاِنْ كُنْتِ نَصْرَانِیَّةً فَبِحَقِّ الْمَسِیْحِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اَنْ لَّا اَكَلْتِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ لَحْمًا وَلَا شَرِبْتِ لَهٗ دَمًا وَلَا هَشَمْتِ لَهٗ عَظْمًا وَتَحَوَّلِیْ عَنْهُ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِیْٓئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاللّٰهُ تَعَالٰی بَرِیْٓءٌ مِّنْكِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

(فلاں بن فلانۃ کی جگہ مریض کا اور اس کی ماں کا نام لکھے)

(۱۱۱) ایضاً برائے بخار

بخار والے پر ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورۂ مجادلہ تین بار پڑھے۔

(۱۱۲) برائے سُرخ بادہ

جس کے بدن پر سُرخ بادہ ظاہر ہو اس دعا سے سات بار جھاڑے اور پڑھتے وقت چھری سے اشارہ کرتا جائے۔ دعا یہ ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الْحَكِيْمِ الْكَرِيْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ اَيَّتُهَا الْحُمْرَةُ جَآءَتْكِ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ اَيَّتُهَا الرِّيْحُ اَجِيْبِيْ دَاعِيَ اللّٰهِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَمَالَهٗ مِنْ مَّلْجَاٍ وَّمَا لَهٗ مِنْ ظَهِيْرٍ. بِسْمِ اللّٰهِ وَبِالثَّنَآءِ الطَّيِّبِ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ اٰفَةٍ تَعْتَرِيْكَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖٓ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

(۱۱۳) برائے اسقاطِ جنین

جو عورت بچہ اسقاط کر دیتی ہو تو ایک تاگا کسم کا رنگا ہُوا اُس کے قد کے برابر لے اور اس پر نو گرہیں لگائے اور ہر گرہ پر وَاصْبِرْ

وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھے اور دم کردے۔

(۱۱۴) دُنبلؔ اور پھوڑے وغیرہ کے لیے

اَمْ اَبْرَمُوْۤا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ نو بار اور اوّل و آخر درود شریف پڑھ کر مُلتانی مٹی پر دم کرکے لگائیں۔

(۱۱۵) پیشاب میں ریگ آنے کے لیے

جس شخص کو پیشاب میں ریگ آتی ہو اس کو یہ آیت لکھ کر پلائیں:۔
وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۝ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۝

(۱۱۶) فتیلہ برائے آسیب زدہ

یہ فتیلہ اسی حالت میں دیا جائے جب کہ جن یا آسیب کسی طرح نہ جاتا ہو۔ املیخ[۳] قملیخ[۳] تملیخ[۳] یا املیخ تملیخ قملیخ کاغذ پر لکھ کر اس کاغذ کو لمبائی کی صورت میں تہ کرکے نیچے کالے کپڑے کا ٹکڑا رکھ کر قدرے حرمل (کالا دانہ) اور ہینگ رکھ کر اُوپر ڈورا لگایا جائے۔

لہ منقول از بیاض حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۷) برائے معمولی دنبل

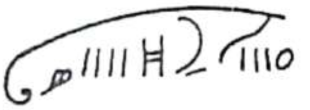
معمولی دنبل کے لیے اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف، درمیان میں گیارہ مرتبہ سورۂ الم نشرح پڑھ کر دم کر دے۔

(۱۱۸) خراب اور بڑے دنبل کے لیے

خراب اور بڑے دنبل کے لیے اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف اور درمیان میں اکتالیس مرتبہ الحمد شریف پڑھ کر دم کر دیں اور مکھن وغیرہ پر دم کر کے دنبل پر لگائیں۔

(۱۱۹) تعویذ برائے عام امراض

عام امراض کے لیے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیں۔



○

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
وَتُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اٰمین

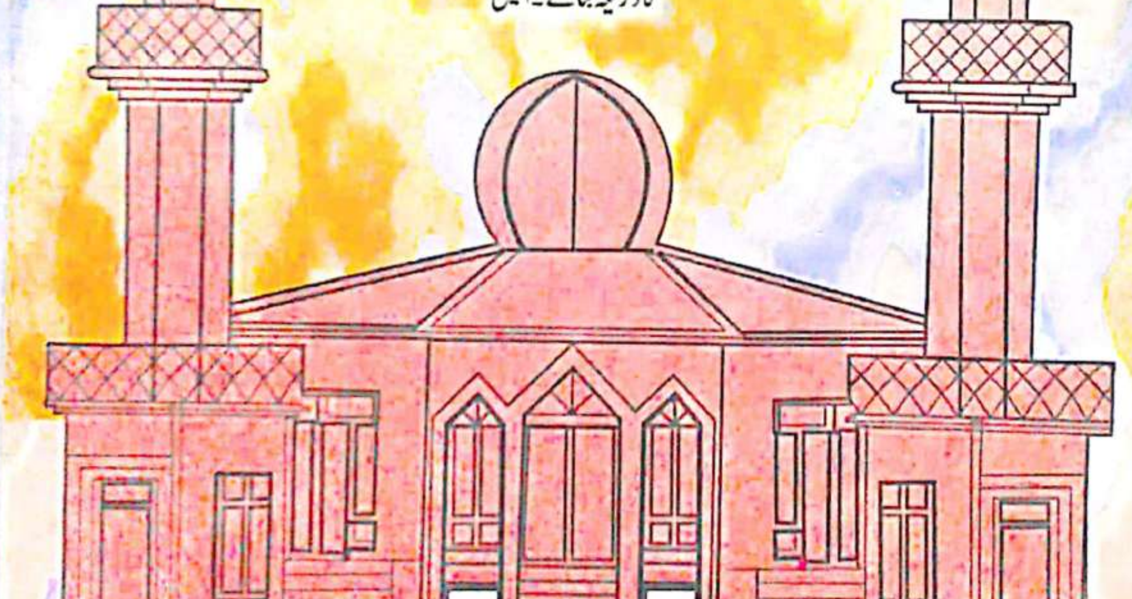
○

کلماتِ تشکر

الحمدللہ ثم الحمدللہ فقیر کی انتہاء درجہ کی خوش نصیبی ہے کہ اس کتاب کا نام قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ اجل حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم نے "حیاتِ ادریس" تجویز فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب کا یہی کرم کچھ کم نہ تھا کہ مزید کرم بالائے کرم فرماتے ہوئے۔ کتاب کا ٹائیٹل بھی اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمایا۔

یہ فقیر پر حضرت شاہ صاحب کی کرم نوازی ہے۔ ورنہ حضرت شاہ صاحب عرصہ سے یہ کام چھوڑ چکے ہیں۔ دل سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کی عمر میں مزید برکت عطا فرمائے۔ اور آپکے فیض سے پورے عالم کو مستفیض فرمائے۔ آمین

اس کتاب کو شرف قبول بخشتے ہوئے فقیر کے لیے اور فقیر کے تمام احباب و متعلقین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ اور حضرت پیر جی نوراللہ مرقدہ کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنائے۔ آمین



جامع مسجد الفتح خانقاہ فیض ادریس

مین روڈ برلب نہر محلّہ فیصل آباد صادق آباد ضلع رحیم یار خان فون: 76853